بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

۱۰ (10)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹۔ بریٹو روڈ۔ کراچی۔ فون: ۷۲۳۲۵۴)

www.drhasanrizvi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

پارہ ۱۰

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹۔ بریٹو روڈ۔ کراچی۔ فون ۷۲۳۲۵۴۱)

إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون

محمد اقبال حسین نعیمی عفی عنہ
ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

میں تصدیق کرتا ہوں کہ پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ کے مطبوعہ پارہ نمبر ۱۰/۱۱ کا بغور حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اور اسے ہر طرح کی اغلاط سے مبرّا پایا۔

فیض احمد شاہ سعیدی

حافظ فیض احمد شاہ سعیدی
منظور کنندہ، پروف ریڈر
گلشن اقبال بلاک 11 کراچی

www.drhasanrizvi.org

فہرستِ عناوین پارہ ۱۰

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ	شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۱	غنیمت کے اوّلین معنی اور اُسکی فرضیت	۱۲۳۱	۲۰	قوّت اور اسلحہ ہر وقت تیار رکھو۔	۱۲۴۹
۲	خُمس کے حقدار	۱۲۳۳	۲۱	حضرت علیؑ کی رفتارِ ناز و انداز خدا کو پسند ہے۔	۱۲۵۰
۳	خُمس کی فرضیت و اہمیت	//			
۴	خُمس نکالنے کا طریقہ	۱۲۳۴	۲۲	اسلام کی صلح پسندی۔	۱۲۵۱
۵	غزوۂ بدر کے موقع پر اللہ نے حضورِ اکرمؐ کو ایک خواب دکھایا۔	۱۲۳۶	۲۳	خدا پر بھروسہ کیجیے۔	//
			۲۴	تعلیم	//
۶	جہاد میں ثابت قدمی فرض ہے۔	۱۲۳۸	۲۵	ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ۔	۱۲۵۲
۷	آپس میں اختلاف پیدا کرنے کی ممانعت	//	۲۶	اسلام میں آپس کی محبت کی اہمیت اور نتیجہ	//
۸	اتحاد پیدا کرنے کا طریقہ	۱۲۳۹			
۹	اترانے، دکھاوا کرنے اور اکڑنے کی مذمت۔	۱۲۴۰	۲۷	یا علیؑ کہنے کا جواز۔	۱۲۵۳
۱۰	دو قسم کے انسان	۱۲۴۱	۲۸	ایمان کی قوّت	۱۲۵۴
۱۱	شیطان کا اصل کام	۱۲۴۲	۲۹	بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی مذمت	۱۲۵۶
۱۲	نگہبان قوی تر است	۱۲۴۳	۳۰	اصل بات	۱۲۵۷
۱۳	خدا نے فرشتوں کو نصرت کے لیے بھیجا۔	۱۲۴۴	۳۱	خدا کی غفوریّت اور رحیمیّت کے تقاضے	۱۲۵۸
۱۴	مومن اور کافر کی موت کا فرق	//	۳۲	بھلائی کے معنی	//
۱۵	نعمتوں کی عطا اور چھین لینے کا اصول	۱۲۴۵	۳۳	ولایت کے معنی	۱۲۶۰
۱۶	حرفِ "ف" کا نتیجہ	۱۲۴۷	۳۴	اتحادِ اسلامی کی تعلیم	۱۲۶۱
۱۷	بدترین مخلوق	//	۳۵	دینی رشتے کی اہمیت	//
۱۸	غدّاروں کے ساتھ سلوک۔	۱۲۴۸	۳۶	وراثت کے حقدار قرابتدار ہیں	۱۲۶۲
۱۹	خدا کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔	۱۲۴۹	۳۷	قانونِ وراثت کا خلاصہ	۱۲۶۳
			۳۸	(سورۃ التوبۃ)	//

www.drhasanrizvi.org

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۳۹	حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی فضیلت	۱۲۶۴
۴۰	سورۂ توبہ کا اصل نام	۱۲۶۵
۴۱	حضرت علیؑ کا اعلانِ برأت	۱۲۶۶
۴۲	مشرکوں کی ناکامی	〃
۴۳	حضرت علیؑ کی چار فضیلتوں میں سے ایک	〃
۴۴	معاہدے کی مذمت کا اعلان	۱۲۶۷
۴۵	حج اکبر کے صحیح معنی	۱۲۶۸
۴۶	عہد کی پابندی کی اہمیت	۱۲۶۹
۴۷	عہد شکنوں کے ساتھ سختی کا سلوک	۱۲۷۰
۴۸	انجان لوگوں کے ساتھ سلوک	۱۲۷۱
۴۹	اپنی اصلاح کرنے والوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔	۱۲۷۳
۵۰	عہد شکنی کی مذمت	۱۲۷۴
۵۱	طعن کرنے کی مذمت	〃
۵۲	بیزاری کا اعلان کیوں ؟	〃
۵۳	تاریخ کا معجزہ	〃
۵۴	جنگ بالذات مقصود نہیں	۱۲۷۵
۵۵	اللہ کا وعدۂ نصرت	〃
۵۶	نیکی کی طرف میلان کی مثال	۱۲۷۶
۵۷	توبہ کے معنی	〃
۵۸	اعلانِ برأت کا نتیجہ	〃
۵۹	خدا کے علم کے معنی	۱۲۷۷
۶۰	دینی اداروں کی اہمیت کا حق	۱۲۷۸

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۶۱	مسجدوں کی اہمیت و مصرف	۱۲۷۹
۶۲	مسجدیں آباد رکھنے والوں کی فضیلت	〃
۶۳	حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی فضیلت	۱۲۸۰
۶۴	ایمان، جہاد اور ہجرت کی فضیلت	۱۲۸۲
۶۵	انعاماتِ جنت دائمی ہوں گے	〃
۶۶	محبت اور نصرت خدا کے لیے	۱۲۸۳
۶۷	اللہ کی نصرت اور کثرت کے معنی	۱۲۸۵
۶۸	جنگِ حُنین	〃
۶۹	فرشتوں کے ذریعہ خدا نے مدد فرمائی	۱۲۸۷
۷۰	رسولِ اکرمؐ کی فیاضی کے نتائج	〃
۷۱	مشرکین سراسر نجاست ہیں	۱۲۸۸
۷۲	صرف خدا سے ڈرو	۱۲۸۹
۷۳	خدا اور آخرت پر ایمان رکھنے کے معنی	۱۲۹۰
۷۴	جزیہ کے معنی اور جزیہ لینے کا فلسفہ	۱۲۹۱
۷۵	یہودیوں کی حماقت	۱۲۹۲
۷۶	علماء کو خدا بنا لینے کے معنی	۱۲۹۳
۷۷	پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔	۱۲۹۶
۷۸	تاریخ شاہد ہے	۱۲۹۷
۷۹	آیت کے اصل مصداق	۱۲۹۸
۸۰	مال و دولت جمع کر کے رکھنے کی ممانعت	۱۲۹۹
۸۱	علماءِ سوء کی بدمعاشیاں	〃
۸۲	چار محترم مہینے	۱۳۰۱
۸۳	قمری حساب کی اہمیت	〃

www.drhasanrizvi.org

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۸۴	حضرت آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل کی تحریر	۱۳۰۲
۸۵	بارہ مہینوں کی وجہ تسمیہ	״
۸۶	مہینوں کی حرمت میں ہیر پھیر	۱۳۰۳
۸۷	جنگِ تبوک اور مسلمانوں کی حالتِ زار	۱۳۰۴
۸۸	تبوک سے گریزاں تین پہلوان	۱۳۰۵
۸۹	غارِ ثور میں یارِ غار کا واقعہ	۱۳۰۶
۹۰	ہلکے ہو یا بوجھل کے معنی	۱۳۰۸
۹۱	یہ دراصل اخلاص کا امتحان تھا۔	۱۳۰۹
۹۲	رسولِ اکرمؐ کی شریعت	۱۳۱۰
۹۳	مومن جہاد سے گریز نہیں کرتا	۱۳۱۱
۹۴	شک کا انجام	۱۳۱۲
۹۵	نیت اور ارادے کی اہمیت	״
۹۶	چغلخور اور جاسوس	۱۳۱۴
۹۷	جہاد سے گریز کا انوکھا بہانہ	۱۳۱۵
۹۸	دو پرستاروں کا فرق	۱۳۱۶
۹۹	مسلمانوں کے لیے دو بھلائیاں	۱۳۱۷
۱۰۰	عرفانی نقطۂ نظر سے	۱۳۱۸
۱۰۱	خدا کے نافرمان لوگوں کے نیک کام بھی خدا ہرگز قبول نہیں کرتا۔	۱۳۱۹
۱۰۲	بے ذوق و شوق نماز و خیرات	۱۳۲۰
۱۰۳	کثرتِ مال اور اولاد کی حقیقت	۱۳۲۱
۱۰۴	ایمان کی اہمیت	״
۱۰۵	کافر کی موت	۱۳۲۲

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۱۰۶	آپ کی کا پیغام	۱۳۲۲
۱۰۷	منافق کی ذہنیت	۱۳۲۳
۱۰۸	رسولِ خداؐ کے خلاف منافقوں کا فتویٰ	۱۳۲۴
۱۰۹	رسولِ خدا بھی عطا کر سکتے ہیں	۱۳۲۶
۱۱۰	تقسیمِ زکوٰۃ	۱۳۲۷
۱۱۱	سید پر زکوٰۃ حرام ہے	۱۳۲۹
۱۱۲	مولفۃ القلوب	״
۱۱۳	قرضداروں سے ہمدردی	״
۱۱۴	رسولؐ کا ہر کسی کی بات کو سن لینا	۱۳۳۰
۱۱۵	یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے	۱۳۳۱
۱۱۶	بدترین مسلمان ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے	۱۳۳۲
۱۱۷	شانِ نزول	۱۳۳۳
۱۱۸	مذاق اڑانے کی مذمت	۱۳۳۴
۱۱۹	توبہ کا اثر	״
۱۲۰	دین سے مذاق کا مطلب	۱۳۳۵
۱۲۱	خدا کو بھولنے کا مطلب اور اُس کا نتیجہ	۱۳۳۶
۱۲۲	منافقین کی علامتیں	״
۱۲۳	دنیا پرستی کی مذمت اور انجام	۱۳۳۷
۱۲۴	بُرے کاموں کا بُرا انجام	۱۳۳۸
۱۲۵	مومن اور مومنات کی علامتیں	۱۳۳۹
۱۲۶	جنتِ عدن کے معنی اور اُس کے مستحق	۱۳۴۱
۱۲۷	مومنوں کی پہچان اور علامات	۱۳۴۲
۱۲۸	کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کا حکم۔	۱۳۴۳

www.drhasanrizvi.org

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۱۲۹	منافقوں کی بدمعاشیاں	۱۳۴۴
۱۳۰	وسیلے کی اہمیت	۱۳۴۵
۱۳۱	منافقین کی ناکام سازشیں	"
۱۳۲	رسولِ اکرمؐ کا احسان	۱۳۴۶
۱۳۳	مال کی محبت کا بُرا انجام	۱۳۴۷
۱۳۴	منافق صدقات دینے والے مومنین کا مذاق اُڑاتے تھے۔	۱۳۴۹
۱۳۵	کافر اور گنہگار کا فرق	۱۳۵۱
۱۳۶	اعتراض اور اُس کا جواب	"
۱۳۷	منافقوں کی ذہنیت	۱۳۵۵
۱۳۸	قبر پر کھڑے ہونے اور زیارتِ قبور کا جواز	۱۳۵۶

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۱۳۹	اولاد اور مال کے ذریعے عذاب	۱۳۵۸
۱۴۰	منافقوں کی پہچان اور مذمت	۱۳۵۹
۱۴۱	بھلائیوں سے مراد	۱۳۶۱
۱۴۲	منافق کا انجام	۱۳۶۲
۱۴۳	عرب اور اُعراب کے معنی	"
۱۴۴	نیک کام پر آمادگی کی اہمیت	۱۳۶۳
۱۴۵	امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام کی دعا	۱۳۶۵
۱۴۶	نیت کی اہمیت	۱۳۶۶
۱۴۷	صحیح منافق	۱۳۶۷

www.drhasanrizvi.org

"وَاعلمُوٓا" پارہ ۱۰

وَاعلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمتُم مِّن (۴۱)
شَیءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُولِ
وَلِذِی القُربٰی وَالیَتٰمٰی
وَالمَسٰکِینِ وَابنِ السَّبِیلِ
اِن کُنتُم اٰمَنتُم بِاللّٰہِ وَمَآ
اَنزَلنَا عَلٰی عَبدِنَا یَومَ الفُرقَانِ
یَومَ التَقَی الجَمعٰنِ وَاللّٰہُ عَلٰی
کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ ۝

اور تم جان لو کہ جو بھی مالی فائدہ تم نے حاصل کیا ہے اُس کا پانچواں حصہ (خُمس) ضرور اللہ، اُس کے رسولؐ اور (رسولؐ کے) رشتہ داروں، یتیموں، غریبوں اور مسافروں کے لیے ہے، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اُس پیغام پر (بھی یقین رکھتے ہو) جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن اُتارا تھا، جس دن دونوں کی فوجیں مقابل ہوئیں۔ اور اللہ تو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

غنیمت کے اولین معنی اور اسکی فرضیت

لفظ "غنیمت" کے کئی معنی ہیں۔

اِس کے اولین معنی بیان کرتے ہوئے جناب امام **جعفر صادق** علیہ السلام نے روایت فرمائی کہ:

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، ارشاد فرمایا:

"غنیمت کے معنی جو کچھ تمہارا روز کا منافع ہو۔" (الکافی)

اِس لیے ہر مالی منافع وفائدہ "مَا غَنِمتُم" کا مصداق ہے۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.org

غنیمت کے دوسرے معنی : جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا :

" وہ بھی مالِ غنیمت ہے جو تم کفّار کو مغلوب کرکے (اسلامی جنگوں میں) حاصل کرو "۔

★ ...... (تفسیر صافی ص ۱۹۸)

امیرالمومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا :

" آیت میں قرابتداروں (رشتہ داروں) سے مراد " ہمارے قرابتدار ہیں " جن کو خدا نے اپنے رسولؐ کے ساتھ ملایا ہے۔ اور یتیم، مساکین اور مسافروں سے مراد بھی ہمارے یتیم، ہمارے مسکین اور ہمارے مسافر ہیں۔ (یعنی ساداتِ آلِ رسولؐ) اسی لیے خدا نے صدقات میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا۔ اس طرح اللہ نے اپنے نبیؐ کا اور ہم (اہلبیتؑ کا) یہ احترام فرمایا کہ ہم کو لوگوں کا میل کچیل کھانے سے بچالیا۔"

★ ...... (تفسیر صافی بحوالہ الکافی و تہذیب و تفسیر علی بن ابراہیم)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا :

" اللہ کا خمس یعنی (بعدِ رسولؐ) امامؑ (معصوم) کا حق ہے۔ اور رسولؐ کا خمس بھی۔ اور ذوی القربیٰ (یعنی رسولؐ کے قرابتداروں) کا حق بھی امامؑ کا حق ہے۔ اس لیے کہ وہی رسولؐ کے حقیقی قرابتدار ہیں۔ یتیموں سے مراد : آلِ رسولؐ کے یتیم ہیں۔ مسکینوں اور مسافروں سے بھی مراد خاص طور پر آلِ رسولؐ کے مسکین اور مسافر ہیں۔ خمس ان کے سوا غیر کو نہیں پہنچ سکتا۔"

★ ...... (التہذیب)

★ عام طور پر مالِ غنیمت اُس مال کو کہتے ہیں جو کافروں، مشرکوں سے اسلامی جنگ کے بعد ہاتھ آتا ہے، اس لیے اہلِ سنّت کے مفسّرین صرف اُسی مال پر خمس کو واجب سمجھتے ہیں۔

★ ..... (جلالین)

★ " آنچہ غنیمت یافتند از کافران " ★..... (شاہ ولی اللہ)

★ جبکہ شیعہ فقہاء اس لفظ کے لغوی معنی کی وسعت کے مطابق اور ائمۂ اہلِ بیتؑ کی تعلیم کے مطابق ہر اُس مال پر خُمس کو واجب سمجھتے ہیں جس سے فائدہ حاصل کیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ دفینوں، خزانوں، تجارتی نفعوں پر بھی خمس کو واجب سمجھتے ہیں۔ اس لیے اہلِ بیتِ رسولؐ کے نزدیک ہر اُس فائدے پر خمس واجب ہے جو

www.drhasanrizvi.org

انسان تجارت، خزانوں، معادن وغیرہ سے حاصل کرتا ہے۔ اور یہ سارے فائدے "غنیمت" میں شامل ہیں۔

خمس کے حقدار

* ..... (تفسیر تبیان)

لیکن شیعہ اور سُنّی تمام مفسّرین اِس بات پر متفق ہیں کہ قرابتداروں سے مراد رسولِ خدا کے قرابتدار ہیں۔ ہمارے اپنے قرابتدار مراد نہیں۔

"قرابة النبیؐ من بنی هاشم و المطلب" یعنی: "نبیؐ کے قرابتدار جو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہوں"۔

یعنی: "خویشاوندانِ پیغمبرؐ کہ بنی ہاشم و بنی مطلب اند"۔ * ..... (فتح الرحمٰن)

محققین نے کہا کہ: خدا نے ذوی القربیٰ، واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اِس مال کا اصل حقدار وہ شخص ہے جس کا رسولِ خداؐ سے خاص رشتہ ہے۔ یعنی امامؑ جو آلِ محمدؐ میں سے ہو۔ * ..... (تفسیر علی بن ابراہیم)

اب کیونکہ امام ہی خدا اور رسولؐ کا نمائندہ بھی ہوتا ہے اِس لیے خدا، رسولؐ اور قرابتدار تینوں کا حصہ سہم امامؑ، (امامؑ کا حصہ) کہلاتا ہے۔ اور سادات کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے حصّوں کو سہم سادات کہتے ہیں۔

خمس کی فرضیت واہمیّت

دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ نصِ قرآنی کے مطابق "زکوٰۃ" کے علاوہ خمس بھی مسلمانوں پر واجب ہے جو اتنا اہم فریضہ ہے کہ اس کا پہلا حقدار خود خدا ہے، پھر رسولِ خداؐ ہیں، اور پھر رسولِ خداؐ کا قرابتدار، امامِ وقت ہیں۔ اور یہ فریضہ اتنا اہم ہے کہ آخر میں خدا نے فرمایا کہ "اُس کو ادا کردو اگر تم اللہ کو دل سے مانتے ہو"۔ گویا یہ فریضہ ایمان کی کسوٹی ہے۔

تیسرا نتیجہ اِس آیت سے یہ نکالا گیا کہ فتحِ بدر خدا کی عطا تھی، خدا کی مدد کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی، مسلمان کبھی کسی فتح کو اپنی قوت اور صلاحیت کا نتیجہ نہ سمجھیں، اِس لیے مالِ غنیمت خدا اور رسولؐ کے احکام کے مطابق تقسیم ہونے کے لیے بیت المال میں جمع کرادیں۔ * ..... (فصل الخطاب)

اِسی لیے حضور اکرمؐ ہر جنگ کے بعد یہ اعلان فرمایا کرتے تھے:

"یہ تمام غنائم تمہارے ہی لیے ہیں، میری اپنی ذات کا اِن میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ بجز خُمس کے۔ اور وہ بھی تمہارے ہی اجتماعی مصالح پر صرف کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایک سوئی اور ایک ایک دھاگا تک لاکر رکھدو۔ کوئی چھوٹی بڑی چیز

www.drhasanrizvi.org

چھپا کر نہ رکھو۔ ایسا کرنا شرمناک ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔"

★ غرض خمس کا آدھا حصہ خاندانِ نبوت کے فقراء میں تقسیم کیا جاتا رہے گا۔ خلفاءِ راشدین کے زمانے میں اسی پر عمل ہوتا تھا۔ ★ ..... (تفہیم۔ مولانا مودودی)

فقہاءِ اہلِ سنت کے نزدیک غنیمت صرف اُس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے بزورِ جنگ حاصل کیا جائے۔
★ ..... (تفسیر کبیر۔ قرطبی)

اُن کے نزدیک اللہ اور رسولؐ کا حصہ رسولؐ کی زندگی میں رسولؐ ہی کو ملتا تھا، کیونکہ نبیؐ خدا کا نائب ہے۔ اِس لیے خدا کا حصہ بھی نبیؐ کو دیا جاتا تھا۔

فقہِ حنفیہ کے مطابق رسولؐ کا حصہ رسولؐ کی وفات کے بعد ساقط ہوگیا۔ مگر:

شافعیہ کہتے ہیں کہ رسولؐ کا حصہ خلیفہ کو ملتا رہے گا۔ لیکن:

خلفائے راشدین نے رسولؐ کا حصہ خود کبھی نہیں لیا۔
★ ..... (ہدایہ۔ جصاص)

فقہاءِ جعفریہ کے نزدیک خدا، رسولؐ اور قرابتدارانِ رسولؐ کا حصہ ہے۔

خمس نکالنے کا طریقہ

سہمِ امامؑ امام معصومؑ یا اُس کے نائب یا کسی بھی مجتہد جامع الشرائط کو دیا جائے گا، جو اُس کو اُمورِ دینی اور فلاحِ قومی پر صرف کرے گا۔ اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حصہ سہمِ سادات کہلاتا ہے جو غریب سادات میں تقسیم کیا جائے گا۔

خمس ادا کرنے کا طریقہ فقہِ جعفریہ کے مطابق یہ ہے کہ:

انسان سال میں اپنی ایک تاریخ مقرر کرے۔ اُس تاریخ کو جو بچت کسی بھی شکل میں رکھتا ہو اُس کا ۱/۵ خمس کے طور پر ادا کرے (یعنی سَو روپے پر بیس روپے خمس ہوا) اُس میں سے آدھا حصہ مجتہد جامع الشرائط کو ادا کرے جو سہمِ امامؑ ہے، اور آدھا حصہ غریب سادات میں تقسیم کرے، جو سہمِ سادات ہے۔
★ ..... (ماخوذ از توضیح المسائل)

www.drhasanrizvi.org

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى
وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَلَوْ
تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى
الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِىَ اللّٰهُ
اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ
مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى
مَنْ حَىَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ ۴۲

(۴۲) (اور وہ وقت یاد کرو) جب تم تو وادی کے نزدیکی کنارے پر تھے اور وہ (کافر) دُور کے کنارے پر تھے، اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔ اور اگر تم بھی آپس میں ایک دوسرے سے وعدہ کرلیتے تو بھی تمہارے وہ (پہنچنے کے اوقات) مختلف ہوجاتے۔ مگر اللہ کو تو اُس بات کو پورا کرنا تھا جو ہونے والی تھی، تاکہ جو بھی ہلاک ہو وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہو، اور جسے زندہ رہنا ہے، وہ بھی روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ اور یقیناً اللہ سُننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

★ یہ آیت جنگِ بدر کے متعلق قدرے تفصیل سے نازل ہوئی ہے۔ جنگِ بدر کی تفصیل نویں پارے میں بیان ہوئی۔

اب یہاں اِس آیت میں لفظ بِالْعُدْوَةِ ، الْقُصْوٰى ، وَالرَّكْبُ کی تشریح بیان کی جاتی ہے۔

بِالْعُدْوَةِ : کا معنی ہے کنارا۔ یعنی مسلمان مدینے کی جانب جو وادی کا کنارا تھا، اُس پر تھے اور کفّار دوسری طرف تھے۔

الْقُصْوٰى : اقصٰی کی مؤنّث ہے جس کا معنی ہے "دُور" اور یہ وہ تھے جو ابوسفیان کی امداد و حفاظت کے لیے بصورتِ لشکر مکّہ سے آئے تھے جن کی تعداد ایکہزار کے لگ بھگ تھی اور اُنہی کو نضیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وَالرَّكْبُ : اس کا معنی "قافلہ" ہے اور یہ ابوسفیان کا قافلہ تھا۔ جو شام سے تجارتی مال لیکر مکّہ جارہا تھا۔
★ . . . . . . (تفسیر انوار النجف صـ۲۴۳)

★ خداوندِ عالم کو شاید جنگِ بدر اِس لیے منظور تھی تاکہ اِس سے اِسلام کا حق ہونا ظاہر ہوجائے اور دنیا دیکھ لے کہ اس قدر قلّتِ عدد اور قلّتِ سامان کے باوجود مسلمان غالب آگئے۔ یہ بات دل میں یقین پیدا کرنے کے لیے کافی تھی۔ اِس کے بعد بھی جو گمراہ ہوگا وہ حق کو حق جاننے کے بعد گمراہ ہوگا، اِس لیے خدا کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ اور جو ہدایت پائے وہ حق کو حق جان کر۔ یعنی دلیل کے ذریعہ ہدایت پائے گا۔
★ - - - - - - (تفسیر کبیر ، قرطبی ، ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِىْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ۴۳

(۴۳) (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ آپ کے خواب میں اُن کی تعداد کم دکھا رہا تھا۔ اور اگر وہ آپ کو اُن کی تعداد زیادہ دکھا دیتا تو تم لوگ ضرور سُست ہو کر ہمت ہار جاتے۔ اور لڑائی کے معاملہ میں جھگڑا شروع کر دیتے۔ لیکن اللہ نے تمھیں اِس سے بچا لیا۔ یقیناً وہ سینوں کے اندر کی حالت کا حال خوب جانتا ہے۔

غزوۂ بدر کے موقع پر اللہ نے حضورؐ کو ایک خواب دکھایا

حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ نے فرمایا کہ مشرکین ہماری آنکھوں میں اتنے کم نظر آ رہے تھے کہ میں نے اپنے پہلو میں کسی سے پوچھا کہ کیا یہ ستّر آدمی ہیں؟ تو اُس نے کہا: مجھے تو سَو نظر آتے ہیں۔ پھر ہم نے اُن میں سے ایک کو قید کیا اور اُس سے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ اُس نے بتایا کہ ہم ایک ہزار تھے۔ * .... (تفسیر صافی ص۱۹۹ بحوالہ الجوامع)

* خدا نے رسولؐ کو خواب میں کافروں کی تعداد اس لیے کم دکھائی تاکہ مسلمان کشمکش اور خوف سے بچے رہیں اور آپس میں نہ اُلجھ پڑیں۔ * ...... (جلالین)

شاہ عبدالقادر صاحب نے خوب لکھا: "پیغمبرؐ کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے ...... تاکہ مسلمان جرأت سے لڑیں۔ پیغمبرؐ کا خواب غلط نہیں (تھا) کیونکہ اُن میں کافر رہنے والے کم ہی تھے۔ اکثر وہ تھے جو پیچھے (بعد میں) مسلمان ہوئے۔" * .... (موضح القرآن)

* اِسی کو "تقیہ" بھی کہتے ہیں کہ بعض اہم مصالح کی بنا پر حقیقتِ حال کو ظاہر نہ ہونے دیا جائے۔ * .... (فصل الخطاب)

عرفاء نے لکھا کہ:

* "بعض اوقات خدا، نبی کریمؐ سے بھی کچھ باتیں چھپا لیا کرتا ہے۔ جیسا کہ یہاں ہوا کہ کفّار زیادہ تھے مگر نبیؐ کو کم دکھائے گئے۔ * .... (تھانوی)

* خدا کے اِس قول سے کہ "اگر اللہ اُنھیں زیادہ دکھا دیتا ..... جھگڑنے لگتے" اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام باوجود اپنی قوّتِ قدسی اور مقامِ عالی کے بشری کمزوریوں سے محفوظ نہیں کر دیے گئے تھے۔ * .... ۱۰ جلد ۱

www.drhasanrizvi.org

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ (۴۴) اور (یاد کرو کہ) جب تم ایک دوسرے کے
فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ مقابلے پر آئے تو خدا دشمنوں کی تعداد کو
اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ تمھاری نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھا رہا تھا۔
مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ ۴۴ اور تمھیں اُن کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھا
رہا تھا۔ تاکہ اللہ اُس بات کو پورا کر دے جو وہ کرنے والا تھا۔ اور آخر کار سارے کے سارے
معاملات (فیصلے کے لیے) اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

کفار کو یہ احساس کہ مسلمان تعداد میں بہت کم ہیں جنگ شروع ہونے سے پہلے تک قائم رہا۔ مگر جب لڑائی شروع ہو گئی تو خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اب کافروں کو مسلمان اُن کی اپنی تعداد سے دوگنے نظر آنے لگے۔

یہی بات سورۂ آلِ عمران میں بھی بتائی گئی ہے۔ ★ ..... (تفسیر جلالین)

اللہ کا فرمانا کہ " تاکہ اللہ اِس امر کو پورا کر دے، جو ہو کر رہنا تھا "

یعنی: (۱) ایک تو تمھاری کافروں کے لشکر سے مڈبھیڑ کرا دے۔

(۲) دوسرے یہ کہ مشرکوں کو ذلیل کر کے۔

(۳) اسلام کو سربلندی عطا فرمائے۔

★ ..... (قرطبی)

اِس آیت سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ "دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے، وہ بجائے خود مقصود نہیں، بلکہ اصل مقصود تمام تر وہ اجر ہے جو اِن اُمور سے آخرت میں حاصل ہوگا۔ کیونکہ آخر میں خدا نے فرمایا: " اور اللہ ہی کی طرف سارے اُمور پلٹیں گے "

★ ..... (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.org

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ (۴۵) اے ایمان لانے والو! جب بھی کسی گروہ سے
فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ (جنگ میں) تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہا کرو اور
كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ۴۵ اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ تاکہ تم بہتری حاصل کرو۔
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا (۴۶) اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت
تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ کرو اور آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کرو۔
رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ورنہ تمہارے اندر کمزوری اور سستی پیدا ہو جائے
مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ۴۶ گی۔ اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائیگی (رُعب داب
جاتا رہیگا' اِس لیے) صبر و برداشت سے کام لیا کرو۔ حقیقتاً خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جہاد میں ثابت قدمی فرض ہے

محققین نے نتیجہ نکالا کہ جہاد سے بھاگنے والے ہر قسم کی بھلائی سے محروم رہیں گے۔ اور کیونکہ دین و دنیا کی بہتری ہی کو نجات کہتے ہیں' اِس لیے ثابت ہوا کہ جہاد سے بھاگنے والے نجات سے محروم رہیں گے اِسی لیے بعض مفسرین نے "فلاح" یعنی "بھرپور کامیابی" کے معنی میں نجات کے لیے ہیں۔ * (شاہ ولی اللہ۔ شاہ رفیع الدین)

محققین نے نتیجے نکالے: (۱) مشرکوں، کافروں اور باغیوں سے اسلامی جنگ لڑتے ہوئے ثابت قدم رہنا لازمی ہے۔ *.... (تفسیر تبیان) کیونکہ فلاح' ثباتِ قلب اور ثباتِ قدم پر منحصر ہے اور فلاح میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھرپور کامیابی داخل ہے۔ (۲) اور قلب میں قوت و ثبات ذکرِ الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔ *...... (قرطبی)

آپس میں اختلاف پیدا کرنے کی ممانعت

(آیت ۴۶): آیت کا پیغام یہ ہے کہ جس طرح تم لوگوں نے بدر و اُحد میں آپس میں اختلاف کر کے جھگڑا کیا تھا' ایسا نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تم کمزور ہو جاؤ گے' اور تمہارا رُعب و دبدبہ جاتا رہے گا' تمہاری ہوا (حکومت) اُکھڑ جائے گی۔ حکومت کو ہوا سے تشبیہ اِس لیے دی گئی ہے کہ حکومت اور احکام کا چلنا ہُوا کے چلنے سے مشابہت رکھتا ہے۔ اِسی لیے' جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی ہُوا بندھ گئی یعنی

www.drhasanrizvi.org

اُس کی حکومت قائم ہوگئی اور اُس کا حکم چلنے لگا۔

مگر ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جنگ میں مسلمانوں کو اُس وقت تک فتح نہ ہوئی جب تک خدا نے کافروں پر تیز ہوا نہ بھیجی؛ اِسی لیے حضورِ اکرم ؐ نے فرمایا:

"خدا نے ہماری مدد ہَوا سے بھی کی، جبکہ قومِ عاد کو آندھی سے ہلاک کیا گیا۔" (الحدیث)

* ..... (تفسیر صافی ص ۱۹۹)

یہ خدا کا کمالِ قدرت ہے کہ جس چیز کو چاہے رحمت بنا دے، اور جب چاہے اُسی چیز کو عذاب بنا دے واقعاً خدا ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

اتحاد پیدا کرنے کا طریقہ

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے جذبات پر قابو رکھیں، جلد بازی، گھبراہٹ، طمع، نامناسب جوش و خروش سے بچیں اور ٹھنڈے دل سے جمی تُلی قوتِ فیصلہ کے ساتھ ہر کام کریں۔ خطرات اور مشکلات میں قدموں میں لغزش نہ آنے دیں۔ اشتعال انگیز مواقع پر کوئی بے محل حرکت نہ ہونے پائے۔ حالات بگڑتے نظر آئیں، تو بدحواس نہ ہو جائیں، حصولِ مقصد کے جوش میں بے قرار ہو کر کسی کمزور تدبیر پر سرسری غور و فکر کر کے عمل نہ کر بیٹھیں، جلد بازی کی وجہ سے اپنے ارادوں سے مغلوب نہ ہو جائیں، دُنیوی فوائد اور لذات تمھیں اپنی طرف نہ لے جائیں۔

یہ تمام مفاہیم ایک لفظ "صبر" کی تفسیر ہیں۔ ایسے صابروں کو خدا کی تائید حاصل ہوتی ہے۔

* ..... (تفہیم)

نتیجے: محققین نے نتیجے نکالے کہ:

(۱) انتشارِ قوت کا لازمی نتیجہ پست ہمتی ہوتا ہے۔ (۲) خدا کا ساتھ ہونا خدا کی مدد حاصل ہونے کی ضمانت ہے۔ (۳) صبر ہر حال میں محمود ہے، مگر جنگ میں بہت زیادہ قابلِ تعریف ہے۔

* ..... (قرطبی)

فَتَفْشَلُوْا: "فشل" سے ہے اور اس کا معنی ہے: "خوف کی وجہ سے بزدلی کا پیدا ہو جانا۔"

رِیْحُکُمْ: "ریح" کا معنی ہے: عزت، دولت، شان اور شوکت وغیرہ۔

* ..... (تفسیر انوار النجف ص ۲۳۶)

www.drhasanrizvi.org

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ ۴۷

(۴۷) اور تم اُن لوگوں کی طرح سے نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اِتراتے، اکڑتے، لوگوں کو اپنی شان و شوکت دکھانے کیلئے نکلے، اِس حال میں کہ وہ (لوگوں کو) اللہ کے رَاستے سے روکتے ہیں۔ (حالانکہ) وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں، اللہ اُس پر اچھی طرح سے حاوی ہے۔ (اللہ کی گرفت میں ہیں)

اِترانے، دکھاوا کرنے اور اکڑنے کی مذمت

مشرکین کا اِترانا اور دکھاوا کرنا یہ تھا کہ جب اُن کا لشکر جحفہ کے قریب پہنچا تو اُن کو ابوسفیان کا قاصد ملا، جس نے کہا کہ تم لوگ یہیں سے لوٹ جاؤ۔ اِس لیے کہ مسلمانوں نے ہمارا قافلہ نہیں لُوٹا۔ مگر ابوجہل نے لَوٹنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک ہم بدر نہ پہنچ لیں، اور وہاں (جو میلہ لگتا تھا اُس میں اپنی شان دکھانے کے لیے) جب تک (میلے میں آنے والے عربوں کو) کھانا نہ کھلائیں، خوب شرابیں نہ پی لیں، اور جوان لڑکیوں کے گانے نہ سنوالیں، ہم اُس وقت تک واپس نہ لَوٹیں گے۔ یہ تھا اُن کا اِترانا اور دکھاوا کرنا۔ مگر بدر میں بجائے شراب پینے کے اُنھیں موت کا شربت پینا پڑا، اور بجائے گانے والیوں کے نوحہ کرنے والیوں کے نوحے سُننے پڑے۔ اِسی واسطے خدا نے مومنوں کو اِترانے اور دکھاوا کرنے سے منع فرمایا ہے کہ اِس کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ ✦..... (تفسیر صافی ص۱۹۹)

اِس طرح تو ہوتا ہے اِس طرح کے کاموں میں

بعض مفسّرین کا خیال ہے کہ اِس آیت میں خاص طور پر ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ ہے
✦..... (تفسیر تبیان - فتح الرحمان)

مگر دوسرا تصوّر یہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی جہاد میں جاتے ہوئے اکڑ مکڑ اور تکبّر سے روکا گیا ہے۔
✦..... (موضح القرآن)

کفار کی فوجوں کا آج بھی یہی حال ہے جو پہلے تھا۔ اُن کے سپاہی بڑی بے شرمی کے ساتھ عورتوں اور شراب کا زیادہ سے زیادہ راشن مانگتے ہیں۔ جب وہ اپنی ہی قوم سے ایسا (گھناؤنا اور مذموم) مطالبہ کرتے ہوئے

www.drhasanrizvi.org

نہیں شرماتے کہ قوم اپنی بیٹیوں کو اُن کے سامنے پیش کرے، تو اندازہ فرمائیں کہ مفتوحہ قوم کے ساتھ وہ کیسا سلوک کرتے ہوں گے؟ رہا اُن کا تکبّر، تو اُن کا ہر سپاہی، ہر افسر اپنی چال ڈھال، بول چال میں سخت متکبّر انسان نظر آتا ہے۔ پھر اُن کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز پر اپنا قبضہ جمالیں۔ یہیں یہ سبق دیا جارہا ہے کہ ہم ایسے طور طریقوں اور گھٹیا مقاصد سے بچیں۔

*........ (تفہیم)

دو قسم کے انسان

محققین نے لکھا کہ جب بندے پر خدا کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے تو انسان دو میں سے کوئی ایک طرزِ عمل اختیار کرتا ہے۔ (۱) یا تو اُن نعمتوں کو خدا کی عطا یا خدا کی دین سمجھتا ہے۔ اور انھیں خدا کو خوش کرنے کے لیے خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ اِسی کا نام شکر ہے (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اُسے اپنے ساتھیوں پر اترانے اور چودھراہت جمانے پر خرچ کرتا ہے۔ اُس کو اپنی محنت کا صلہ سمجھتا ہے۔ اِسی کو "بطر" دکھاوا" کہا جاتا ہے۔ اور "رِیَار" کے معنی یہ ہیں کہ بُری چیز کو خوبصورت بناکر ظاہر کیا جائے۔

*..... (تفسیر کبیر)

امام رازی نے یہاں ایک بڑا گہرا سوال اُٹھایا ہے کہ "بَطَر" اور "رِیَاء" تو اسم ہیں، اور "یَصُدُّوْنَ" (اللہ کی راہ سے روکتے ہیں) فعل ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ہی فقرے میں ایک وصف کو اسم کے ذریعے سے ظاہر کیا گیا ہے اور دوسرا فعل کے ذریعے سے۔ پھر خود ہی جرجانی نحوی ادیب کے حوالے سے جواب دیا کہ: اسم دلالت کرتا ہے وصف کے استمرار یا مستقل کیفیت پر۔ اور فعل دلالت کرتا ہے اُس کی وقتی اور عارضی حالت پر۔ کیونکہ فخر اور نمائش قریش کا مستقل وصف تھا، اِس لیے اسم لایا گیا۔ اور مسلمانوں سے مقابلہ وقتی اور عارضی کیفیت تھی، اِس لیے اُس کا اظہار فعل سے کیا گیا.... اور یہ بلاغتِ قرآنی کا اعجاز ہے۔ *........ (تفسیر کبیر)

"لَا تَكُوْنُوْا" مسلمانوں سے کہا جارہا ہے کہ تم کفار و مشرکین کی طرح نہ ہوجانا۔

*.... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.org

وَاِذۡ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ (۴۸) وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الۡيَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىۡ جَارٌ لَّـكُمۡ‌ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيۡهِ وَقَالَ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّنۡكُمۡ اِنِّىۡۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوۡنَ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ‌ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۴۸ ع

اور جب شیطان نے اُن کے سامنے اُن کے بُرے کاموں کو بنا سجا کر خوبصورت بنا دیا، اور اُن کو یہ پٹی پڑھادی کہ آج تو کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکتا (کیونکہ) میں تمہارا ساتھی اور مددگار ہوں۔ مگر جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا، تو وہ اُلٹے پاؤں پلٹ گیا، اور کہنے لگا کہ: "میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (کیونکہ) میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ مجھے تو خدا سے ڈر لگ رہا ہے۔ (کیونکہ) خدا بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔"

شیطان کا اصل کام

"وہ شیطان تھا جب اُس نے جبرئیل و میکائیل دیکھے مسلمانوں کی طرف، تب بھاگا۔" ٭.. (موضح القرآن) "شیطان سراقہ ابنِ مالک کی صورت میں آیا تھا جو اُس علاقے کا سردار تھا۔" ٭.. (جلالین۔تبیان)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ شیطان کا اصل کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر گناہ اور ہر بُرائی کو انسان کی نظر میں خوبصورت بنا دیا کرتا ہے۔ اِس سے زیادہ اُسے اور کوئی قوت حاصل نہیں۔ اگر انسان اپنی عقلِ سلیم سے کام لے تو شیطان کے اِس دھوکے سے محفوظ رہے گا۔ ٭ . . . . . . (ماجدی)

محققین نے اِس آیت سے یہ نتیجے نکالے ہ: (۱) شیطان جس طرح وسوسے ڈالتا ہے اِسی طرح اپنے شکار کو یہ کہکر کبھی کبھی چھوڑ کر الگ بھی ہوجاتا ہے کہ "میں تم سے بری الذمہ ہوں۔" (۲) اور شیطان اُس وقت بھی انسان کو چھوڑ دیتا ہے جب اُسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ میرے بہکائے بغیر بھی گناہ کرے گا۔ (۳) کشف اہلِ باطل کیلئے بھی ممکن ہے۔ جیسے یہاں شیطان کو ملائکہ نظر آئے۔ (۴) اللہ کا صرف خوف طبعی ہونا کافی نہیں۔ مطلوب خوفِ ایمان ہے۔ ٭ . . . . . (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (۴۹)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، کہہ رہے تھے کہ اِن (مسلمانوں) کو تو اِن کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ حالانکہ جو کوئی بھی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، تو یہ حقیقت ہے اللہ زبردست طاقتور اور بالکل ٹھیک گہری مصلحتوں کے مطابق کام کرنے والا ہے۔

نگہباں قوی تراست

آیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ جنگ سے پہلے مسلمانوں کی تعداد کم ہونے اور کافروں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے منافق خوش ہو رہے تھے کہ مسلمانوں کو اُن کے دین نے کیسا دھوکہ دیا ہے کہ اِس بے سروسامانی میں اتنی بڑی مسلح فوج سے لڑنے جا رہے ہیں۔

★ ..... (تفسیر تبیان، جلالین، شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین)

اِس لیے آخری فقرے میں مسلمانوں کو ڈھارس دی جا رہی ہے کہ کافروں کی تعداد کتنی بھی ہو، تمھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اِس لیے کہ اللہ کی طاقت سے بڑھ کر کسی کی طاقت نہیں۔ اور نہ خدا سے زیادہ صحیح کوئی کام کرسکتا ہے۔ اِس لیے تم خدا پر بھروسہ کرو۔ (فصل الخطاب)

ع " دشمن اگر قوی است، نگہباں قوی تراست "

خدا کا فرمانا: "جن کے دلوں میں بیماری تھی" اِس سے مراد مکّے کے کچّے دل کے مسلمان ہیں جو ہجرت نہیں کرتے تھے

★..... (تفسیر کبیر)

جنگِ بدر میں مسلمانوں کو پیاس کا شکوہ ہوا تو حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام مشکیزہ لے کر کنوئیں پر گئے۔ پس ایک تیز و تُند ہوا کا جھونکا آیا۔ پھر دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ آپؑ نے واپس آن کر حضرت رسالت مآبؐ کو اطلاع دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: پہلی مرتبہ جبرئیلؑ ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ آرہے تھے، دوسری مرتبہ میکائیلؑ اور تیسری مرتبہ اسرافیلؑ ایک ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ وارد ہوئے۔ اُنھوں نے (اے علیؑ!) تم کو سلام بھی کہا ہے۔ اور وہ ہماری نصرت کے لیے پہنچے ہیں۔ ★..... (بروایت عیاشی، برہان، صافی)

www.drhasanrizvi.org

وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ۵۰	(۵۰) اور کاش تم اُس حالت کو دیکھ سکتے جب فرشتے حق کے منکروں (کافروں) کی روحیں قبض کر رہے ہوں اور اُن کے چہروں اور کولھوں پر چوٹیں مارتے جا رہے ہوں (اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ) اب آگ کی سزا کا جلانے والا مزہ چکھو۔

خدا نے فرشتوں کو نصرت کیلئے بھیجا

ایک مسلمان نے جناب رسولِ خداؐ کو بتایا کہ میں نے ایک مشرک پر جنگ میں حملہ کیا مگر جب اُس کا سر کاٹنے کے لیے آگے بڑھا تو اُس کا سر پہلے ہی سے الگ پایا۔؟

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "فرشتوں نے تم پر سبقت کی۔"

ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گُرز تھے جب وہ مشرکوں کو مارتے تھے تو آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ * ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر صافی صفحہ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

غرض یہ جنگِ بدر کے موقع کا ذکر ہے۔ * ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر تبیان)

مومن اور کافر کی موت کا فرق

قرآن مجید نے نزع کے وقت کی ہولناکیاں جہاں بھی بیان کی ہیں، وہاں یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ حالت کافروں اور دشمنانِ دین کی ہوگی۔ لیکن جہاں صرف موت کا ذکر ہے وہاں "غمرات" یا "سکرات" کے الفاظ آئے ہیں۔ جن کے مفہوم میں تکلیف کو دخل نہیں، صرف غفلت، بیہوشی اور غشی کے معنی ہیں۔ * ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ماجدی)

متکلمین نے اِس آیت سے نتیجہ نکالا کہ انسان جس چیز کا نام ہے وہ اِس مادّی جسم سے الگ چیز ہے۔ انسان کے لفظ کا اطلاق جسم پر نہیں، روح پر ہوتا ہے۔ * ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر کبیر بقول واحدی)

امام رازی نے نکتہ نکالا کہ کافر کی روح جب دنیا سے روانہ ہوتی ہے تو اُسے دنیا چھوڑنے کا تو صدمہ ہوتا ہی ہے مگر اُسے آگے بھی اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے اِس طرح اُسے آگے پیچھے دونوں طرف سے دوہری مار پڑتی ہے۔ * ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.org

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (۵۱) یہ وہی کچھ تو ہے جو خود تمہارے ہاتھوں نے آگے آگے بھیجا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ خدا اپنے بندوں پر ظلم یا زیادتی کرنے والا نہیں۔[۵۱]

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (۵۲) جس طرح آلِ فرعون کی اور اُن لوگوں کی جو اُس سے پہلے ہوئے، حالت ہوئی، کہ انھوں نے بھی خدا کے احکامات اور نشانیوں کا انکار کیا، تو اللہ نے بھی (آخرِ کار) اُن کے گناہوں کے سبب سے انھیں پکڑ لیا۔ (کیونکہ) اللہ بڑا ہی طاقتور اور سخت سزا دینے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ۙ (۵۳) یہ اِس لیے ہوا کہ اللہ کسی نعمت کو جو اُس نے کسی قوم کو دی ہو، اُس وقت تک نہیں بدلتا (چھینتا) جبتک کہ وہ قوم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرلے۔ اور یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

(آیت ۵۱) [۵۱] محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا عینِ عدل ہے اِس لیے یہ واضح کردیا گیا ہے کہ جو عذاب بھی کسی پر ہوگا، اُس کے اعمال کی وجہ سے ہوگا خواہ مخواہ ہرگز نہ ہوگا۔ اِس سے مشرکوں کے اِس عقیدے کی نفی ہوگئی کہ "خدا ظالم یا جبّار ہے (معاذ اللہ) • ماجدی۔

[۵۳] نعمتوں کی عطا اور چھین لینے کا اصول

(آیت ۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "خدا نے ایک نبی پر وحی کی، کہ: تم اپنی قوم سے کہدو کہ اگر کوئی قوم میری اطاعت کر رہی ہو اور اُسے فقر و فاقے کی تکلیف پہنچے، اور وہ اُس تکلیف کی وجہ سے میرے پسندیدہ کام چھوڑ کر ایسے اُمور انجام دینے لگیں جو مجھے پسند نہیں، تو میں اُن کی حالت کو بدل کر ایسی حالت کردوں گا جسے وہ پسند نہ کرتے

www.drhasanrizvi.org

ہوں گے۔ اور اگر کوئی قوم گناہ کر رہی ہو اور اُن کو میری نافرمانی کی وجہ سے بیماری، فقر و فاقہ یا کوئی تکلیف پہنچے جس کی وجہ سے وہ لوگ، وہ بُرے کام کرنا چھوڑ دیں جو مجھے پسند نہیں، اور وہ باتیں اختیار کریں جو مجھے پسند ہیں، تو میں بھی اُن کی اُس حالت کو بدل دوں گا جسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے۔" (اُنکی حالت اُنکی مرضی کے مطابق کردوں گا)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "میرے پدر بزرگوار نے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: خدا نے یہ بات حتمی طور پر طے کر دی ہے کہ جب وہ کسی کو نعمتیں عطا کرے گا تو ان نعمتوں کو اُس سے اُس وقت تک نہیں چھینے گا جب تک کہ وہ گناہ کر کے اس بات کا مستحق نہ ہو جائے کہ وہ نعمت اُس سے چھین لی جائے" ★...... (تفسیر صافی صـ۲۰۰ بحوالہ کافی)

آیت کا مفہوم اور نتیجہ

مطلب یہ ہے کہ جو تبدیلی لوگ اپنے اندر کریں گے، ویسی ہی تبدیلی خدا کے اُس رویے میں ہو گی جو وہ لوگوں کے ساتھ اختیار فرماتا ہے۔ یعنی اگر لوگ خدا کی نعمتوں کی ناقدری کریں گے۔ یعنی خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو خدا کی مرضی کے خلاف استعمال کریں گے تو اللہ اُن سے اپنے رویے کو بدل دے گا، نعمتیں چھین لی جائیں گی اور گناہوں میں چھوڑ دیا جائے گا۔ علامہ اقبال کے پورے شکوے کا یہی ایک آیت بہترین جواب ہے۔ ★....... (فصل الخطاب)

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کی نعمت کا غیر مستحق نہیں بنالیتی خدا اُس سے اپنی نعمت نہیں چھینتا۔ ★....... (تفہیم)

عرفا نے نتیجہ نکالا کہ سالک سے جب کوئی گناہ ہو جاتا ہے یا کوئی اطاعت ترک ہو جاتی ہے تو اُس سے خدا کے خاص انوار و برکات بھی منقطع ہو جاتے ہیں۔ ★....... (تھانوی)

ایک مقام پر خداوندِ عالم کا ارشاد قرآن مجید میں یہ ہے کہ: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ" یعنی (اگر تم (نعمتوں کا) شکر ادا کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کردوں گا، اور اگر تم نے کفرانِ نعمت کیا، تو یقیناً میرا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔) (سورۃ ۱۴ آیت ۷)

" اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے" یعنی: وہ ہر تغیرِ قولی کو سن رہا ہے اور ہر تغیرِ فعلی کو جان رہا ہے۔ ★....... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

(۵۴) كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ ۵۴

جس طرح کہ آلِ فرعون اور اُن سے پہلے کی قوموں کے ساتھ ہوا، کہ اُنھوں نے اپنے پالنے والے مالک کی ہدایتوں، نشانیوں اور احکامات کو جھٹلایا۔ تب ہم نے اُن ہی کے گناہوں کی سزا میں اُن کو ہلاک و برباد کر ڈالا، اور آلِ فرعون کو تو غرق ہی کر ڈالا (کیونکہ) وہ سب کے سب ظالم لوگ تھے۔

(۵۵) إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ ۵۵

یہ حقیقت ہے کہ خدا کے نزدیک زمین پر چلنے پھرنے والی مخلوق میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو حق کے منکر ہیں اور پھر کسی طرح بھی اُسے ماننے پر تیار نہیں۔

(۵۶) الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ ۵۶

اُن میں سے وہ لوگ جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا۔ پھر وہ ہر دفعہ اپنے عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ ایسے بُرے کام سے بھی نہیں بچتے۔

حرف "ف" کا نتیجہ (آیت ۵۵) محققین نے لکھا کہ آیت میں جو حرف "ف" ہے۔ یعنی جس طرح اُنھوں نے پہلے جان بوجھ کر حق کا انکار کیا تھا، آئندہ کیلیے بھی اُن سے یہ اُمید رکھنا غلط ہے کہ یہ حقیقتوں کو دل سے قبول کریں گے۔

(تفسیر تبیان) ......★

بدترین مخلوق (آیت ۵۶) آیت میں خاص اشارہ ہے بنی قریظہ کے یہودیوں کی جانب، جو بار بار معاہدے کرتے تھے کہ ہم مشرکوں کے مقابلے میں آپؐ کی مدد کریں گے۔ مگر اس کے باوجود ہر دفعہ مشرکوں کی مدد کرتے تھے۔

اُنہی کو بدترین مخلوق کہا گیا ہے۔ یوں تو ہر کافر بدترین مخلوق ہے لیکن بدعہد ہو تو اور زیادہ بدتر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر) ......★

اِس آیت میں عہد کی پابندی کی اہمیت کو بھی بتایا گیا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِى الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ (۵۷) مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ ۵۷

پس اگر یہ لوگ جنگ میں آپؐ کے ہتھے چڑھ جائیں تو اُن کا صفایا کرکے اُن کی ایسی خبر لو کہ اُن کے بعد کے دوسرے لوگوں کے بھی ہوش و حواس اُڑ جائیں اور وہ بھی اِس سزا کو یاد کریں۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً (۵۸) فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ○ ع ۵۸

اگر آپؐ کو کسی جماعت سے بددیانتی کا ڈر ہو تو اُن کے معاہدے کو علانیہ اُس قوم کے آگے پھینک دو یقیناً اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(آیت ۵۷) بدعہدی کا انجام دکھایا گیا ہے کہ جب یہ بدعہد آپؐ کے قابو میں آجائیں تو انھیں نمونہ بنا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ ★...... (تفسیر کشاف - تفسیر کبیر - قرطبی)

غداروں کے ساتھ سلوک ۵۸ پہلے یہ حکم دیا گیا کہ "اگر وہ جنگ میں آپؐ کے ہاتھ آجائیں تو اُن کا صفایا کر دیجیے"۔ یہ حکم اُن لوگوں کے لیے تھا جن کی غداری اور بدعہدی ظاہر ہو چکی تھی۔ اب دوسری صورت یہ ممکن تھی کہ ابھی غداری اور عہد شکنی ظاہر تو نہیں ہوتی ہے لیکن آثار اور قرائن بتا رہے ہیں کہ یہ گروہ عہد توڑ کر غداری کرنے والا ہے۔ ایسے گروہ سے نمٹنے کا طریقہ یہ نہیں کہ تم عہد توڑ کر اُن پر حملہ کر دو۔ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے عہد و پیمان کو اُن کی طرف پھینک دو۔ یعنی اُن کو واضح الفاظ میں بتا دو کہ ہم معاہدے کو منسوخ کرتے ہیں۔ ★...... (تفسیر تبیان)

اور اب معاملہ برابر ہو گیا۔ یعنی جو صورتِ حال معاہدے سے پہلے تھی وہی اب پیدا ہو گئی ہے اب کوئی پابندی نہیں رہی۔ ★...... (فصل الخطاب)

فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ ہمارے لیے یہ بات کسی طرح جائز نہیں ہے کہ اگر کسی شخص، گروہ یا ملک سے ہمارا معاہدہ ہو اور ہمیں اُن کے طرزِ عمل سے یہ شکایت ہو کہ وہ عہد کی پابندی نہیں کر رہے ہیں اور یہ احساس اچھی طرح واضح ہو جائے کہ یہ لوگ عہد توڑنے والے ہیں، تو ہم یکایک اُن پر حملہ نہیں کر سکتے۔ ہم کوئی مخالفانہ کارروائی اُس وقت تک نہیں کر سکتے، جب تک ہم اُن کو یہ نہ بتا دیں کہ اب ہم میں اور آپ میں معاہدہ باقی نہیں رہا جو ہوا تھا، اب وہ ختم ہو چکا۔ اب آپ کو یہ غلط فہمی نہ رہے کہ معاہدہ باقی ہے، اس کے بعد ہم کوئی جائز کارروائی کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ★...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۵۹)
سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝ ۵۹
وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (۶۰)
مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ
وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ
اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ
شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ ۶۰

منکرینِ حق (کافر) اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ یقیناً وہ ہمیں ہرا نہیں سکتے۔ لیکن تم اُن کے مقابلے کے لیے جس قدر بھی ہو زیادہ سے زیادہ قوّت اور بالکل تیار بندھے رہنے والے گھوڑے مہیّا رکھو۔ تاکہ اُس کے ذریعے سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور اُن دوسرے دشمنوں کو بھی ڈرا دو کہ جنھیں تم تو نہیں جانتے، مگر اللہ اُن کو خوب جانتا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اُس کا پورا پورا بدلہ تمھیں دیا جائے گا، اور تمھارے ساتھ کوئی ظلم یا زیادتی نہ کی جائے گی۔

خدا کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا

(آیت ۵۹) "وہ (کافر) یہ نہ سمجھیں کہ وہ نکل گئے"۔

یعنی وہ یہ نہ سمجھیں کہ اُن کی ترکیب چل گئی اور وہ اپنے داؤ پیچ میں کامیاب ہو گئے۔ اور ہم سے آگے نکل گئے۔
*۔۔۔۔۔۔ (شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین)

جنگِ بدر کے حوالے سے اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ کافر یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل گئے اور اب وہ بالکل محفوظ ہیں۔ نہیں، خدا کی قدرت سے بچ کر وہ کہیں نہیں جا سکتے۔ *۔۔۔۔۔۔ (جلالین)

قوّت اور اسلحہ بروقت تیار رکھو

(آیت ۶۰) جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "یہاں قوّت سے مراد "تیر اندازی کی قوّت بھی ہے۔" (یعنی اسلحے کی قوّت)
*۔۔۔۔۔۔ (کافی، تفسیر عیاشی)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ص نے ارشاد فرمایا: "قوّت سے مراد "تلوار" (اسلحہ) اور ہیبت (خوف، رُعب داب) ہے۔ *۔۔۔۔۔ (کافی، تفسیر عیاشی)

www.drhasanrizvi.org

★ غرض تیر و تلوار کی قوت سے مراد ہتھیاروں کی قوت ہے۔ ★۔۔۔۔ (تفسیر قمی)

★ قوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے جنگ میں تقویت پہنچے۔ ★۔۔۔۔۔۔ (تفسیر صافی ۲۰)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جنگ کے زمانے میں) "بالوں کا خضاب لگا کر سیاہ کرنا بھی قوت میں شامل ہے۔ کیونکہ اس سے بھی دشمن پر رُعب پڑتا ہے۔" (یعنی دشمن یہ سمجھتا ہے کہ مدِمقابل جوان آدمی ہے) ★۔۔۔۔۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)

حضرتِ علیؑ کی رفتارِ ناز و انداز خدا کو پسند ہے

دشمنِ دین کے مقابلے میں جہاں ظاہری فتح کے لیے اسبابِ جنگ اور آلاتِ حرب و ضرب کی فراہمی کی ضرورت ہے، وہاں جسم و وضع لباس کی سج دھج بھی دشمنانِ خدا کو مرعوب کرنے کا ایک بہترین اور کارگر حربہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرمؐ نے جنگِ خندق کی فتح کے موقعے پر حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کو ناز و انداز سے چلتے ہوئے دیکھا، جب کہ آپؑ عمرو بن عبدود کا سر قلم کرنے کے بعد خراماں خراماں واپس آ رہے تھے۔ کسی کہنے والے نے زبانِ طعن دراز کی تو حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "اس چال کو خدا پسند فرماتا ہے لیکن اُس وقت جبکہ دشمنِ دین کے مقابلے میں جہاد کے لیے انسان نکلے، تو یہ چال خدا کو نہایت پسند ہے۔ یعنی میدانِ جہاد میں متکبرانہ چال بھی خدا کو محبوب ہے۔ کیونکہ وہ دشمنانِ دین پر رُعب کا ہتھیار ہے۔ اِسی طرح لباس میں شان نظر آئے اور وضع میں بھی خوب جوانمردی کا مظاہرہ ہو۔ اِسی بنا پر فرمایا ہے کہ بالوں پر خضابِ سیاہ کرنا بھی دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار لگانے کے مترادف ہے۔ ★۔۔۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

اللہ اور مسلمانوں کے دشمن کفار و مشرکین ہیں اور وہ دشمن جنھیں تم نہیں جانتے، منافقین ہیں۔ پھر منافقین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہر، جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ، دوسرے وہ جنھیں تم نہیں جانتے، جو اپنے نفاق میں بڑے گہرے تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے بعد میں مسلمانوں میں وہ فتنہ برپا کیا جس کے اثرات آج تک ظلم ناانصافی، سرمایہ پرستی، رشوت اور دنیا پرستی کی شکل میں ہم آج بھی دیکھ رہے ہیں۔ ★۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.org

وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ (۶۱) اور اگر وہ (دشمنانِ حق) صلح کی جانب مائل
لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ ہو جائیں تو آپ بھی "سلم" (صلح) کیلیے آمادہ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ۶۱ ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں (کیونکہ)
یہ حقیقت ہے کہ وہ سب کچھ سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

اسلام کی صلح پسندی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کسی نے جناب رسولِ خدا ص سے پوچھا کہ "صلح کیلیے جھک جاؤ" سے کیا مراد ہے؟ حضور اکرم ص نے ارشاد فرمایا: "اس کے معنی ہمارے امر (حکومت) میں داخل ہو جاؤ (یعنی) ہماری سرپرستی اور احکام کے آگے جھک جاؤ۔" ......* (کافی۔ تفسیر عیاشی)

خدا پر بھروسہ کیجیے

خدا کا فرمانا کہ "اللہ پر بھروسہ کیجیے"

یعنی، اس بات کی پرواہ نہ کیجیے کہ اگر وہ کافریا حق کے دشمن صلح پر آمادہ ہوئے ہیں تو یہ مہلت پاکر اپنی طاقت جمع کرنا چاہتے ہیں اور پھر جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے دور دراز اندیشوں کو صلح کی راہ میں ہرگز حائل نہیں ہونے دیجیے۔ بلکہ اگر وہ صلح کا مطالبہ کریں تو خدا پر بھروسہ کرکے صلح کرلینا چاہیے۔ یہ ہے اسلام کی صلح پسندی کی انتہا۔ (فصل الخطاب)

مگر شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ یہ حکم واجب نہیں، بلکہ اختیاری ہے۔ یعنی صلح کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ استدلال اس لیے غلط ہے کہ پھر یہ کہنے کی ضرورت کیا تھی کہ خدا پر بھروسہ کیجیے۔ اور پھر یہ فرمایا کہ "اللہ جاننے والا ہے" مطلب یہ ہے کہ خدا اُن کی نیتوں کو خوب جانتا ہے۔ وہ خود اس کا علاج کریگا۔ اگر وہ بدنیتی سے صلح کا مطالبہ کررہے ہوں گے تو اس کی سزا وہ خود اُن کو دیگا۔ تمھیں اُن کی نیت سے کوئی بحث نہ ہونا چاہیے۔ (فصل الخطاب)

تعلیم! آیت میں اس بات کی تعلیم دی جارہی ہے کہ ظاہری تدابیر ضرور اختیار کیجیے مگر مخالفین جھکیں تو آپ بھی جھکنے کے مجاز ہیں۔ لیکن اصل اعتماد اللہ پر رکھیے۔ کیونکہ وہی بندوں کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن کو بھی۔ غرض یہ حکم نہیں، اجازت ہے۔ یعنی اگر آپ مصلحت دیکھیں تو صلح کرسکتے ہیں۔

......* (روح، ابن العربی)

www.drhasanrizvi.org

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۶۲

(۶۲) اور اگر وہ یہ چاہیں کہ آپؐ کو دھوکہ دیں تو بلا شبہ آپؐ کے واسطے اللہ بہت کافی ہے کیونکہ اُسی (خدا) نے خود اپنی مدد سے اور حق کو ماننے والوں (مومنین) کے ذریعے سے آپؐ کی تائید و نصرت فرمائی۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ۶۳

(۶۳) اور اُن (مومنین) کے دل باہم ملا دیے (محبت پیدا کی) اگر آپؐ زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی اُن کے دلوں کو آپس میں نہ جوڑ سکتے۔ مگر وہ اللہ ہی ہے جس نے اُن کے درمیان محبت پیدا کر دی۔ یقیناً وہ بڑا ہی زبردست طاقت والا، گہری مصلحتوں کے مطابق ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

(آیت ۶۲) اصل مدد کرنے والا تو خدا ہے مگر ظاہری ذریعہ خدا کی مدد کا مومنین کی جماعت ہے۔ اِس لیے خدا نے مومنین کی مدد کا ذکر اپنی مدد کے ساتھ فرمایا۔ ★.... (شاہ ولی اللہ)

اگر مومنین کی مدد کو خدا اپنی مدد کے ساتھ بیان کر سکتا ہے تو اگر مصیبت کے وقت انبیاءؑ اور اولیاءؒ سے مدد طلب کی جائے تو وہ شرک کیسے ہو گیا؟ جبکہ خدا اِس آیت میں مومنین کی مدد کو پیغمبرؐ کے لیے سہارا قرار دے رہا ہے ہاں انبیاءؑ یا اولیاءؒ کو مدد کے لیے پکارتے ہوئے یہ بات ذہن میں ضرور رکھنی چاہیے کہ اصل مدد کرنے والا خدا ہے۔ اور یہ حضرات خدا کے مقرر کیے ہوئے وسیلے اور ذرائع ہیں جو خدا کی اجازت سے ہماری شفاعت کرتے ہیں۔ ★.... (فصل الخطاب)

اسلام میں آپس کی محبت کی اہمیت اور نتیجہ

مسلمانوں کی آپس کی محبت کو خدا نے اپنی قدرت کا کرشمہ قرار دیا ہے۔ عرب میں اوس و خزرج کے قبیلے ہمیشہ آپس میں لڑتے ہی رہتے تھے۔ اسلام نے اُنھیں گلے ملا دیا۔

مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اِس تعلیم کو بھلا دیا اور مسلمانوں کی تاریخ اِس بات سے بھری ہوئی ہے کہ مسلمانوں نے مسلمانوں کا گلا کاٹا۔ ★.... (قرطبی)

★ دل میں کسی صفتِ محمود کا پیدا کرنا شیخ کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ ★.... (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ (۶۴) مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۶۴

اے نبیؐ! آپؐ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ کافی ہے جس نے مومنین میں سے آپؐ کی پیروی کی۔

یا علیؑ کہنے کا جواز

★ کافی ہونے کی منزل میں بھی خدا نے اپنے ساتھ مومنین کو بھی شریک کر لیا۔

★ کفایت کنندہ است ترا خدا و کفایت کنند ترا آنکہ پیروی تو کردہ انداز مسلمانان۔ ★.... (شاہ ولی اللہ)

★ "کفایت ہے تجھ کو اللہ اور جس نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے۔" ★..... (شاہ رفیع الدین)

★ "حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" یعنی: کافی ہے آپؐ کے لیے اللہ، اور کافی ہے آپؐ کے لیے وہ جس نے مومنین میں سے آپؐ کی پیروی کی۔ ★....... (جلالین)

اب اگر کسی نبیؑ یا ولیٔ خدا کو کارساز، مشکل کشا، مددگار یا ناصر کہا جائے تو وہ شرک کیسے ہوگا؟ جبکہ یہ بات بھی خوب یاد ہو کہ وہ خدا ہی کی دی ہوئی طاقت اور اجازت سے ہماری مدد کر رہے ہیں۔

خاص کر وہ بندہ جو رسولؐ کی پیروی میں اتنا کامل ہو کہ سب ساتھ چھوڑ جائیں، مگر وہ تنہا سیسہ پلائی ہوئی دیوار (كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ) کی طرح ڈٹا رہے۔ یہاں تک کہ جبرئیلؑ اس کی اطاعت اور شجاعت کا کلمہ (اس طرح) پڑھیں: "لَا فَتٰى اِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ" ★ (فصل الخطاب)[1]

حضرت علیؑ سے امداد طلب کرنا، وہ بھی خدا کا ولی سمجھ کر، رسولِ خداؐ کا وصی جان کر، امیرالمومنینؑ مان کر، شافعِ اُمت سمجھ کر باذن اللہ، اصل میں بالواسطہ اللہ ہی سے مدد طلب کرنا ہے۔

؎ غالب ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست ✲ مصروفِ حق ہوں بندگیٔ بوتراب میں

مرتبۂ حقیقی میں تو صرف اللہ ہی کافی ہے، مگر درجۂ ظاہری اور مجازی میں مومنین متبعین بھی داخل ہیں۔ ★....... (ماجدی)

★ ابوہریرہ سے منقول ہے کہ عرش پر لکھا ہوا ہے: اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ مُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ: (میں اللہ ہوں کوئی معبود میرے سوا نہیں، میرا کوئی شریک نہیں، محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہے، میں نے اس کی مدد علیؑ کے ذریعے کی ہے) اور هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وہ وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی اپنی نصرت سے۔ اور خدا کی نصرت سے مراد علیؑ ہے اور بالمؤمنین میں بھی علیؑ داخل ہیں۔ پس خدا کی بالواسطہ نصرت بھی علیؑ ہی ہیں۔ ★.... (تفسیر برہان بروایت ابن بابویہ)

[1] بقول دلائل الصدق: درمنثور، سیوطی، کنزالعمال ج۳ ص۱۵۴، ینابیع المودۃ میں یہ عبارت تحریر ہے۔

www.drhasanrizvi.org

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ (۶۵)

اے نبیؐ! مومنوں کو جنگ پر اُبھار دے۔ اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے، اور اگر تم میں سے سو آدمی ہوں گے تو وہ کافروں (منکرینِ حق) کے ایک ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے۔ اِس لیے کہ وہ (کافر) ایسے لوگ ہیں کہ جو سمجھ نہیں رکھتے۔ ۶۵

ایمان کی قوّت ؟

یہ تعداد اللہ کی طرف سے مقرّر ہوئی تھی کہ ایک مومن دس کافروں پر اللہ کی مدد سے غالب آئے گا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کافر کو نہ تو خدا پر بھروسہ ہوتا ہے اور نہ اُسے اَجرِ آخرت کی توقع ہوتی ہے۔ اِس لیے اُس کا دل مضبوط نہیں ہوتا۔ وہ موت سے ڈرتا ہے جبکہ مومن دین کی نصرت کے لیے خدا پر بھروسہ کر کے لڑتا ہے۔ اُس کی نگاہ آخرت کے اَجر و ثواب پر ہوتی ہے۔ دنیا کے فائدوں پر نہیں ہوتی۔ * ..... (تفسیر صافی ۵۰)

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن ⁂ نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کُشائی

محقّقین نے لکھا کہ " غالب آئیں "(يَغْلِبُوْا) کے معنی خبر کے نہیں ہیں۔ یعنی یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ مومنین غالب آئیں گے، بلکہ یہاں معنی مطالبہ کے ہیں کہ اُن کو غالب آنا چاہیے۔ کیونکہ وہ بصیرت کے ساتھ اجرِ آخرت کی اُمید پر جہاد کر رہے ہیں۔ * .... (تفسیر تبیان)

آج کی جنگی اصطلاح میں اس کو اخلاقی قوّت *Moral* کہتے ہیں۔ خدا نے اس کو سمجھ بوجھ (*Understanding*) ...... فرمایا ہے۔ یہ لفظ جدید اصطلاح سے زیادہ سائنٹفک ہے۔ جو شخص اپنے مقصد کا صحیح شعور رکھتا ہے اور دل و دماغ سے سمجھ کر اپنے مقصد کے لیے لڑ رہا ہوتا ہے اور اُس کا مقصد اتنا اعلیٰ ہوتا ہے کہ جس کے لیے وہ اپنی جان دینا گوارا کر سکتا ہے، اور جس کے بغیر جینا بے معنی سمجھتا ہے۔ ایسا آدمی بے شعوری سے لڑنے والے آدمی کے مقابلے پر کئی گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے چاہے جسمانی اور اسلحے کی طاقت دونوں کی برابر ہی کیوں نہ ہو، مگر سمجھ بوجھ کی قوّت کے لیے صبر کی صفت بھی لازمی شرط ہے۔ جو اسی سمجھ سے پیدا کی جاسکتی ہے۔ * .... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ (۶۶) اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ ۶۶

اچھا تو لو اب اللہ نے تمہارا بوجھ ہلکا کردیا (کیونکہ) اُسے معلوم ہے کہ تم میں یقیناً کمزوری ہے۔ تو اب اگر تم میں سے ایک سَو آدمی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دُو سَو پر، اور اگر ایک ہزار آدمی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو ہزار آدمیوں پر، اللہ کے حکم سے غالب رہیں گے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"دُو نے دَس کو منسوخ کردیا" ★...... (الکافی)

★ یعنی، اِس آیت نے اپنے سے پہلی آیت کو منسوخ کردیا۔ ★...... (تفسیر صافی ص۲۰۰)

★ حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام نے فرمایا: "جو مسلمان جہاد میں دُو کافروں کے مقابلے پر بھاگ جائے تو وہ جہاد سے بھاگنے والا شمار ہوگا، لیکن اگر تین کے مقابلے پر بھاگے تو وہ اِس الزام میں نہیں ہے"۔ ★..... (تفسیر عیاشی)

★ کیونکہ ابتدا میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی، اِسی لئے پہلا حکم تھا۔ پھر جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو دوسرا حکم آگیا۔ ★...... (تفسیر قمی)

★ رہا اللہ کا علم، تو وہ تو ازل سے تھا۔ اب مسلمانوں کے عمل سے ظاہر ہوگیا۔ اِسی لیے کہا گیا کہ خدا کو علم ہوگیا کہ تم میں کمزوری ہے۔ ★...... (فصل الخطاب، شاہ ولی اللہ)

★ اور "کمزوری" سے مراد ایمان کی کمزوری ہے۔ یعنی یقین اور صبر میں کمی، جوش اور ہمت کی کمی مراد ہے۔
★..... (فصل الخطاب، جصاص، راغب)

★ خدا نے کامیابی کو بِاِذنِ اللہ سے مشروط فرما کر بتا دیا کہ غلبہ اور کامیابی خود بخود مشینِ خودکار کی طرح حاصل نہ ہوگی، بلکہ تمامتر خدا کی اجازت اور مرضی سے حاصل ہوگی۔ اگر کبھی مصلحتِ خداوندی کچھ اور ہوگی تو ظاہری فتح نہ ہوگی۔

★ غرض نظر اسبابِ ظاہری سے کہیں زیادہ خدا پر رکھنی چاہیے، جو مشیتِ حقیقی ہے۔
★...... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ (۶۷) کسی نبیؐ کو بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ اُس
اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ کے پاس کچھ قیدی ہوں (اور وہ اُن کو مال
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ لے کر آزاد کر دے) جب تک کہ وہ فتنہ پردازوں
يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ۶۷ کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ تو دنیا کے
فائدے چاہتے ہو، اور اللہ آخرت (کے فائدے دینا) چاہتا ہے۔ اور اللہ بڑا طاقت والا
اور بہت گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی مذمت

کچھ مفسّرین تو یہ کہتے ہیں کہ جنگِ بدر میں کچھ صحابہ کی رائے تو یہ ہوئی کہ قیدیوں کو فدیہ (مالی معاوضہ) لے کر چھوڑ دیا جائے، مگر خدا کی مرضی یہ ہوئی کہ اُن کو قتل کیا جائے۔ اس پر یہ آیت اُتری، مگر بعض مفسّرین نے لکھا کہ یہ حکمِ قتل وقتی حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اور حکم ہوا کہ فدیہ لے کر چھوڑا جا سکتا ہے۔ ✦ ...... (جلالین)

لیکن آیت کے لب و لہجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مال کی حرص میں بغیر خدا کے حکم کے از خود یہ فیصلہ کر لیا کہ مالی معاوضہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور مال وصول بھی کر لیا۔ جس پر ارشاد ہوا کہ ایسی بات پر خدا کا عذاب نازل ہونا بعید نہ تھا۔ ✶ ...... (فصل الخطاب)

محقّقین نے نتیجے نکالے کہ: (۱) زمانۂ رسولِ اکرمؐ کے تمام مسلمان قابلِ تعریف نہ تھے۔

(۲) خونریزی کا اصل مقصد فساد کی جڑ کاٹنا ہوتا ہے، پیسہ بٹورنا نہیں ہوتا۔ یعنی اُس وقت تک قتال جاری رکھا جائے جب تک فساد کی جڑ نہ کٹ جائے اور اسلام اور امن و عافیت کا غلبہ ہو جائے۔ ✶ (مدارک)

جنگِ بدر میں مسلمانوں کے نَو آدمی یا گیارہ آدمی شہید ہوئے۔ جن میں چار قریشی تھے، باقی انصار تھے۔ اور سعد بن خیثمہ انصاری اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور مشرکین کے ستّر آدمی مارے گئے، جن میں اکثر حضرت علیؑ کے ہاتھ سے واصلِ جہنم ہوئے۔ اور ستّر آدمی قیدی ہوئے۔ جن میں حضرت عباسؓ، رسولِ خداؐ کے چچا بھی تھے جن کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ ... الخ
✦ ...... (انوار النجف ص ۳۵۶)

www.drhasanrizvi.org

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (۶۸)

اگر اللہ کی طرف سے یہ بات پہلے سے نہ لکھی جا چکی ہوتی، تو تم لوگوں نے جو (فدیہ) لیا ہے اُس کے بدلے میں تم کو بڑی ہی سخت سزا دی جاتی۔

اصل بات غرض خدا کا عتاب مسلمانوں پر اصل میں اِس بات پر تھا کہ تم نے بغیر خدا کی اجازت کے ازخود فدیہ کیوں وصول کیا؟ ★ . . . . . (تفسیر تبیان)

وہ تو اتفاق سے تمہارا عمل ہماری مرضی کے مطابق ہوگیا، اِس لیے تم عذاب سے بچ گئے۔ یعنی تمہارا کردار تو ایسا ہی تھا کہ عذاب آجاتا، مگر کیونکہ تم ہمارے پیارے رسولؐ کے زیرِ سایہ ہو، اِس لیے اُن کی وجہ سے عذاب ٹل گیا۔ جیسا کہ خود قرآن میں فرمایا گیا ہے: "وَمَا كَانَ ..... اَنْتَ فِيْهِمْ" (سورہ ۸ آیت ۳۳) اور آپؐ کی موجودگی میں اُن پر عذاب نہیں آسکتا" ★ . . . . . (فصل الخطاب)

اگر اللہ کا نوشتہ پہلے سے یہ نہ ہوگیا ہوتا کہ مالہائے غنیمت اور قیدی تمہارے لیے حلال ہیں، تو عذاب آجاتا۔ (جلالین)

جنگِ بدر سے پہلے سورۂ محمدؐ میں مسلمانوں کو جزیہ وصول کرنے کی اجازت تو دی گئی تھی، مگر شرط یہ لگائی گئی تھی کہ پہلے دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچل دیا جائے۔ پھر قیدیوں کو پکڑنے کی فکر کی جائے۔ اِس لحاظ سے مسلمانوں نے جو قیدی گرفتار کیے اور اُن سے فدیہ وصول کیا وہ دشمن کی طاقت کو کچلنے سے پہلے کیا۔ قریش کے لشکر کے بھاگنے میں اکثر مسلمانوں نے مالِ غنیمت کو لوٹنا اور کافروں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ بہت کم آدمیوں نے دشمنوں کا تعاقب کیا۔ حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے اُن کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اُسی روز خاتمہ ہو جاتا۔ اِسی بات پر خدا نے عتاب فرمایا۔ یہ عتاب رسولِ خداؐ پر نہ تھا، بلکہ مسلمانوں پر تھا۔ مسلمانوں کو بتایا جا رہا تھا کہ نبیؐ کا اصل کام فدیہ لیکر خزانے بھرنا نہیں ہوتا۔ نبیؐ کا مقصد حق کی فتح ہوتا ہے۔ جبکہ تم نے پہلے لشکر کے مقابلہ کرنے کے بجائے تجارتی قافلے پر حملہ کرنا چاہا۔ پھر دشمن کا سر کچلنے کے بجائے غنیمت لوٹنے پر ٹوٹ پڑے۔ پھر غنیمت کی تقسیم پر ایکدوسرے سے اُلجھ پڑے۔ اگر ہم پہلے فدیہ وصول کرنے کی اجازت نہ دے چکے ہوتے تو تمہیں فدیہ وصول کرنے پر سخت سزا دیتے۔ خیر! اب جو کچھ کیا وہ کیا، لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ★ . . . . . (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۶۹) پس جو کچھ کہ تم لوگوں نے مالی فائدہ حاصل کیا ہے، اُسے کھاؤ کہ وہ صاف ستھرا، حلال اور پاک ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ حقیقتاً خدا بڑا ہی معاف کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۷۰) اے نبیؐ! تمھارے قبضہ میں جو قیدی ہیں، اُن سے کہدیجیے کہ اگر اللہ کو تمھارے دلوں میں کچھ بھی بھلائی یا اچھائی دکھائی دی تو وہ تم کو اُس (فدیہ) سے کہیں بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے وصول کیا گیا ہے۔ اور تمھاری خطائیں بھی معاف کردے گا۔ کیونکہ اللہ تو ہے ہی بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔

خدا کی غفوریت اور رحیمیت کے تقاضے

(۶۹) خدا نے اپنی شانِ غفوریت کے تقاضے سے تمھاری یہ خطا معاف کردی اور اپنی شانِ رحیمیت کے تقاضے سے فدیہ تمھارے لیے حلال کردیا اور پاکیزہ قرار دے دیا۔ مگر تقوٰی کا تقاضا یہ ہے کہ آئندہ ہر کام میں احتیاط برتو۔ ★ ...... (ماجدی)

★ ــــــــــ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ خدا کی اطاعت سے دنیا اور آخرت دونوں کی برکات حاصل ہوتی ہیں خواہ مال کی صورت میں یا مقاماتِ باطنی کی بلندی کی صورت میں۔ ★ .... (تھانوی)

بھلائی کے معنی

(آیۃ ۷۰) "خَيْرًا" بھلائی سے مراد خیر خواہی، خلوص، اچھا چال چلن، اچھی نیت، دین کی بصیرت، عقل و فہم وغیرہ ہیں۔ ★ ...... (تفسیر تبیان)

★ ــــــــــ فدیہ دینے والے کافروں سے کہا جارہا ہے کہ: اگر تم نے بھلائی حاصل کی تو جتنا فدیہ تم نے مسلمانوں نے لیا ہے اُس سے زیادہ خدا سے تمھیں مل جائے گا اور ساتھ ساتھ ایمان لانے کی صورت میں آخرت کی بخشش بھی ملے گی جس کے سامنے مال و دولت کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ یعنی ایک طرف تو خدا نے مسلمانوں پر غصہ فرمایا اور دوسری طرف اُن قیدیوں کو بھی تسلی دی جن سے فدیہ مسلمانوں نے وصول کیا تھا۔ ★ ...... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.org

(۷۱) وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۷۱

اور اگر اُن قیدیوں نے آپؐ سے خیانت کرنی چاہی تو وہ تو اُس سے پہلے بھی اللہ سے خیانت یا غداری کر چکے ہیں۔ پھر اللہ نے تم کو اُن پر قابو دے دیا۔ (کیونکہ) اللہ تو سب کچھ جاننے والا، بہت گہری مصلحتوں اور حکمتوں کے مطابق بالکل صحیح کام کرنے والا ہے۔

(آیت ۷۱) مطلب یہ ہے کہ اگر اُن کی نیت خالص نہ بھی ہو اور اُن کا مقصد آپؐ کو دھوکہ ہی دینا ہو، تب بھی آپؐ فکر نہ کیجیے۔ اللہ اُن کو اُن کی چال چلنے ہی نہ دے گا۔ اور اُن کو گرفتار کرا دے گا۔ جیسا کہ جنگِ بدر میں کر چکا ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ خائن کون ہے؟ اور وہ کوئی بھی ایسی تدبیر نکال دے گا، کہ خائن مغلوب ہو کر رہیں گے۔ * . . . . . . (ماجدی)

(۷۲) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ

یقیناً جن لوگوں نے حق کو مانا اور ہجرت کی اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور جنھوں نے ہجرت کرنے والوں کو پناہ بھی دی اور اُن کی مدد بھی کی، تو وہی دراصل آپس میں ایکدوسرے کے حامی و مددگار ہیں۔ رہے وہ لوگ جو حق کو مانتے تو ہیں مگر انھوں نے ہجرت نہیں کی تو تمھیں اُنکی حمایت کا کوئی بھی حق نہیں ہے، جبتک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ (لیکن) اگر وہ تم سے کسی دینی معاملے میں مدد مانگیں تو تم پر فرض ہے کہ اُنکی مدد کرو، سوا اُس کے

www.drhasanrizvi.org

بَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ کہ وہ کسی ایسی قوم کے خلاف تم سے مدد مانگیں جن سے تمہارا کوئی معاہدہ ہو چکا ہو۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو خدا اُس کو خوب اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے۔ ۷۲

ولایت کے معنی

عربی میں " ولایت " کے معنی حمایت، نصرت، مددگاری، دوستی کے بھی آتے ہیں اور سرپرستی اور حکومت کے بھی آتے ہیں، مگر یہاں مراد پہلے معنی ہیں۔ اس آیت کی رُو سے دارالاسلام سے باہر رہنے والے مسلمان "سیاسی ولایت" کے رشتے سے خارج ہو جاتے ہیں۔ مگر " دینی اُخوت " کے رشتے سے خارج نہیں ہوتے۔ اگر کہیں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو، اور وہ اسلامی برادری کے تعلق سے دارالاسلام کی حکومت اور اُس کے باشندوں سے مدد مانگیں تو اُن کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کریں۔ لیکن یہ مدد اُس معاہدے کے خلاف نہیں ہوگی جو مسلمانوں نے کسی قوم سے کیا ہوگا۔ مسلم حکومت کو اپنے معاہدوں کی بھی پابندی کرنی پڑے گی۔ لیکن جو مسلمان اس دارالاسلام میں نہیں رہتے جنھوں نے معاہدہ کیا ہے، وہ اس معاہدے کے پابند نہ ہوں گے۔ ★ ...... (تفہیم)

★ بعضوں نے ولایت کے معنی وراثت کیا ہے کہ جو مسلمان ہجرت کر چکے تھے، وہ ہجرت نہ کرنے والوں کی وراثت کے حق دار نہیں تھے۔ کیونکہ اُس وقت مہاجر و غیر مہاجر میں ایک دوسرے کی وراثت کا حق نہ تھا

★ اور بعضوں نے اس (ولایت) کا معنی مدد و نصرت کیا ہے۔ یعنی ہجرت نہ کرنے والوں کے دنیاوی اُمور میں تمہارے اوپر مدد واجب نہیں۔ ہاں اگر دین کے بارے میں اُن کو تمہاری مدد کی ضرورت ہو تو اُن کی مدد کرو، بشرطیکہ تمہاری امداد ایسی قوم کے خلاف نہ ہو جس سے تمہارا عہد و پیمان قائم ہے۔ پس اگر تمہارے ساتھ عہد و پیمان رکھنے والوں کے خلاف غیر مہاجر مسلمان تم سے مدد کی خواہش کریں تو اُس صورت میں اُن کی مدد نہ کرو۔ کیونکہ عہد شکنی لازم آئے گی۔ ★ ...... (تفسیر انوار النجف ص ۴۵۹)

www.drhasanrizvi.org

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝ (۷۳)

اور جو حق کے منکر ہیں وہ ایکدوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر تم (خدا کے حکم پر) عمل نہ کروگے تو زمین میں بہت ہی بڑی خرابی اور فتنہ و فساد پیدا ہو جائے گا۔

اتحادِ اسلامی کی تعلیم

یہ آیت مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی پر ایک تازیانہ ہے اور اُن کی بصیرتِ ایمانی کے لیے سرمہ ہے۔ تازیانہ تو اِس طرح ہے کہ جیسے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو ایک دفعہ یوں غیرت دلائی تھی کہ "کتنے غضب کی بات ہے کہ اہلِ شام اپنے باطل امام کی بھرپور اطاعت کرتے ہیں اور تم اپنے امامِ برحق کی نافرمانی کرتے ہو"۔ اسی طرح یہاں فرمایا گیا کہ کافر تو کافر ہی ہیں ایک دوسرے کے مددگار اور حمایتی ہیں۔ اب یہ کتنے غضب کی بات ہے کہ تم مسلمان ہو کر ایک نہیں ہوتے۔ ٭ .... (فصل الخطاب)

؎ یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو ٭ تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو ؟

؎ دین بھی، کعبہ بھی، اللہ بھی قرآن بھی ایک ٭ کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک ؟

؎ فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں ٭ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں ؟

(اقبال)

اور یہ آیت مسلمانوں کے لیے بصیرت کا سُرمہ اِس لیے ہے کہ "اے مسلمانو! تمھاری آپس کی کھچ کھچ بہت بڑا فتنہ اور خرابی ہوگی۔ اس لیے کہ اس سے کفر و باطل کو قوّت ملے گی اور حق کی قوّتیں کمزور تر ہوتی چلی جائیں گی۔ ٭ .... (تفسیر تبیان، جلالین)

دینی رشتے کی اہمیت

محققین نے اِس آیت سے کہ: "اور تم نہ اُن کے وارث اور نہ وہ تمھارے وارث" یہ نتیجہ نکالا کہ دین کا رشتہ خون کے رشتے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور یہاں ولایت کے معنی وراثت کے نہیں، بلکہ اشتراکِ عداوتِ اسلام کے ہیں۔ کیونکہ یہودی، عیسائی، مشرکین اگرچہ ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے، مگر اسلام دشمنی میں سب ایک ہو گئے تھے۔ ٭ .... (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.org

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (۷۴)

مگر جن لوگوں نے حق کو مانا اور ہجرت بھی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد (یعنی) بھرپور کوششیں کیں، اور وہ لوگ بھی جنھوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی، اور اُن کی امداد بھی کی، یہی لوگ حقیقی اور سچے مومن ہیں۔ اُن کیلئے اللہ کی معافی بھی ہے اور عزت والی روزی بھی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (۷۵)

اور جو لوگ بعد میں حق کو مانیں (یعنی) بعد میں ایمان لائیں اور ہجرت کریں اور (پھر تمھارے ساتھ مل کر) جہاد بھی کریں تو یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں۔ اور اللہ کی کتاب میں کچھ رشتے دار دوسرے رشتے داروں سے زیادہ حقدار ہیں۔ یقیناً اللہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

ع ۱۰ | ۱۰

وراثت کے حقدار قرابت دار ہیں

(آیت ۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "حضرت امام علیؑ بن الحسینؑ (زین العابدینؑ) کا ایک غلام مرگیا تو حضرتؑ نے اُس کے مال سے کچھ نہ لیا۔ اُس کا سارا مال اُس کے عزیزوں میں بانٹ دیا۔ اور پھر آپؑ نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔ ★...... (الکافی)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: "(میرے فرزند) امام حسنؑ و امام حسینؑ کے بعد امامت بھائیوں میں نہ جائے گی، بلکہ یہ اولاد در اولاد چلتی رہے گی۔"

• پھر حضرت امامؑ نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔ ★....... (الکافی)

★ اِس آیت نے میراث واخوت والی آیت کو منسوخ کردیا۔ ★..... (تفسیر صافی ص ۲۱) ________ اور

www.drhasanrizvi.org

★ اِس آیت نے سورۂ نساء کی ایک اور آیت کو بھی منسوخ کیا۔ ..... (تفسیر قمی)

★ غرض آیت کا حاصل یہ ہے کہ وہ تو قوتِ ایمانی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا' جسے اتحادِ جوشِ عمل اور تعاون کی بنیاد ہونا چاہیئے۔ مگر ہاں وراثت کا تعلق قرابت سے ہے۔ اِس لیے کہ قرابتدار آپس میں زیادہ اتصال رکھتے ہیں۔

★ ...... (شاہ ولی اللہ / شاہ رفیع الدین ، فصل الخطاب)

قانونِ وراثت کا خلاصہ

اب کیونکہ قرابت اضافی چیز ہے۔ ہر قریب اپنے سے قریب تر کی موجودگی میں دور قرار پاتا ہے۔ اِسی لیئے دور والا میراث کا حقدار نہیں۔ اِس لیے ماں' باپ اور اولاد کی موجودگی میں جن تک خطوطِ قرابت بلاواسطہ پہنچتے ہیں' بھائی' بہنوں' دادا' دادی' نانا' نانی کو وراثت نہیں ملتی۔ کیونکہ اُن کا خطِ قرابت ایک واسطے کے ساتھ پہنچتا ہے۔ اِس لیے یہ لوگ دوسرے طبقے میں ہیں۔ پہلے طبقے والوں کے ہوتے ہوئے دوسرے طبقے والوں کو میراث میں سے حصّہ نہیں ملتا۔ اِسی طرح بیٹے کی موجودگی میں پوتا میراث نہیں پاتا۔ اور بھائی کی موجودگی میں بھتیجے کو میراث نہیں ملتی۔ غرض بہت سے شرعی احکام ہیں جو اِس آیت سے اخذ کیے گئے ہیں۔

★ .... (فصل الخطاب)

آیاتُھا ۱۲۹	**سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ**	رُکُوْعَاتُھَا ۱۶

بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ (۱) اِلَی الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ ۱

یہ برارت (یعنی) بیزاری' بے تعلقی (کا اعلان) ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے' اُن مشرکوں سے کہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔

★ امیرالمومنین حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ: "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سورۂ برارت کے شروع میں نازل نہیں ہوئی کیونکہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ امان اور رحمت کے لیے ہے جبکہ سورۂ برارت نازل ہی اِس لیے ہوئی تھی کہ امان اٹھالی جائے اور تلوار چلائی جائے۔"

★ ..... (تفسیر صافی صہ ۲۰۲ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین

www.drhasanrizvi.org

نیز یہ کہ اہلِ عرب جب معاہدے منسوخ کرتے تھے تو بسم اللہ نہیں لکھتے تھے۔ .... (قرطبی)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ دونوں ملکر اصل میں ایک ہی سورہ ہیں۔"

عہد توڑنے کا جواز یہ ہے کہ:

اِس سورے کی پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ "تم نے جو عہد مشرکوں سے کیا ہے، اللہ اور اُس کا رسولؐ اب اُسے باقی رکھنا نہیں چاہتے۔ اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبیؐ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہوگیا کہ وہ عہد توڑ دیں تو اس کے دو جواب ہیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ اِس عہد میں یہ شرط پہلے سے کردی گئی تھی کہ ہم اِس عہد پر اُس وقت تک باقی رہیں گے، جب تک کہ وحی اس کے خلاف نہ آئے۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر عہد صرف اُس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ دوسری پارٹی اُس عہد کو باقی رکھے۔ کیونکہ مشرک اپنا عہد بار بار توڑ چکے تھے اِس لیے اللہ نے بھی حکم بھیجا کہ تم بھی عہد کو باقی نہ رکھو۔" .... (تفسیر عیاشی)

حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی فضیلت

تمام مفسّرین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس سورے کی شروع کی دس آیتیں حضرت ابوبکر کو دیں اور کچھ آدمیوں کے ساتھ مکّہ جانے کا حکم دیا کہ مکّہ جاکر کفّار و مشرکین کے مجمع عام میں یہ آیات پڑھ کر سنا دو۔ تاکہ کفّار و مشرکین کو معلوم ہوجائے کہ اُن سے کیا ہوا معاہدہ اب ختم ہوگیا۔ حضرت ابوبکر روانہ ہوئے۔ کچھ دیر بعد حضرت جبرئیلؑ یہ حکم لے کر آئے کہ: "یہ کام ہر شخص کا نہیں۔ اِس کام کے لیے یا تو آپؐ خود جائیں یا اُس شخص کو بھیجیں جو آپؐ سے ہو۔" آپؐ نے فوراً حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور اُن آیتوں کو حضرت ابوبکر سے لے کر تم خود پڑھ کر سناؤ اور اُنھیں واپس کردو۔" جب حضرت ابوبکر واپس آئے تو رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ کیا میرے بارے میں کوئی خدا کا حکم آگیا تھا؟ حضورؐ نے فرمایا: ہاں، یہ حکم آیا تھا۔

غرض حضرت علیؑ نے جمرۂ عقبہ کے نزدیک کھڑے ہو کر بڑی بیباکی سے یہ آیتیں مشرکین کے بڑے مجمع کو سنائیں۔ .... (تفسیر دُرِّ منثور جلد ۳ صفحہ ۲۰۹، مطبوعہ مصر، تفسیر معالم التنزیل، مسند احمد ابن حنبل، ترمذی، نسائی، دارقطنی، بیہقی)

www.drhasanrizvi.org

سورۂ توبہ کا اصل نام سورۂ براءت ہے

اِس سورے کا اصل نام سورۂ براءت ہے

یعنی "اعلانِ بیزاری"۔ بعد میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر اِس کا نام سورۂ توبہ کردیا گیا۔ شاید اِس لیے کہ براءت اعلانِ تبرّا کو کہتے ہیں۔ اور پورے سورے میں غضب اور ناراضگی نمایاں ہے۔ شاید اسی لیے اِس سورے کا نام سورۂ توبہ رکھا، جو سورے کی روح کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ سورۂ عذاب ہے۔ ★..... (تفسیر تبیان بقول ابنِ عباسؓ)

★ خاص بات یہ ہے کہ تمام عالمِ اسلام اِس بات پر متفق ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اِس سورے کے شروع میں نازل نہیں ہوئی کیونکہ بسم اللہ آیۂ رحمت ہے، اور یہ سورہ ،سورۂ عذاب ہے۔ اِس لیے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ باقی تمام سوروں کے ساتھ بسم اللہ نازل ہوتی تھی اور اِس لیے بسم اللہ ہر سورے کا جُزوِ لاینفک ہے۔ ★....... (فصل الخطاب)

★ صاحبِ تفسیر جلالین نے لکھا۔" اور اِس میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔ اِس لیے کہ آنحضرتؐ نے اِس کے لکھنے کا حکم نہیں دیا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے جسے حاکم نے نقل کیا ہے کہ "حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورہ اُترا ہے امان کو ختم کرنے کے لیے تلوار کے ساتھ۔" اور حذیفہؓ کہتے ہیں کہ "تم لوگ اِسے سورۂ توبہ کہتے ہو حالانکہ یہ عذاب کا سورہ ہے۔" ★..... (تفسیر جلالین)

★ بخاری شریف میں ہے کہ "یہ آخری سورہ ہے"۔ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری سورہ سورۂ مائدہ ہے۔ ★..... (بخاری، فصل الخطاب)

★ "یہ سورہ ہجرت کے نویں سال اُترا۔" ★...... (تفسیر تبیان)

★ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا: "ہجرت کے نویں سال حضرت پیغمبرِ اکرمؐ نے علیِ مرتضیٰؑ کو حج کے زمانے میں روانہ کیا تاکہ آپ مشرکین سے کیے ہوئے عہد و پیمان کے توڑنے کا اعلان کردیں۔" ★..... (فتح الرحمٰن)

★ حضرت علیؑ نے بقرعید کے دن منیٰ میں اِن آیتوں کا اعلان کیا کہ "اب کوئی مشرک حج کو نہ آئے، اور نہ کوئی ننگا (برہنہ) خانۂ کعبہ کا طواف کرے۔ ★..... (تفسیر جلالین، بخاری شریف)

www.drhasanrizvi.org

حضرتِ علیؑ کا اعلانِ برائت

حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام اِن چار باتوں کا اعلان فرمایا: (۱) جنّت میں کوئی ایسا شخص داخل نہ ہوگا جو دینِ اسلام کو (جان لینے کے بعد) قبول کرنے سے انکار کرے۔

(۲) اِس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے۔

(۳) کعبہ کے گرد برہنہ ہوکر طواف کرنا ممنوع ہے۔

(۴) جن لوگوں نے اپنا کیا ہوا عہد رسولِ اکرمؐ سے نہیں توڑا، اُن سے معاہدے کی تمام شرائط پوری کی جائیں گی۔

مشرکوں کی ناکامی

مشرکین تو اس بات کے انتظار میں تھے کہ ایران یا روم کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ ہو، یا رسولِ اکرمؐ کی وفات ہوجائے تو ہم عہد توڑ کر خانہ جنگی برپا کردیں اور اسلام کا تختہ اُلٹ دیں۔ مگر اللہ نے ایسا وقت آنے سے پہلے ہی اعلانِ برائت کرکے اُن کی ساری پلاننگ کو بُلڈوز کردیا۔ اب اُن کے لیے اِس کے سوا چارہ ہی نہ رہا کہ یا تو اسلامی حکومت میں دب کر ’پُرامن شہری بن کر رہیں‘ یا مسلمانوں سے علانیہ جنگ کرکے فنا ہوجائیں‘ یا پھر غور و فکر کرکے اسلام کو قبول کرکے ایک صحتمند انسانی معاشرے کی تشکیل میں مدد دیں۔ ...... (تفہیم)

حضرتِ علیؑ کی چار فضیلتوں میں سے ایک

ابنِ عباسؓ نے حارث بن مالک سے روایت کی ہے کہ میں نے مکّہ میں سعد بن ابی وقاص سے ملاقات کی اور پوچھا کہ تُو نے علیؑ کی کوئی فضیلت سُنی ہے؟

سعد نے جواب دیا کہ میں حضرت علیؑ کی چار فضیلتوں کا شاہد ہوں کہ اگر اِن میں سے ایک بھی میرے لیے ہوتی تو میں اسے پوری دنیا کی حکومت سے افضل سمجھتا جب کہ حضرت نوحؑ کے برابر عمر بھی دی جاتی۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابوبکر کو سورہ برائت دے کر مشرکینِ مکّہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ ایک دن رات کا سفر کرچکے تو حضرت علیؑ کو فرمایا کہ ابوبکر کو جا کر ملو اور اُن سے وہ لے کر خود جاکر پہنچاؤ۔ ابوبکر کو واپس بھیج دو۔ پس ابوبکر روتے ہوئے آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! کیا میرے بارے میں کچھ اُترا ہے؟ فرمایا: نہیں‘ بلکہ اچھائی ہے۔ ہاں میری طرف سے نہیں پہنچا سکتا مگر میں خود یا وہ جو مجھ سے ہو‘ یا وہ جو میرے اہلِ بیت ہو۔ (خصائصِ نسائی‘ درمنثور وغیرہ)

www.drhasanrizvi.org

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ (۲) پس (اے مشرکو!) تم اس سرزمین میں صرف
أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ چار مہینے تک گھوم پھر لو اور اچھی طرح سے سمجھ لو
مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي کہ تم اللہ کو بے بس نہیں کر سکتے اور یہ بھی سمجھ لو کہ
الْكَافِرِينَ ٥ ۲ اللہ حق کے منکروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔

معاہدے کی مدت کا اعلان

یہ اعلان ۱۰ ذی الحجہ ۹ہجری کو حضرت علیؑ کی زبانی ہوا۔ اُس وقت سے ۱۰ ربیع الثانی تک چار مہینے کی اُن کو مہلت دی گئی، تاکہ وہ خوب غور و فکر کرلیں اور پھر اپنے لیے کوئی لائحہ عمل مقرر کرلیں۔

★ مشرکین کی مسلسل عہد شکنیوں کے بعد اب اُنھیں نوٹس دیا جارہا ہے کہ اتنی مدت تک برداشت کرلینے کے بعد اب تم سے سارے معاہدے ختم۔ اسی لیے جب حضرت علیؑ نے اس کو پڑھ کر سُنایا تو بسم اللہ نہیں پڑھی۔
★...... (قرطبی، ابن العربی)

★ بتایا جارہا ہے کہ یہ مہلت بھی تم پر شفقت اور مہربانی کی وجہ سے ہے۔ خدا کوئی (معاذ اللہ) کمزور نہیں ہے۔ اس میں خدا کی عاجزی کو دخل نہیں ہے۔ سبحان اللہ عین عتاب اور عذاب کے موقع پر بھی اسلام اپنے دشمنوں کے لیے سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ پورے چار مہینے کی مہلت دے رہا ہے۔ یہ چار مہینے رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ لیکن بعض کا خیال ہے کہ یہ شوال تا محرم ہیں۔ کیونکہ یہ سورہ شوال میں اترا۔
★...... (روح المعانی)

★ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ " اللہ کافروں کو دنیا میں قتل کرکے اور آخرت میں عذاب کرکے ذلیل کریگا۔
★..... (تفسیر کبیر)

★ غرض اس طرح مسلمانوں کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ وہ کافروں پر غالب آکر رہیں گے۔
★..... (تفسیر کبیر)

★ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُس سال حج ۱۰ ذوالقعدہ کو تھی، اور یہی قربانی کا دن تھا۔ لہٰذا چار ماہ کی مدت ۱۰ ربیع الاوّل تک تھی۔ اور دوسرے سال حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ ذی الحجہ قربانی کا دن مقرر ہوا۔
★..... (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.org

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى (۳)
النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ
اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ
فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ
تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ
مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ ۳

اور یہ اعلان ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے تمام لوگوں کیلئے، سب سے بڑے حج کے دن، کہ یقیناً اللہ اور اُس کا رسولؐ مشرکوں سے بیزار اور بری الذمہ ہے پس اب بھی اگر تم لوگ توبہ کرلو تو یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے لیکن اگر تم نے حق سے منہ موڑا تو پھر خوب اچھی طرح سے سمجھ لو، کہ تم اللہ کو بے بس نہیں کرسکتے اور حق کے منکروں (کافروں) کو بڑی ہی سخت تکلیف دینے والی سزا کی خوشخبری بھی سُنادو۔

حجِ اکبر کے صحیح معنی

عام مسلمان ۹ ذی الحجہ کو حج کا دن سمجھتے ہیں۔ اگر اس دن جمعہ پڑ جائے تو اُسے "حجِ اکبر" کہتے ہیں۔ لیکن اِس آیت میں "یوم الحج الاکبر" یعنی بڑے حج کا دن ۱۰ ذی الحجہ کو کہا گیا۔ (بقول اکثر مفسرین) اور بڑا حج عمرہ کے مقابلے پر ہے۔ عمرہ چھوٹا حج ہے، اور ہر حج بڑا حج ہے۔
٭...... (فصل الخطاب)

★ ۱۰ ذی الحجہ کو یومِ نحر کہتے ہیں۔ حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرمؐ نے فرمایا هٰذا یوم الحج الاکبر۔ یعنی "یہ حج اکبر کا دن ہے۔" حجِ اکبر کا لفظ حجِ اصغر کے مقابلے میں ہے۔ اہلِ عرب عمرہ کو چھوٹا حج کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں وہ حج جو ذی الحجہ کی مقررہ تاریخوں میں کیا جاتا ہے 'حج اکبر' کہلاتا ہے۔
٭........ (تفہیم)

★ "حج اکبر" سے کوئی مخصوص قسم کا حج مراد نہیں۔ اکبر کا لفظ حج اصغر یعنی: عمرہ کے تقابلہ پر آیا ہے۔
٭...... (ابن العربی بقول مجاہد)

★ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی بھی اِسی بات کے قائل ہیں۔

★ یہاں مراد ۹ شہر کا یوم الحج ہے۔ ۹ ذی الحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں، اور ۱۰ ذی الحجہ کو یوم النحر (قربانی کا دن) کہتے ہیں
٭...... (تفسیر کبیر بقول حضرت علیؑ و ابن عباسؓ و عکرمہ / جصاص)

★ خدا کا فرمانا کہ: "تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے" یعنی خدا کی قدرت اور قبضے سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے۔
٭...... (قرطبی)

www.drhasanrizvi.org

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ۴

عہ سوائے اُن مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کرلیا ہو۔ پھر اُنھوں نے تمھارے ساتھ کیے ہوئے اُس اپنے معاہدے کو پورا کرنے میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہ کی ہو[۱]، اور نہ تمھارے خلاف کسی کی مدد کی ہو[۲]، تو تم بھی ایسے لوگوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کو اُن سے مقرر کی ہوئی مدت تک پورا کرو (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ خدا متقین (یعنی) اپنے مقرر کیے ہوئے فرائض (یعنی عہد) کو پورا کرنے والوں اور عہد شکنی سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

عہد کی پابندی کی اہمیت

۱ خدا کا فرمانا: "پھر اُنھوں نے تمھارے لیے کچھ کمی نہ کی ہو۔"

یعنی: معاہدے کے جو شرائط طے کیے تھے، اُن کی کسی بات میں کمی نہ کی ہو" ...... (جلالین)

آخر میں فرمایا کہ "خدا برائیوں سے بچنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

اِس سے محققین نے ثابت کیا کہ "بدعہدی کرنا تقوٰی کے خلاف ہے۔ اور بدعہدی کا جواب دینا ہوگا اِس لیے اِس سے بچنا ضروری ہے۔ ...... (تفسیر جلالین)

۲ خدا کا فرمانا: "اور تمھارے مقابلے پر کسی کی مدد کی"

اِس سے فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ "معاہدہ کرنے کے بعد اگر معاہدہ کرنے والے، کافروں، مشرکوں کی مدد کرنے لگیں، تو گویا اُنھوں نے عہد توڑ دیا۔" .... (جصاص)

عہ اِلَّا الَّذِيْنَ: "یہ استثناء ہے۔ یعنی ایسے مشرک جن کے ساتھ تمھارا عہد و پیمان ہے، اور اُنھوں نے عہد شکنی کا مظاہرہ نہیں کیا، اور نہ تمھارے دشمنوں کے ساتھ مل کر تمھاری ایذاء کے درپے ہوئے تو اُن کے عہد کو اپنی مدت تک پورا کرو۔" اور بنی کنانہ اور بنی ضمرہ کی قوم والوں نے عہد شکنی نہیں کی تھی۔

...... (تفسیر انوار النجف صـ۱۰۱)

www.drhasanrizvi.org

فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ (٥) فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥

لیکن جب حرمت کے حرام مہینے گذر جائیں تو پھر اُن مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو اور انھیں گرفتار کرلو اور اُن کا گھیراؤ کرو، اور ہر چھپ کر حملہ کرنے کی جگہ پر اُن کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ بھی ادا کریں، تو پھر اُن کا راستہ چھوڑ دو۔ (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ خدا بڑا ہی بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔

عہد شکنوں کے ساتھ سختی کا سلوک

حُرمت کے مہینے اُن مہینوں کو کہتے ہیں جن میں لڑائی روکی جاتی تھی اور عہد توڑنے والوں کو بھی چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ★...... (تفسیر صافی ص۲۰۳)

یہ اُن مشرکوں کے ساتھ سلوک کیا جائے گا جنھوں نے معاہدہ کرکے توڑا ہوگا، اور مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم کیے ہوں گے۔ اِس لیے اُن سے جنگ کی ایک صورت پہلے سے قائم تھی۔ اِنھیں حق دشمنوں کو چار مہینے کی مہلت دی گئی تھی۔ اور اِن مہینوں کے گذرنے کے بعد اُن کے لیے کوئی پناہ نہیں ہوگی۔ اِس لیے اِس آیت سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکالا جاسکتا کہ اسلام زور یا جبر کی اجازت دیتا ہے۔ اصل میں یہ بدعہدوں کی سزا ہے۔ ★.. (فتح الرحمٰن، فصل الخطاب)

یاد رہے کہ یہاں عام مشرک مراد نہیں۔ بلکہ صرف وہ جنگ کرنے والے عہد شکن مشرکین مراد ہیں جنھوں نے عہد توڑ کر مسلمانوں کے مقابلے پر اُن کے دشمنوں کی مدد کی اور اِس طرح غداری کے مرتکب ہوئے۔ صرف اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ ★........ (بیضاوی، مدارک، قرطبی)

اور توبہ کرنے سے مراد شرک اور کفر کے عقیدے سے توبہ کرنا ہے۔ اور نماز و زکوٰۃ سے صرف یہ دو عمل مراد نہیں۔ اِن کا ذکر بطور نمونہ کے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے سے کام کرنے لگیں۔

★...... (روح المعانی)

وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ (٦) اسۡتَجَارَكَ فَاَجِرۡهُ حَتّٰى يَسۡمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبۡلِغۡهُ مَاۡمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ۚ ع

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک شخص آپ سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دے دیجیے تاکہ وہ اللہ کا کلام سُن لے۔ پھر اسے اُس کے اطمینان کی جگہ تک پہنچوا دیجیے۔ یہ اس لیے کرنا چاہیے کہ حقیقتاً یہ لوگ حقیقتوں کو جانتے ہی نہیں۔

انجان لوگوں کے ساتھ سلوک

مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک بھی تم سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سُن لے۔ پھر بھی اگر وہ اسلام نہ لائے تو اُس کو بحفاظت اُس کے امن کے مقام پر پہنچا دو۔ ★ . . . . . . (تفسیر صافی ص ۲۰۳)

★ کیونکہ مشرکین یہ نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے اور اس کی تعلیمات کیا ہیں اور ایمان کی حقیقت کیا ہے اس لیے ضروری ہے، کہ اُنھیں ہر طرح کی امان دی جائے یہاں تک وہ اللہ کا کلام سُن لیں اور اسلام پر غور کر لیں۔ ★ . . . . تفسیر صافی ص ۲۰۳

★ یہ کس قدر رواداری اور علم دوستی کی تعلیم ہے کہ اگر انجان لوگ اسلام کے مرکز میں اسلام کے بارے میں تحقیق کرنے کے لیے آنا چاہیں تو اُن کو پورا پورا تحفظ دیا جائے اور پھر پوری حفاظت کے ساتھ اُن کو اُن کے ملک پہنچا دیا جائے۔ ★ . . . . . . (جلالین)

محققین نے آیت کے آخری الفاظ سے نتیجہ نکالا کہ جو کافر مشرک دین کے بارے میں علم رکھتے ہیں، وہ اُن کافروں مشرکوں سے مختلف ہیں جو دینِ اسلام کا علم نہیں رکھتے، اگر وہ اسلام کو سمجھنا چاہیں اور اُس کے لیے پناہ طلب کریں تو ضرور پناہ دو اور اسلام کی تعلیم بھی دو۔ ★ . . . . . . (قرطبی . بحر)

★ "یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لیں"۔ سُننے سے مراد صرف سُننا نہیں، بلکہ سمجھنا، سوچنا، غور کرنا مراد ہے۔ ★ . . . . . . (مدارک، قرطبی)

★ نتیجے: فقہاء نے نتیجے نکالے کہ (۱) کافرِ حربی بھی اگر امن پسند ہو تو اُس کو چھیڑا نہ جائے۔ بلکہ اُس کی حفاظت اپنے ذمّے لے لی جائے۔ ذمّیوں کی حفاظت کا اصول اِسی آیت سے نکلا۔ (۲) کافرِ حربی کو اسلامی ممالک میں خواہ مخواہ نہ ٹھیرنے دیا جائے۔ ضرورت بھر رہے اور پھر چلا جائے۔ ★ . . . . . . (جصّاص)

www.drhasanrizvi.org

کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ (۷)
عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا
الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ
فَاسْتَقِیْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ
الْمُتَّقِیْنَ ○ ۷

اِن مشرکوں سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کا کوئی عہد آخر کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ سوا اُن لوگوں کے جن سے آپؐ نے مسجدِ حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا۔ تو جب تک وہ آپؐ کے ساتھ ٹھیک طرح سے سیدھے رہتے ہوئے اپنے عہد پر قائم رہیں، تو تم بھی اُن کے ساتھ سیدھے رہتے ہوئے اپنے کیے ہوئے عہد پر قائم رہو (کیونکہ) خدا متقین (بدعہدی سے بچنے والوں) کو دوست رکھتا ہے۔

کَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْکُمْ لَا (۸)
یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ
یُرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰی
قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَکْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ ۸

بھلا (دوسرے مشرکوں کے ساتھ کوئی عہد وپیمان) کیونکر باقی رہتا جبکہ اُن کا حال تو یہ ہے کہ اگر وہ اب بھی تم پر غلبہ پالیں، تو تمہارے بارے میں کسی بھی معاہدے کی ذمّے داری یا کسی رشتے داری کا کوئی پاس لحاظ تک نہ کریں۔ وہ تم کو اپنے منھ کی زبانی باتوں سے تو راضی کردیتے ہیں (کیونکہ) اُن میں کے اکثر نافرمان اور بدکار ہیں۔

(آیت ۷) قبائلِ بکر میں سے بنو خزیمہ، بنو مدلج، بنو ضمرہ اور بنو دئل نے قریش کے ساتھ مل کر حدیبیہ کے دن جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ عہد وپیمان کیے تھے۔ پس ان عہدوں کو قریش اور بنو دئل نے توڑ دیا۔ تو اُن کے بارے میں ارشاد ہے کہ: اللہ ورسولؐ کے نزدیک ان مشرکوں کے عہد کی کیا وقعت ہے جو عہد شکنی میں خود پہل کریں۔ ہاں وہ لوگ جو اپنے عہد پر ثابت ہیں تو تم بھی اُن کے لیے ثابت رہو اور عہد شکنی نہ کرو۔ *...... (تفسیر مجمع البیان)

(آیت ۸) فراءِ الٌ کے معنی قرابت کے بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت حسّانؓ بن ثابت فرماتے ہیں: لعمرک ان اِلّک من قریش کَالّ..... یعنی: تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے جیسی کہ اونٹنی کے بچے کی قرابت شترمرغ کے بچے سے ہے۔ *..... (القرآن المبین)

www.drhasanrizvi.org

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ۹

(۹) اُنھوں نے خدا کی آیتوں کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت وصول کر لی اور اس طرح خدا کی راہ سے (لوگوں کو) روک دیا۔ حقیقتاً بہت ہی بُرا کام ہے جو یہ لوگ کیا کرتے تھے۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ ۱۰

(۱۰) یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ تو کسی رشتے داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی عہد و پیمان کا۔ اور یہی لوگ ہیں جو حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ ۱۱

(۱۱) (لیکن پھر بھی) اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ کو ادا کریں، تو پھر وہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔ اور ہم اپنے احکامات کو واضح طور پر پیش کرتے ہیں، اُن لوگوں کے لیے جو اُن کو جاننا چاہتے ہیں۔

(آیت ۹) ثَمَنًا قَلِيْلًا: ابوسفیان نے عرب کی ایک قوم کو کھانے کی دعوت دی تھی تاکہ اُن کے دلوں میں حضور اکرمؐ کی عداوت راسخ ہو جائے۔ پس اسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ آیاتِ الٰہیہ کے بدلے میں وہ معمولی دنیاوی منافع خرید کر لیتے ہیں۔ .... (تفسیر انوار النجف)

(آیت ۱۱) **اپنی اصلاح کرنے والوں کے ساتھ نیک سلوک کرو** * توبہ کریں، نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں" یعنی مسلمان ہو جائیں۔ محققین نے نتیجہ نکالا کہ ایمان لانے کے معنی اسلامی تعلیمات کو عملاً اختیار کرنا ضروری ہے۔ جس میں حقوق اللہ کی اور حقوق الناس، دونوں کی ادائیگی شامل ہے۔ توبہ کرنا حقوق النفس ہے، نماز حقوق اللہ اور زکوٰۃ حقوق الناس کی سرخی ہے۔ * ...... (فصل الخطاب) .... " اگر مشرک اپنی اصلاح کر لیں اور مسلمانوں جیسے کام کرنے لگیں خواہ دل میں اُن کے کچھ بھی ہو پھر بھی اسلامی برادری کا حصّہ سمجھے جائیں گے اور اُن کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائیگا اُن کے پچھلے جرائم، بدعہدی وغیرہ بھی معاف کر دی جائے گی، بشرطیکہ وہ کفر سے توبہ کر لیں اور اسلام کے احکام پر عمل کریں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔
*...... (جصاص، روح المعانی)

www.drhasanrizvi.org

وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ ۱۲

(۱۲) لیکن، اگر وہ اپنی قسموں کو اپنے عہد و پیمان کر لینے کے بعد بھی توڑ ڈالیں، اور تمہارے دین پر حملے کرنے اور طعنے کسنے شروع کر دیں، تو پھر تم حق کے انکار کرنے والے (کفر کے) اِن سرداروں سے جنگ کرو کیونکہ اُن کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید کہ وہ باز آجائیں۔

عہد شکنی کی سخت مذمت

مفسرین نے لکھا کہ یہ آیت ہر عہد شکن کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسے جنگِ جمل والے بھی اِس کے پوری طرح مصداق ہیں۔ اِس کی خبر خدا نے رسولِ اکرمؐ کو دیدی تھی، اور آپؐ نے یہ بات حضرتؑ علیؑ کو بتا دی تھی، اِس لیے روزِ جنگِ جمل حضرتؑ علیؑ نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا کہ "میں نے اسی آیت کے مطابق عہد شکن گروہ کے ساتھ جنگ کی ہے۔" ٭...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۰۳ بحوالہ تفسیر قمیؒ)

طعن کرنے کی مذمت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "جو شخص تمہارے دین کے معاملے میں تم پر طعن کرے وہ یقیناً کافر ہے۔" پھر آپؐ نے اِسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ ٭...... (تفسیر عیاشی)

بیزاری کا اعلان کیوں؟

اب مشرکوں سے معاہدہ باقی رکھنے کا کوئی امکان اِس لیے باقی نہ رہا تھا کہ پچھلے سارے معاہدے وہ توڑ چکے تھے۔ اِسی لیے ان کو برات کا اعلان سُنا دیا گیا تھا۔ اب انھیں صرف اُسی صورت میں چھوڑا جاسکتا تھا کہ وہ کفر و شرک چھوڑ کر توبہ کریں اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی قبول کریں۔ اِس لیے یہ آیت باغی، شر پسند مرتدین سے جنگ کے بارے میں بالکل صریح ہے۔

تاریخ کا معجزہ

تاریخ کی یہ عجیب حقیقت ہے کہ مشرکوں سے اعلانِ بیزاری کے بعد بجائے اِس کے کہ عرب میں جنگ کی آگ بھڑک اُٹھتی عرب کے ہر علاقے سے وفود مدینہ آنے شروع ہو گئے اور اسلامی تعلیمات جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگے اور اِس طرح سارا عرب دائرۂ اسلام میں آگیا۔ جس وقت یہ اعلانِ برات کیا جا رہا تھا، اُس وقت کوئی شخص یہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا کہ اس کا یہ نتیجہ برآمد ہوگا۔ ٭...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ (۱۳) وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۳

آخر تم اُن لوگوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسولِ خداؐ کو (اُنکے وطن سے) نکال دینے کا ارادہ کیا' اور پھر خود اُنھوں نے ہی (جنگ کی) ابتدا بھی کی؟ کیا تم اُن سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ اِس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اُس سے ڈرو۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ (۱۴) وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۴

اُن سے لڑو۔ اللہ اُنھیں تمھارے ہاتھوں سے سزا دے گا اور اُنھیں ذلیل و خوار کرے گا' اور اُنکے مقابلے میں تمھاری مدد کریگا[۲] اور اسطرح ایمانداروں (مومنوں) کے دلوں کی حسرتیں پوری کر کے اُن کے دل ٹھنڈے (مَن چنگے) کریگا۔

جنگ بالذّات مقصود نہیں

[۱] محققین نے آیت کے اندازِ بیان سے یہ نتیجہ نکالا کہ اسلام میں جنگ بالذّات مطلوب نہیں۔ اور خدا کا یہ فرمانا کہ: "مشرکوں نے پہلی دفعہ خود تمھارے مقابلے پر پہل کی" اِس بات کا ثبوت ہے کہ:

"مسلمانوں کی تمام جنگیں خاصکر بدر مشرکوں کی جارحیت کا نتیجہ تھی۔ حضورِ اکرمؐ نے بدر میں جارحیت نہیں فرمائی تھی۔

*. . . . . . (تفسیر تبیان ، فصل الخطاب)

اللہ کا وعدۂ نصرت

[۲] اِس آیت میں خدا نے جتنے وعدے فرمائے وہ سب پورے کر دیئے اور یہ بات نبی کریمؐ اور قرآن کی صداقت کی دلیل ہے۔ *. . . . . . . (تفسیر صافی صـ۲۰۲)

ابوالاعز الیمنی سے مروی ہے کہ: میں جنگِ صفّین میں کھڑا ہوا تھا اور عباس ابنِ ربیعہ کا ہتھیاروں کی آزمائش کرنا دیکھ رہا تھا' اتنے میں اہلِ شام میں سے عرار ابنِ ادہم نے آواز دی کہ اے عباس! بڑے بہادر ہو تو میدان میں کیوں نہیں چلے آتے۔؟ پھر دونوں میں تلوار چلتی رہی لیکن کامل اور ماہر ہونے کی وجہ سے دیر تک دونوں میں سے کوئی ایک بھی دوسرے کے قریب نہ آسکا۔ آخر عباس نے شامی کی زرہ کاٹ کر گرا دی' پھر جو تلوار کا وار کیا تو شامی کا پہلو چاک کر دیا۔ شامی گر پڑا اور لوگوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ زمین دہل گئی۔ میں نے ایک شخص کو یہی آیت پڑھتے سنا۔ اب جو غور سے دیکھا تو وہ حضرت علیؑ تھے۔

*. . . . . . (تفسیر عیاشی)

www.drhasanrizvi.org

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَ (۱۵) اور اُن کے دلوں کے غم و غصّہ اور
يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَ جلن کو بھی دور کر دے گا (کیونکہ) اللہ جس
اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۱۵ پر بھی چاہتا ہے اپنی رحمتوں، معافیوں
اور بخششوں کے ساتھ توجّہ فرماتا ہے، اور اللہ ہے ہی سب کچھ جاننے والا اور گہری
مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا۔

نیکی کی طرف میلان کی مثال

یہ ذکر ایسے مسلمانوں کا ہے جو خود تو کافروں سے مقابلہ نہیں کر سکتے، مگر کافروں اور ظالموں کے غلبے سے دل ہی دل میں کُڑھا کرتے ہیں۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ اُمورِ طبعی کاملین میں بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اِس قسم کے غیظ کا ذکر صحابہ رض کے لیے کیا جا رہا ہے۔ .... (تھانوی)

توبہ کے معنی

توبہ کے لفظی معنی توجّہ کرنے کے ہیں۔ اِس لیے خدا کا فرمانا کہ: "اللہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول کرتا ہے۔" یعنی جس پر چاہتا ہے رحمت کے ساتھ توجّہ فرماتا ہے۔ توبہ کرنے کے دوسرے معنی معافی طلب کرنے کے ہیں۔ اِس لیے آیت کا یہ مطلب بھی درست ہے کہ "خدا کافروں کی توبہ قبول کر کے اُنھیں معاف کر دے گا" اگر وہ ایمان لے آئیں گے اور پھر جنگ کی ضرورت بھی نہ رہے گی۔ .... (تفسیر تبیان)

اعلانِ برأت کا نتیجہ

مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ اعلانِ برأت کے بعد پورے ملک میں جنگ کی آگ بھڑک اُٹھے گی۔ اُن کو بتایا جا رہا ہے کہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ لوگوں کو توبہ کی توفیق مل جائے اور جنگ کے بجائے امن کا دور دورہ ہو جائے۔ مگر یہ اشارہ بہت نمایاں اس لیے نہیں کیا گیا کہ ایسا کرنے سے مسلمانوں کی جنگ کرنے کی تیاری ہلکی پڑ جاتی اور دھمکی کا پہلو کمزور پڑ جاتا اور فتنہ پرور عناصر پر رعب نہ پڑتا۔ .... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَكُوۡا وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَلَمۡ يَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوۡلِهٖ وَلَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلِيۡجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۠ (۱۶) ۱۶ ع

کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم لوگ یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے (تمھارا امتحان لے کر) یہ معلوم بھی نہیں کیا کہ آخر تم میں سے کن لوگوں نے اللہ کی راہ میں جہاد (یعنی) سخت جدوجہد کی ہے، اور اللہ اور اُس کے رسولؐ اور ایمانداروں کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا جگری دوست اور رازدار نہیں بنایا ہے۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔

خدا کے علم کے معنی

خدا کو اُن مجاہدوں کے جہاد کا علم تھا۔ اِس لیے یہاں "جاننے" سے مراد ظاہر کرنا ہے۔ ★ .... (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ "یہاں مومنین سے (اوّلین) مراد آئمۂ اہلِ بیتؑ ہیں"۔ ★ .... (تفسیر صافی ص ۲۰۴ بحوالہ تفسیر قمی و کافی)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اصل امتحان کا وقت تو اب آیا ہے جب اپنے عزیزوں، رشتے داروں سے حق کے لیے جنگ کرنا ہے۔ اللہ کے لیے اپنے پرانے ہر قسم کے تعلقات کو قربان کرنا ہے۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا ★ ..... (اقبال)

خدا کا علم تو ازلی ہے۔ لیکن معلومات جب تک حدوث میں نہ آئیں (ظاہر نہ ہوں) اُن سے خدا کا فعلی تعلق پیدا نہیں ہوتا۔ اِسی حقیقت کو یہاں اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ★ .... (ماجدی)

فقہاء نے اِس آیت سے نتیجہ نکالا کہ ہمیں مومنین کے ساتھ مل کر رہنا چاہیے اور اُن سے قلبی دوستی رکھنی چاہیے۔ ★ .... (جصاص)

www.drhasanrizvi.org

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا (۱۷) مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِينَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُونَ ۝ ۱۷

مشرکوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ وہ خود اپنے خلاف حق کے انکار کرنے کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے سارے کے سارے اعمال برباد ہوگئے۔ اور انھیں ہمیشہ ہمیشہ (جہنم کی بھڑکتی آگ میں رہنا ہوگا۔

دینی اداروں کی تولیت کا حق

محققین نے نتیجہ نکالا کہ جو مساجد یا ادارے خدائے واحد کی عبادت کے لیے بنے ہوں، ان کے متولی، خادم یا مجاور ہونے اور ان کو آباد رکھنے کا حق ان لوگوں کو حاصل نہیں جو خدا کی صفات، حقوق اور اختیارات میں دوسروں کو شریک کریں، اور جو خدائے واحد کی بندگی قبول کرنے سے انکار کر چکے ہوں۔ اس طرح خانہ کعبہ پر سے مشرکین کی تولیت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا گیا۔ ★ . . . . (تفہیم)

غرض یہاں مراد مسجد کو آباد کرنا ہے اس لیے کہ عربی محاورے میں "عمارۃ" ضد ہے ویرانگی کی۔ اس لیے عمارتِ مسجد سے مراد مسجدوں میں داخل ہونا، ان میں نمازیں پڑھنا، ان کو آباد رکھنا، ان کی تعمیر کرنا، ان کی صفائی کرنا، مرمت کرنا وغیرہ ہے۔ ★ . . . . . (معالم)

فقہا نے نتیجہ نکالا کہ کوئی مشرک مسجد کا متولی، بانی یا خادم ہونے کے لائق نہیں۔ ★ . . . . (جصاص)

مَسٰجِدَ اللّٰهِ: بعض لوگوں نے اس لفظ کو واحد کے صیغے سے مسجد اللہ پڑھا ہے کیونکہ اس کے نزدیک یہ حکم صرف مسجد الحرام کے لیے مختص ہے لیکن مشہور قرارت کی بنا پر اس کو مساجد پڑھنا چاہیے تاکہ تمام مساجد کے لیے یہ حکم عام ہو جائے۔ لغت میں مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سجدہ کیا جائے لیکن اصطلاح میں اس مکان کو مسجد کہتے ہیں جو نماز کے لیے تیار کیا جائے، نیز نمازی کے وہ سات اعضا جو سجدہ کرتے وقت زمین پر ٹکے ہوتے ہیں ان کو اصطلاحِ فقہ میں مساجد کہا جاتا ہے۔ ★ . . . . (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.org

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ (۱۸)
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ
اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا
مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ ۱۸

اللہ کی مسجدوں کو تو صرف وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کو مانتا ہے نماز کی پابندی کرتا ہے، اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس اُنھیں سے یہ توقع ہے کہ وہ ہدایت کو قبول کر کے سیدھی راہ چلنے والوں میں شامل ہو جائیں

مسجدوں کی اہمیت و مصرف

حدیثِ قدسی میں ہے کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے: "زمین پر میرے مکانات مسجدیں ہیں۔ اور جو اُن میں میری زیارت (ملاقات) کو آتے ہیں، وہ اُن کو آباد رکھنے والے ہیں۔ پس بڑا خوش نصیب ہے وہ بندہ جو اپنے گھر میں طہارت کرے اور میرے گھر میں میری زیارت کو آئے، اور جس کی زیارت کے لیے کوئی شخص آتا ہے، اُس پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ آنے والے کی عزت اور احترام کرے۔"

٭ . . . . . . (تفسیر صافی صـ ۲۰۲)

جناب رسولِ خدا ص نے ارشاد فرمایا:
"آخری زمانے میں میری اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو مسجدوں میں آ کر حلقے باندھ باندھ کر بیٹھیں گے، مگر دنیا اور دنیا کی محبت کی باتیں کریں گے، تم اُن کے پاس نہ بیٹھنا کیونکہ اللہ کو ایسے لوگوں کی کوئی حاجت نہیں۔"

٭ . . . . . . (تفسیر صافی صـ ۲۰۲)

مسجدیں آباد رکھنے والوں کی فضیلت

فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ جن لوگوں کو مسجدوں میں آتے جاتے دیکھو اُن سے حُسنِ ظن رکھو۔ حضورِ اکرم ص نے ارشاد فرمایا: "جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ مسجد کو لازم پکڑے ہوئے ہے، تو اُس کے ایمان کے گواہ بن جاؤ۔"

٭ . . . . . (قرطبی، ترمذی)

محققین نے لکھا کہ یہاں دین کے معاملے میں سوا خدا کے کسی اور سے نہ ڈرنا مراد ہے، یہ مراد نہیں کہ جن چیزوں سے ڈرنا ایک طبعی امر ہے اُن سے بھی نہ ڈرے۔ جیسا کہ عوام یا بعض جاہل صوفیاء نے سمجھ رکھا ہے۔

٭ . . . . . (بیضاوی - روح - تفسیر کبیر - قرطبی)

www.drhasanrizvi.org

(۱۹) أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ ۱۹

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کی مجاوری کرنے اور اُس کو آباد رکھنے کو اُس شخص کے کام کے برابر ٹھہرا لیا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد (یا) بھرپور جدوجہد کی؟ یہ دونوں اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتا۔

حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کی فضیلت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ، حضرت عباسؓ ابنِ عبد المطلبؑ اور حضرت شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ عباسؓ کہا کرتے تھے کہ حاجیوں کو پانی پلانا میرے ہاتھ میں ہے اس لیے میں افضل ہوں۔ اور حضرت شیبہ نے کہا کہ خدا کے گھر کی دربانی کا شرف مجھے حاصل ہے پس میں افضل ہوں۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: "میں وہ ہوں کہ جس نے تم سے پہلے ایمان کا اظہار کیا پھر ہجرت کی، اور جہاد کیا۔" پھر یہ تینوں حضرات، جنابِ رسولِ خداؐ سے فیصلہ کرانے پر راضی ہوئے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی

*..... (تفسیر صافی ۱۰ بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر مجمع البیان و تفسیر عیاشی)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ: یہی آیت حضرت حمزہؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اُنھوں نے حضرت علیؑ کے سامنے حاجیوں کو پانی پلانے اور کعبہ کی دربانی پر فخر کیا تھا۔

*..... (تفسیر عیاشی، کافی)

" اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ " اِس سے مراد حضرت علیؑ، حضرت حمزہؓ، اور حضرت جعفر طیارؑ ہیں۔ *....... (تفسیر عیاشی)

شاہ عبد القادر صاحب نے لکھا: " حضرت عباسؓ نے آخر میں ہجرت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے اُن سے کہا اگر تم اوّل ہجرت کرتے تو جہاد میں حاضر ہوتے اور مرتبے بلند پاتے ... حضرت عباسؓ نے کہا: "ہم بھی

www.drhasanrizvi.org

خدا کے کام میں تھے ۔ خدمت حاجیوں کی اور آبادی مسجدِ حرام کی (کر رہے تھے) ۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا :

" یہ کام اُس کے برابر نہیں ۔ پھر کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے ۔ " ★ ...... (موضح القرآن)

شیخ الطائفہؒ نے لکھا : " خداوندِ عالم نے اِس آیت میں اُن لوگوں کو مخاطب کیا ہے جنھوں نے حاجیوں کو سیراب کرنے اور مسجد الحرام کو آباد کرنے کو ' باوجود کفر کے بہتر قرار دیا ' اُس شخص کے ایمان کے مقابلے پر جس نے اللہ کی راہ میں جہاد بھی کیا ہو ۔ " ★ .... (تفسیر تبیان)

محققین نے نتیجے نکالے کہ : (۱) ایمان کے مقابلے میں رسمی عملی عبادتیں بہت کم اہم ہیں ۔

(۲) ایمان کے بغیر بڑی سے بڑی رسمی عبادت بے معنی ہے کیونکہ اللہ اور آخرت پر ایمان کے بغیر ان اعمال کے معنی رسم پورا کرنے سے آگے کچھ نہیں ۔

(۳) کسی مسجد ' دینی ادارے یا زیارت گاہ کی مجاوری ' خدمت یا سجادہ نشینی (یا حافظینِ حرم ہونے کے دعوے) تقدس کا معیار نہیں ' اور نہ خدا کے نزدیک اُس کی کوئی اہمیت ہے ۔ خدا کے ہاں اصل قدر و قیمت اُس انسان کی ہے جو دل سے حقائق کو جانتا اور مانتا ہو ' اور خدا کی راہ میں قربانی دیتا ہو ۔ چاہے ایسا شخص کسی اونچے خاندان سے تعلق نہ رکھتا ہو ' اور نہ اُس پر کوئی امتیازی طُرّے لگے ہوں ۔ ★ ...... (تفہیم)

★ اَجَعَلۡتُمۡ : شانِ نزول : بروایت مجمع البیان ۔ ایک دن حضرت عباسؓ اور حضرت شیبہؓ ایک دوسرے پر اپنی اپنی بڑائی بیان کر رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالبؑ پہنچ گئے اور فرمایا : کس چیز پر فخر کر رہے ہو ؟ حضرت عباسؓ نے کہا : مجھے حاجیوں کو پانی پلانے کی فضیلت ہے جو کسی اور کو نہیں ملی ۔ شیبہؓ نے کہا : مجھے مسجد الحرام کی عمارت کی فضیلت عطا ہوئی ہے ۔ یہ سُن کر حضرت علیؑ نے فرمایا : مجھے شرم آتی ہے ورنہ میں اپنی کم عمری کے باوجود یہ دعوی کر سکتا ہوں کہ جو فضیلت مجھے عطا ہوئی ہے ' تم دونوں اُس سے محروم ہو ۔ پس اُنھوں نے پوچھا : یا علیؑ ! وہ کونسی فضیلت ہے ؟ آپؑ نے فرمایا : " میں نے تمھارے منھ پر تلوار مار کر تمھیں خدا و رسولؐ پر ایمان لانے کے قابل بنایا ۔ " عباسؓ یہ سُن کر طیش میں آ گئے اور چادر کا دامن زمین پر گھسیٹتے خدمتِ نبویؐ میں آئے اور حضرت علیؑ کی شکایت کی ۔ آپؐ نے حضرت علیؑ سے پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا : یا رسول اللہؐ ! میں نے تو حق بات کہی ہے خواہ کوئی ناراض ہو یا راضی ۔ اتنے میں حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہی آیت سنا دی ۔ حضرت عباسؓ نے عرض کی : " ہم راضی ہیں ۔ " ★ .... (انوار النجف صفحہ ۲) ملخص

www.drhasanrizvi.org

(۲۰) اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ‌ ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝ ۲۰

اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کے مرتبے بہت بڑے ہیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کیا، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

(۲۱) يُبَشِّرُهُمۡ رَبُّهُمۡ بِرَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَرِضۡوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمۡ فِيۡهَا نَعِيۡمٌ مُّقِيۡمٌ ۝ ۲۱

اُن کا پالنے والا مالک اُنھیں اپنی طرف سے خوشخبری دیتا ہے اپنی خاص رحمت، رِضا و خوشنودی کی، اور اُن جنّت کے گھنے باغوں کی، جن میں اُن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہنے والی نعمتیں ہیں۔

(۲۲) خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝ ۲۲

جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بلاشبہ خدا کے پاس وہ اجر ہے جو بہت ہی بڑا ہے۔

ایمان، جہاد اور ہجرت کی فضیلت

(آیت نمبر ۲۰) محققین نے نتیجے نکالے: (۱) اصل چیز تو اللہ پر ایمان لانا ہے۔ اب اس پر ہجرت اور جہاد کا اضافہ کیا تو اُس کا کیا کہنا۔ اور کعبہ کی جو عظمت ہے، وہ مرکزِ توحید ہونے کی وجہ سے ہے۔ (۲) دوسرے اِس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ کافروں کا بھی کوئی درجہ اللہ کے ہاں ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اُنھوں نے جو درجہ یا مرتبہ اپنے نزدیک (بہ خیالِ خود) سمجھ رکھا ہے اُس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ★ ...... (قرطبی)

انعاماتِ جنّت دائمی ہوں گے

(آیت نمبر ۲۱) محققین نے نتیجہ نکالا کہ انعاماتِ جنّت جتنے بھی ہوں گے مستقل، دائمی اور پائیدار ہوں گے، مسافرانہ انداز کے یا دنیا جیسے آنی جانی، فانی نہ ہوں گے۔ ★ ..... (روح المعانی)

رحمت اور رضوان کو صیغۂ نکرہ میں اس لیے بیان کیا گیا تاکہ رحمت اور رضوانِ الٰہی کی عظمت اور کثرت کا اظہار ہو جائے۔ ★ ...... (بحر)

www.drhasanrizvi.org

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ۲۳

(۲۳) اے ایمان لانے والو! اپنے باپ (دادا) اور بھائیوں کو بھی اپنا سرپرست، رفیق اور حامی مت بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلے میں پسند کریں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی انھیں اپنا سرپرست، رفیق یا حامی بنائے، یا محبت رکھے گا تو وہی لوگ ظالم ہوں گے۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ ۲۴ ع ۹

(۲۴) آپ فرمادیں کہ اگر تمھارے باپ (دادا) اور تمھاری اولاد، تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں، اور تمھارے عزیز رشتے دار اور تمھارے وہ مال جو تم نے کما کر جمع کیے ہیں، اور تمھارا وہ کاروبار جس کے ٹھنڈے پڑ جانے کا تمھیں ہر وقت خوف لگا رہتا ہے، اور تمھارے وہ گھر جو تمھیں بہت ہی اچھے لگتے ہیں، اللہ سے اور اُس کے رسولؐ سے اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیارے ہیں تو پھر تم انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے۔ اور (یاد رکھنا کہ) اللہ نافرمانوں کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتا۔

(آیت ۲۳) حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے، کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: "یہ آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی جب اُس نے خط لکھ کر قریش کو اطلاع دی تھی کہ جنابِ رسولِ خداؐ مکہ فتح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" ★ .... (تفسیر صافی صفحہ ۲۰۵ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

محبت اور نفرت خدا کے لیے

(آیت ۲۴) جب حضرت علی علیہ السلام نے مکہ میں یہ اعلان فرمایا کہ اِس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام میں نہیں آنے پائے گا، تو قریش سخت روئے پیٹے اور بولے کہ ہماری تو تجارت بھی

www.drhasanrizvi.org

گئی اور ہمارے بچے بھی برباد ہوئے۔" اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ★...... (تفسیر صافی ۲۰ بحوالہ تفسیر قمی و۔ تفسیر علی ابن ابراہیم)

جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ایمان کا ذائقہ نہ چکھے گا، جب تک اُس کی محبت اور اُس کی نفرت خالص خدا کے لیے نہ ہو جائے۔" ★...... (القرآن المبین)

اِس آیت کی دوسری شانِ نزول یہ بھی ہے کہ جب رسولِ اکرم ص نے فتحِ مکّہ کے لیے جانا چاہا تو حاطب ابنِ ابی بلتعہ صحابیٔ رسول ص نے خفیہ طور پر مکّہ والوں کے پاس اطلاع کے لیے قاصد بھیجا۔ خدا نے اپنے رسول ص کو اطلاع دیدی۔ آپ ص نے قاصد کو گرفتار کرا لیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ ★...... (تفسیر تبیان بقول امام جعفر صادق ع)

کیونکہ ہجرت اور قربانی کی راہ میں عزیزوں، رشتے داروں کی محبت حائل ہو جاتی ہے، اِس لیے شریعت نے ایسی اور اِس درجے کی محبت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ★...... (ماجدی)

خدا کا فرمانا کہ: "اگر وہ لوگ کفر سے محبت رکھتے ہیں ایمان کے مقابلے میں" اس سے فقہاء نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جس کافر سے ایمان لانے کی توقع ہو، اِس مصلحت سے اُس سے تعلق رکھنا جائز ہے۔ اور خدا کے اِس ارشاد سے کہ: "تم میں سے جو کوئی کافروں کو دوست رکھے گا، تو ایسے ہی لوگ تو ظالم ہیں۔" اس سے فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ "رضا بالشرک بھی شرک ہی ہے اور ایسے لوگ مشرکوں کے حکم میں داخل ہیں۔ ★...... (قرطبی بقول حضرت ابن عباس رض)

فقہاء نے اِس آیت سے یہ مسئلے اخذ کیے:

★ ____ (۱) عزیزوں کی محبت بجائے خود ممنوع نہیں۔ صرف وہ محبت ممنوع ہے جب وہ احکامِ خدا کی تعمیل میں رکاوٹ بننے لگے۔ (۲) نیز یہ کہ رسولِ خدا ص سے محبت کرنا واجب ہے۔ ★.... (قرطبی)

ے بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ⁂ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است ★.... (اقبال)

(۳) عزیزوں کی محبت خدا اور رسول ص کے احکام سے عزیز تر نہ ہونی چاہیے۔ (۴) ہجرت کی وجہ سے مال، عزیز، تجارت کے تلف ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (۵) ہجرت سے زیادہ جہاد مشکل ہے کیونکہ محبت کے باب میں سب سے پہلے جہاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِس لیے مسلمان کو جہاد کو ہر دنیوی کام سے زیادہ عزیز رکھنا چاہیے۔ ★...... (ماجدی)

(۶) تعلق مع الخلق کے مقابلے میں تعلق مع اللہ زیادہ اہم ہے۔ اس لیے اس کا اہتمام زیادہ کرنا چاہیے۔ ★.... (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ (۲۵) كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ

اللہ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کی ہے۔ ابھی (جنگِ) حُنین ہی کے دن جب تم میں اپنی تعداد کے زیادہ ہونے پر غرور پیدا ہو گیا تھا مگر اُس نے تمہیں کچھ بھی تو فائدہ نہ پہنچایا اور وہ کثرتِ تعداد تمہارے کچھ بھی تو کام نہ آئی اور زمین اپنی وُسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ نکلے۔ (ذرا قرآن کے آئینہ میں رسولؐ کے ساتھیوں کا کردار ملاحظہ فرمائیں)

اللہ کی نصرت اور کثرت کے معنی

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ مواقع جن پر اللہ نے اپنے رسولؐ کی مدد فرمائی تعداد میں اَسّی تھے جسے خدا نے "مواطن کثیرۃ" فرمایا ہے۔
٭..... (کافی، تفسیر عیاشی، تفسیر قمی)

معلوم ہوا قرآن کے نزدیک کسی کام کو اَسّی مرتبہ انجام دینا کثرت سے انجام دینے کے مترادف ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے عباسی خلیفہ متوکل نے پوچھا کہ میری والدہ نے کثیر رقم صدقہ دینے کی نذر کی تھی، مگر رقم معین نہ کی تھی۔ اب وہ نذر پوری کرنا چاہتی ہیں تو کتنا مال دیں کہ وہ کثیر مال کہلایا جاسکے؟

آپؑ نے فرمایا: اَسّی دینار۔ خلیفہ نے دلیل مانگی۔ آپؑ نے اِسی آیت کی تلاوت فرمائی، کہ خدا نے فرمایا ہے کہ:

"میں نے تمہاری کثیر مواقع پر نصرت کی" جب خدا کی نصرت کو شمار کیا تو اَسّی مواقع پر غیبی امداد خدا نے آنحضرتؐ کی فرمائی۔
٭..... (منتھی الآمال)

علماءِ اسلام نے اَسّی ایسے مواقع گنائے ہیں جب خدا نے رسولؐ کی غیبی امداد فرمائی۔ ٭..... (بحر)

جنگِ (غزوۂ) حُنین

حُنین، مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے فتحِ مکہ کے دو ہی ہفتے کے بعد وادیٔ حُنین میں مسلمانوں کا مقابلہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں کے مشہور تیر اندازوں سے ہوا۔ یہ معرکہ ۶ شوال ۸ھ مطابق یکم فروری ۶۳۰ء کو ہوا۔ مسلمان بارہ ہزار تھے، اِس لیے

www.drhasanrizvi.org

مسلمانوں کو یقین تھا کہ فتح ہماری ہوگی ۔ اسی لیے شروع میں جب مشرک بھاگے تو مسلمان مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے ۔ مشرکین موقع دیکھ کر پلٹ پڑے ۔ تیر اندازوں نے اس شدّت سے تیر اندازی کی کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے کیونکہ مشرکین پہاڑوں میں چھپے بیٹھے تھے جبکہ مسلمان کھلی وادی میں تھے ۔ غرض حضرت علیؑ ، حضرت عباسؓ اور چند اصحاب کے سوا کوئی رسولؐ کے پاس نہ رہا ۔ جنابِ رسولِ خداؐ دشمنوں کی طرف بڑھے ہی چلے جا رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے : " اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ٭ اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ " یعنی : " میں نبیؐ برحق ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ، میں عبد المطلبؑ کا فرزند ہوں ۔" (ذوالفقارِ حیدریؑ چمکی) فرشتوں نے مدد کی ، تب مسلمانوں کو غیرت آئی اور پلٹے ۔ آخر کار مشرکین بھاگے ، کچھ قتل ہوئے ، کچھ گرفتار ہوئے ۔ ٭..... (ماجدی)

صاحبِ تفسیر انوار النجف لکھتے ہیں کہ : جنابِ رسالت مآبؐ نے صبح کی نماز ادا کی اور وادی میں اُترے ہی تھے کہ ہر طرف سے قبیلۂ ہوازن کی فوج نے احاطہ میں لے لیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی ۔ پس مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے ۔ سب سے آگے بنی سُلیم تھے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو پھر کیا تھا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا ۔ اس موقع پر چونکہ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر ناز تھا جس کو خدا نے توڑ دیا ۔ صرف حضرت علیؑ بچ گئے جو برابر دادِ شجاعت دے رہے تھے ۔ حضرت عبّاسؓ بن عبد المطلبؑ نے حضورؐ کی سواری کی لگام تھامی ہوئی تھی ۔ فضل بن عبّاسؓ اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلبؑ آپؐ کے دائیں بائیں تھے ۔ غرضیکہ نُو آدمی بنی ہاشم کے تھے اور دسواں اُمِّ ایمن کا بیٹا ایمن تھا ، جو درجۂ شہادت پر فائز ہو گیا ۔

ادھر جنابِ رسالت مآبؐ خود آوازیں دے رہے تھے کہ اے انصار ! کہاں جا رہے ہو ؟ میں رسولِ خداؐ یہ موجود ہوں لیکن اب کون سنتا تھا ۔ کہتے ہیں قبیلۂ مازن کی ایک عورت جس کا نام نسیبہ بنتِ کعب تھا ، وہ بھاگنے والوں کے منہ پر مٹی ڈالتی اور کہتی تھی خدا اور رسولؐ کو چھوڑ کر کہاں بھاگے جا رہے ہو ۔ پس خدا کی طرف سے مدد و نصرت نازل ہوئی اور قبیلۂ ہوازن کو شکست ہوئی ۔ مالک بن عوف جو اُن کا سرغنہ تھا ، بھاگ کر طائف کے قلعے میں گھس گیا ۔ اس جنگ میں چھ ہزار غلام و کنیزیں اور بے حساب مال ہاتھ لگا ۔ جو نئے اسلام لانے والوں میں تقسیم کیا گیا ۔

٭..... (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.org

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى (۲۶) پھر اللہ نے اپنی طرف کا سکون اپنے رسول
رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ اور (دیکھے) ایمانداروں پر اُتارا اور ایسی فوجیں
جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ بھی اُتار دیں جو تم کو دکھائی تک نہ دیتی تھیں، اور
كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ۲۶ اِس طرح حق کے انکار کرنے والوں کو سزا دی۔
(اِس لئے) کہ منکرینِ حق کی ایسی ہی سزا ہوتی ہے۔

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ (۲۷) پھر اللہ نے جس کو چاہا توبہ کی توفیق عطا
عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ فرما کر اُس کی توبہ قبول کی کیونکہ اللہ تو بڑا
رَّحِيْمٌ ۝ ۲۷ ہی معاف کردینے والا، بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔

فرشتوں کے ذریعے خدا نے مدد فرمائی

(آیت ۲۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "یہاں عذاب سے مراد قتل ہے۔" ★...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۰۹ بحوالہ تفسیر قمی)

★ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بدر کی طرح جنگِ حُنین میں بھی فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی مدد کے لیے آیا تھا۔ فرق یہ تھا کہ حُنین میں صرف مسلمانوں کے دلوں میں سکون پیدا کرنے کیلئے فرشتے آئے، جبکہ بدر میں فرشتوں نے جنگ بھی کی تھی لیکن حُنین میں جنگ نہیں کی۔ ★...... (تفسیر تبیان)

★ مگر بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حنین میں بھی ملائکہ نے بدر کی طرح جنگ بھی کی تھی۔ ★...... (تفسیر علی ابن ابراہیم)

★ خدا نے جو اپنی طرف سے اپنے رسولؐ پر اور مومنین پر تسلی نازل کی تھی تو اس سے مراد صرف تسلی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ایسی تسلی ہے جس سے غلبے کی اُمید ہو۔ اِس لیے انسان اگر تکبر نہ کرے اور خدا پر بھروسہ کرے تو خدا ایسی تسلی نازل کیا کرتا ہے۔ (تھانوی)

رسولِ اکرم ص کی فیاضی کے نتائج

(آیت ۲۷) غزوۂ حُنین کی فتح کے بعد نبیؐ کریم نے شکست خوردہ دشمنوں کے ساتھ جس فیاضی کا سلوک کیا اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ تر دشمن مسلمان ہو گئے۔ ★...... (تفہیم)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ماننے والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ: "تم اُن کو زبان سے نہیں، بلکہ اپنے عمل سے اپنے دین کی طرف بلاؤ۔" (غرض خدا کی اسی عام معافی کی وجہ سے بہت سے کافر مسلمان ہوئے۔) ★..... (انکاف) ★..... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا (۲۸) اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، مشرکین تو
الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا سراسر نجاست ہی نجاست ہیں۔ وہ تو اس سال
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ کے بعد آئندہ مسجدِ حرام کے قریب بھی نہ پھٹکیں
هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ اور اگر تمھیں مُفلسی و تنگدستی کا خوف ہے تو عنقریب
يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ اگر خدا نے چاہا تو وہ تمھیں اپنے فضل و کرم سے
شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۲۸ دولتمند یا غنی کر دے گا۔ یقیناً خدا بڑا ہی جاننے والا
گہری حکمتوں اور مصلحتوں کے مطابق ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

مشرکین سراسر نجاست ہیں

خدا نے صاف صاف الفاظ میں فرمادیا کہ "مشرکین تو سراسر نجاست ہیں۔ یعنی نجاست ہی نجاست ہیں۔ یعنی اُن میں طہارت کا کوئی پہلو موجود ہی نہیں ہے۔ اسی لیے فقہِ جعفری میں مشرکین کو نجس العین مانا گیا ہے۔ لیکن اہلِ سنّت کے نزدیک نجاست صرف اُن کے دل میں ہے جسم میں نہیں۔ حالانکہ اگر ایسا ہو تو قرآن اُن کو نَجَسٌ نہ کہتا (نجاست ہی نجاست نہ کہتا) بلکہ نَجِسٌ کہا جاتا۔

★ "مشرک نجس، بلکہ بالکل نجاست ہیں اپنے باطن کی گندگی کی وجہ سے۔" ★ .... (جلالین)

★ یاد رہے کہ یہ حکم کہ مشرک عینِ نجاست ہیں ۹ سنہ ہجری میں یعنی حضورؐ کی وفات سے صرف ایک سال قبل نازل ہوا تھا۔

★ اس لیے شروع زمانے رسولؐ کا مشرکوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا مشرکین کی ظاہری طہارت کا ثبوت نہیں بن سکتا۔ ★ ..... (تفسیر تبیان)
..... (فصل الخطاب)

★ لیکن عالمِ اسلام کے فقہاء کے فتوے مختلف ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مشرکوں کے نجس ہونے کا صرف مطلب یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ ادا کرنے کے لیے حدودِ حرم میں نہیں داخل ہو سکتے۔ امام شافعی کے نزدیک اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ مشرک مسجد الحرام میں جا ہی نہیں سکتے۔ امام مالک کی رائے یہ ہے کہ صرف مسجد الحرام میں نہیں، بلکہ مشرک کسی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ★ .... (تفہیم) ..... لیکن فقہ جعفری کے مطابق اُن کی فکر اور اُن کا جسم سب نجس ہے۔ اِس لیے، اُن کے ساتھ کھانا، پینا، نکاح کرنا سب حرام ہے۔ اگر گیلا ہاتھ

www.drhasanrizvi.org

کسی مشرک کے جسم کو لگ جائے تو اُس کو پاک کرنا لازمی ہے۔ (توضیح المسائل، شرائع الاسلام)

★ مذہبِ امامیہ میں ناصبی، خارجی، اور غالی بھی کفار و مشرکین کی طرح نجس ہیں۔ لہٰذا اہلِ ایمان کو ایسے لوگوں سے بچ کر رہنا چاہیے۔ ★........ (تفسیر انوار النجف)

★ مگر اہلِ سنت کے نزدیک مشرکین کے نجس ہونے سے اُن کے عقائد کی نجاست مراد ہے جسم کی نجاست نہیں۔ ★...... (روح المعانی)

صرف خدا سے ڈرو

عَيۡلَةً سے مراد فقر اور تنگ دستی ہے۔ کیونکہ مشرکوں کو آنے والے سال نجس ہونے کی وجہ سے مسجد الحرام حج کے لیے آنے سے روک دیا گیا تھا اِس لیے اُن کے آنے سے مسلمانوں کو جو تجارتی منافع ملتا تھا وہ ملنا بند ہو گیا۔ مسلمان ڈرے کہ اِس طرح تو وہ بھوکے مر جائیں گے۔ خدا نے فرمایا: "نہ ڈرو۔ وہ اپنے فضل و کرم سے کسی اور طرح تمہارا انتظام کر دے گا" چنانچہ پہلے سال تو خدا نے خوب بارش برسا دی، اور ساتھ ہی اہلِ یمن کو توفیق دی کہ وہ ایمان لے آئیں اور وہ کھانے پینے کا بہت سا سامان مکّہ لے آئے۔ پھر آنے والے سالوں میں بہت سے قبیلے اسلام قبول کرتے چلے گئے۔ جس سے مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا اور تجارتی مال ہر طرف سے کھنچ کھنچ کر مکّے میں آنے لگا۔ آخر کار دنیا کے مختلف حصّوں سے حج کرنے والوں کی ضرورت کی چیزیں لانے والوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی۔ ★.... (تفسیر ماجدی ص۲۰۵)

نتیجہ ۱: محققین نے اِس آیت سے یہ نتیجہ نکالا کہ رزق کے سلسلے میں قلبی تعلق اسبابِ ظاہری سے رکھنا جائز ہے۔ یہ تعلق توکّل کے منافی نہیں لیکن بھروسہ خدا ہی پر رکھنا چاہیے۔ ★...... (قرطبی)

نتیجہ ۲ اور دوسرا نتیجہ فقہا نے یہ نکالا کہ رزق انسان کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہوتا، بلکہ عطیۂ خداوندی ہوتا ہے۔ ★...... (قرطبی)

نتیجہ ۳ تیسرا نتیجہ یہ نکالا کہ: دنیوی مصلحتوں اور فائدوں کو دین کی مصلحتوں اور کاموں میں رکاوٹ بننے نہیں دینا چاہیے۔ اور اگر دنیا کی مصلحتیں دین کے کاموں میں رکاوٹ بننے لگیں تو اُس کا علاج توکّل سے کرنا چاہیے۔ ★..... (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (۲۹) وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۲۹

تم اہل کتاب میں سے اُن لوگوں کے خلاف جنگ کرتے رہو جو اللہ اور آخرت کے دن کو نہیں مانتے اور جو کچھ کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے، اُسے حرام نہیں مانتے، اور سچے دین کو اپنا دین (طریقۂ زندگی) نہیں بناتے (اُن سے لڑو) یہاں تک کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور چھوٹے (کمتر) بن کر رہیں۔

خدا اور آخرت پر ایمان رکھنے کے معنی

محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا پر ایمان رکھنے کے معنی صرف یہ نہیں ہیں کہ انسان بس یہ مان لے کہ خدا ہے۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کو (۱) دل سے مان لینے کے بعد (۲) اُس کی صفات، اُس کے حقوق اور اُس کے اختیارات میں کسی کو شریک نہ کرے اور (۳) خدا کے قانون پر عملاً عمل کرے۔ اسی طرح آخرت کے دن کے ماننے کے معنی صرف یہ نہیں ہیں کہ انسان یہ مان لے کہ مرنے کے بعد ہم دوبارہ اُٹھائے جائیں گے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ (۱) آخرت کے لیے عملاً کام کرے اور (۲) یہ عقیدہ نہ رکھے کہ میں جو چاہوں ظلم کرلوں، فلاں فلاں بزرگوں کی سفارش پر سب کچھ معاف ہوجائے گا یا فلاں صاحب کی قربانی میرے تمام گناہوں کا کفّارہ بن جائیگی، بلکہ یہ ماننا ضروری ہے کہ خدا کے یہاں بے لاگ انصاف ہوگا۔ اس عقیدے کے بغیر آخرت کو ماننا لاحاصل ہے۔ مگر یہود اور نصاریٰ نے اپنے آخرت پر عقیدے کو بھی خراب کرلیا تھا، اس لیے اُن کا خدا اور آخرت پر ایمان بھی ناقص تھا جو قابلِ قبول نہیں۔

بیاں میں نکتۂ توحید آتو سکتا ہے — ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے
جہاں میں بندۂ حُر کے مشاہدات ہیں کیا — تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

جزیہ لے کر مسلمان حکومت کافروں کی جان مال، عزت کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ ایک قسم کا ٹیکس ہے

www.drhasanrizvi.org

اور جزیہ دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اسلامی حکومت کے تحت رہنا قبول کرتے ہیں۔ ★ ..... (تفہیم)

فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ مشرکینِ حربی سے اُس وقت تک جنگ واجب ہے جب تک وہ ہتھیار رکھ کر امن طلب نہ کریں اور جزیہ دینے پر راضی نہ ہو جائیں۔ اور یہاں اہلِ کتاب کا ذکر صرف اُن کے شرف اور مرتبے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ ★ ..... (قرطبی)

اہلِ کتاب میں سے جو لوگ دینِ حق کو قبول نہیں کرتے اُن کو قتل کرو۔ یہاں تک کہ ذلیل ہو کر جزیہ پیش کریں۔ اور جزیہ کی صورت میں اُن سے قتل کو اُٹھا لیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی جزیہ کی زندگی قابلِ رشک زندگی نہیں تاکہ اُن کے خیالات کی برتری کا خطرہ ہو۔ پس ایسی صورت میں اُن کی بقاء اسلامی تعلیمات میں مُخل ثابت نہیں ہوتی اور اُن کی آئندہ نسلیں خود بہ خود اپنی پست زندگی سے ترقی کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اوجِ اسلام کی طرف قدم رکھنے کا شوق پیدا کریں گی۔ اور اس طرح سے زمینِ خدا دینِ حق والوں کی پُرامن قرارگاہ بن جائے گی۔ مذہبِ امامیہ میں کفار و مشرکین کی طرح یہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ سب نجس العین ہیں۔ ★ ..... (تفسیر انوار النجف)

جزیہ کے معنی اور جزیہ لینے کا فلسفہ

جزیہ کے معنی وہ رقم ہے جو اسلامی حکومت غیر مسلموں سے بطور ٹیکس کافروں کو اپنی رعایا سمجھ کر لیتی ہے۔ یہ دراصل اُن کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرنے کا معاوضہ ہوتا ہے۔ ★ ..... (ابن اثیر)

کیونکہ ہر مسلمان پر اسلامی حکومت میں فوجی خدمت انجام دینا لازمی ہوتا ہے، صرف غیر مسلموں کے ساتھ یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ وہ جزیہ دے کر فوجی خدمت انجام دینے سے بچ سکتے ہیں۔ غرض جزیہ کفر یا شرک کی سزا نہیں ہوتا، بلکہ یہ فوجی خدمت انجام نہ دینے کا معاوضہ ہوتا ہے۔

(فتح قدیر۔ ماجدی)

امام معصومؑ نے فرمایا کہ "عورتوں سے جزیہ اس لیے معاف ہے کہ دارالحرب میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی خدا نے نہی فرمائی ہے، سوائے اس کے کہ وہ لڑیں، بلکہ اُن کے لڑنے کی صورت میں بھی حتی الوسع اُن کے قتل سے گریز کیا جائے بشرطیکہ کسی اہم نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ جب دارالحرب میں رہتے ہوئے اُن کا قتل جائز نہیں تو دارالاسلام میں اُن کا قتل کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اب اگر عورت جزیہ نہ دے تو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ عورت، بچے، اپاہج، اندھے، بہت بوڑھے، پاگل لوگوں سے بھی جزیہ معاف ہے۔"

★ ..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.org

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللهِ (۳۰) اور یہودی (تو) کہتے ہیں کہ عُزَیر خدا کے بیٹے

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ — ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔

اللهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ — یہ تو اُن کے منھ سے نکلی ہوئی (بے حقیقت) باتیں

يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا — ہیں جو وہ اپنے سے پہلے کے منکرینِ حق کی دیکھا دیکھی

مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللهُ ۚ اَنّٰى — کیا کرتے ہیں۔ اُن پر اللہ کی مار ہو، یہ لوگ کس طرف

يُؤْفَكُوْنَ ۝ ۳۰ — حق سے منھ پھیر پھیر کر ٹیڑھے چل رہے ہیں۔

یہودیوں کی حماقت

یہودیوں نے کہا کہ حضرت عُزیرؑ نے تورات گم ہونے کے باوجود اُسے پھر زندہ کر دیا تھا اور یہ کام خدا کے بیٹے کے سوا کون کرسکتا ہے۔؟ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "عُزیرؑ تو تورات کو گم ہونے پر زندہ کرنے سے خدا کے بیٹے بن گئے" مگر حضرت موسیٰؑ جن کی وجہ سے تورات کا وجود ہوا، خدا کے بیٹے نہ بن سکے۔ اِس کے علاوہ بھی حضرت موسیٰؑ نے بہت سے معجزات بھی دکھائے تھے جن سے تم خوب واقف ہو۔" یہودیوں نے کہا ہم سوچ کر جواب دیں گے۔ ★ . . . . . . (تفسیر صافی ۲۲ بحوالہ احتجاج طبرسی)

★ علّامہ آلوسی نے لکھا کہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عُزیرؑ نبی تھے یا نہیں۔ اکثر علماء ان کو نبی نہیں مانتے۔ ★ . . . . (روح المعانی، الاتقان فی علوم القرآن جلد ۲ از علامہ جلال الدین سیوطی)

★ خدا کا فرمانا: "اللہ ان کو غارت کرے"۔ یعنی یہودی کس قسم کی کجروی کی غلط باتیں کر رہے ہیں کس طرح حق سے پھرے جا رہے۔ اِس پر خدا اُن پر لعنت کر رہا ہے۔ ★ . . . . . (جلالین، شاہ ولی اللہ)

★ خدا کا فرمانا: "یہ پہلے کے کافروں کی سی باتیں ہیں"۔ یعنی مشرکین بھی تو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور تم اہلِ کتاب ہو کر پچھلے مشرکین کی پیروی کرنے لگے۔ ★ . . . . . . (جلالین، موضح القرآن)

★ "اِبْنُ اللهِ"۔ "Child of God" سے مراد صلبی یا حقیقی بیٹا نہیں، بلکہ مراد خدا کا لاڈلا، چہیتا، فرزندِ معنوی یا فرزندِ مجازی ہے۔ دوسری جگہ قرآن نے یوں کہا کہ یہودی کہتے ہیں کہ: "ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں"۔ یعنی مجازی بیٹے ہیں۔ اس معنی میں یہودی حضرت عُزیرؑ کو خدا کا محبوبِ مطلق مانتے تھے۔ مگر یہ بھی کفر ہے۔ ★ . . . . . (قرطبی - بحر)

www.drhasanrizvi.org

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ (۳۱) اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ۳۱

اُنھوں نے تو اپنے عالموں، راہبوں اور مسیح ابنِ مریم کو اللہ کے علاوہ اپنا پالنے والا مالک (ربّ) بنا رکھا ہے۔ حالانکہ اُن کو ایک خدا کے علاوہ کسی اور کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (کیونکہ) اللہ کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں وہ خدا پاک ہے، منزّہ ہے، اُن تمام چیزوں سے جنھیں وہ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

علماء کو خدا بنا لینے کے معنی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "یہودیوں نے اپنے علماء کو اپنا خدا اس طرح بنا رکھا تھا کہ جسے وہ حلال یا حرام کہدیتے تھے بس اُن کے قول کی بناء پر سب لوگ مان لیتے تھے۔ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ خدا اور رسولؐ کے کس قول کی بناء پر یہ بات کہی گئی ہے بس علماء کو اس بات کا حقدار سمجھتے تھے کہ وہ جسے چاہیں حلال قرار دے دیں اور جسے چاہیں حرام۔ ★۔۔۔۔۔۔ (تفسیر تبیان)

★ حالانکہ علماءِ دین کا کام شریعت کے احکام کو وضع کرنا نہیں ہوتا۔ صرف خدا کی کتاب اور انبیاء کے ارشادات کی بناء پر دینی مسائل عوام کو بتانا ہوتا ہے۔ ★۔۔۔۔۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

یہودیوں کے علماء کو احبار کہا جاتا ہے اور عیسائیوں کے تارک الدُّنیا عابدوں کو راہب کہا جاتا ہے۔

★ اگرچہ یہودیوں نے اپنے علماء (احبار) کو خدا نہیں کہا تھا لیکن حلال و حرام قرار دینے کا اُن کو اختیار دیتے تھے اور صرف ان کے قول کی بناء پر ہر چیز کو حلال و حرام سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ جس چیز کو خدا نے حرام قرار دیدیا تھا اُس کو بھی جب اُن کے علماء نے حلال قرار دیدیا تو یہودیوں نے بھی اُس کو حلال سمجھ لیا۔ ★۔۔۔۔۔۔ (جلالین)

★ غرض اُن کے عالم یا درویش جو اپنی عقل سے ٹھہرا دیتے، یہودی جانتے کہ خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہوگیا، جبکہ عالم کا قول (صرف اُس وقت) سند ہے جبکہ وہ شرعِ الٰہی سے اخذ کر کے کہے۔ ★۔۔۔۔۔ (موضح القرآن)

★ یہاں عالمِ اسلام کے وہ سارے مکاتبِ فکر مجروح ہو جاتے ہیں جو اصولِ تصویب کو مانتے ہیں جس کا

www.drhasanrizvi.org

مطلب یہ ہے کہ احکامِ شرعی مجتہدین کے اقوال کے پابند ہیں، اور اس پر مزید یہ خیال کہ مجتہدین بس چار ہیں۔ اور ساری کائنات کو بس اِنہی کے اقوال پر چلنا ضروری ہے۔ اب بتائیے کہ یہودیوں کے اِس تصوّر اور علماء کے اس تصوّر میں کیا فرق رہ گیا ؟ ★ .... (فصل الخطاب)

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق ★...... (اقبالؒ)

علامہ اقبال نے اپنی ایک فارسی نظم میں علماء کے احسانات کا اعتراف کرنے کے بعد فرمایا: ؎

ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت
خدا را، مصطفےٰ را، جبرئیل را

(یعنی) مگر علماء کی تاویلوں نے ہمیں بھی حیران کردیا۔ رسولِ خداؐ کو حیران کردیا، اور حد تو یہ ہے کہ خود خدا حیران ہوگیا کہ واہ، یہ بات تو میں نے بھی نہیں سوچی تھی کہ ایسے ایسے اوٹ پٹانگ مسائل نکال لیے جائیں گے۔ ★...... (اقبال)

★ حضرت معین الدّین چشتیؒ اجمیری کا جب علماء سے مناظرہ ہوا تو آپ نے قرآن اور احادیث سے شواہد پیش فرمائے۔ جس پر علماء نے کہا: ہمارے سامنے کسی مجتہد کا فتویٰ پیش فرمائیں تب ہم مانیں گے۔

حضرتؒ نے فرمایا: "غضب کی بات ہے کہ میں خدا و رسولؐ کا قول پیش کر رہا ہوں اور آپ لوگ مجتہدین کے فتووں کو حجّت قرار دے رہے ہیں، وہ بھی خدا اور رسولؐ کے ارشادات کے مقابلے پر۔" (حضرت معین الدین چشتیؒ)

★ حضرت عُدی بن حاتم جو پہلے عیسائی تھے اس آیت کے اُترنے پر جناب رسولِ خداؐ کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا کہ ہم جب عیسائی تھے تو اپنے علماء اور درویشوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے، پھر خدا نے یہ کیوں فرمایا کہ ہم نے اُن کو خدا بنا رکھا ہے؟ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جو کچھ تمہارے علماء اور درویش حرام قرار دیتے ہیں تم اُسے حرام مان لیتے ہو اور جو کچھ حلال قرار دیتے ہیں، اُسے حلال مان لیتے ہو؟" اُنھوں نے عرض کی بیشک یہ تو ہم کرتے تھے۔ پھر فرمایا: "بس یہی اُن کو خدا بنالینا ہے"۔ اِس سے معلوم ہوا کہ کتابِ خدا اور حدیث کی سَنَد

www.drhasanrizvi.org

کے بغیر جو علماء حلال و حرام کا فتویٰ دیتے ہیں وہ شریعت سازی کرنے لگتے ہیں، جو صرف خدا کا حق ہے۔ اِس طرح وہ خدا بننے کی کوشش کرتے ہیں، اور اُن کے فتووں کو ماننے والے گویا اُن کو خدائی کے منصب پر فائز سمجھتے ہیں۔ ؎ "بندگی ہم نے چھوڑ دی ہے فرازؔ ٭ کیا کریں لوگ جب خدا ہو جائیں"

عیسائیوں، یہودیوں کا علماء کو خدا کا اختیار دینا، یا حضرت عیسیٰؑ، یا، حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا ماننا بتاتا ہے کہ اُن کا خدا پر ایمان، جھوٹا ایمان ہے، اور اُن کا خدا کا تصور بھی غلط ہے۔٭......(تفہیم)

٭ عیسائیوں، یہودیوں نے اپنے علماء کو اتنے اختیارات دیدیے اور اتنا سر چڑھا لیا کہ اُن کے اختیارات خود تورات اور انجیل کی تعلیمات پر غالب آگئے۔ ٭........ (تفسیر کبیر)

نتائج : (١) علماء کو حلال، حرام قرار دینے کے اختیارات دے دینا اُن کو خدا مان لینا ہے۔ امام رازی نے اپنے اُستاد کا قول لکھا ہے کہ میری نظر سے ایسے مقلدین گذرے ہیں کہ جب اُن کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا تو اُنھوں نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ آیات اُن کے مجتہد کے فتوے کے خلاف تھیں۔ کہنے لگے کہ آیاتِ خدا کی تاویل کرو۔ اِس لیے کہ ہمارا مجتہد غلط نہیں کہہ سکتا۔ (یہ ملّا پرستی اور اندھی تقلید کا مرض آج بھی مسلمانوں میں عام ہو چکا ہے۔ جس کا نتیجہ تنگ نظری، تعصّب، فرقہ واریت، تشدّد اور قتل و غارت ہے) ٭...... (تفسیر کبیر)

؎ "دینِ ملّا فی سبیل اللہ فساد" ٭... (اقبالؔ)

محققین نے نتیجے نکالے کہ [1] "نصوص (قرآن و حدیث) کے مقابلے میں تقلید کرنا جائز نہیں۔ ٭...... (تھانوی)

(٢) اندھی تقلید جائز نہیں۔

خدا کا فرمانا کہ "اللہ پاک ہے اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں"۔ اِس سے معلوم ہوا کہ شرک لوگوں نے از خود کیا۔ ورنہ تمام آسمانی کتابوں میں توحید ہی کا پیغام دیا گیا ہے۔ مثلاً انجیل میں ہے:

"سب حکموں میں اوّل کونسا ہے؟ یسوع (مسیحؑ) نے جواب دیا۔ اوّل یہ ہے کہ: "اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا ایک ہی خداوند ہے"۔ ٭...... (مرقس ١٢ : ٢٩)

www.drhasanrizvi.org

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ (۳۲) وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی (نور)
بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ کو اپنے منھ (پھونکوں) سے بُجھا دیں، مگر
يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۳۲ اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ہرگز ماننے والا
نہیں، چاہے کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اُن لوگوں نے یہ چاہا کہ قرآن میں ایسی باتیں بڑھا دی جائیں جو خدا نے نہیں فرمائیں، تاکہ لوگوں پر اصل بات پوشیدہ ہو جائے پس خدا نے اُن کے دلوں کو اندھا کر دیا۔" ★...... (احتجاج طبرسی)

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

"خدا نے ایسے لوگوں کی حالت کو جو رسولِ خدا کی نبوت اور حضرت علیؑ کی ولایت کو اپنی تکذیب کے ذریعے باطل کرنا چاہتے ہیں ایسے شخص کی حالت سے تشبیہ دی ہے جو ایسی روشنی کو پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کر رہا ہو جس روشنی کو خود خدا نے انتہا کو پہنچا دیا ہو۔" ★...... (تفسیر صافی ص ۲۰۶)

★ شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا: "یعنی جیسے کوئی پھونک سے چراغ بُجھا دے وہ (حق دشمن) چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے دینِ اسلام کو نہ پھیلنے دیں۔" ★...... (موضح القرآن)

★ اِن کے والد شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا: "یعنی شبہات تقریر کنند در ابطالِ دین"۔ یعنی دین کو باطل قرار دینے کے لیے دین میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ ★...... (فتح الرحمن)

★ صاحبِ جلالین نے لکھا: "خدا کے نور سے خدا کی شریعت اور اُس کے دلائل مراد ہیں۔ وہ لوگ اپنے اقوال سے اُس نور کو بُجھانا چاہتے ہیں۔ ★...... (جلالین)

★ "منھ" کا لفظ چراغ بُجھانے کی مناسبت سے آیا ہے۔ اِس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ بس منھ سے دین کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں اُن کی تمام طرح کی کوششیں شامل ہیں جو وہ دین کو مٹانے کے لیے کرتے ہیں چاہے وہ ہاتھ سے کریں، پیر سے، قلم سے، مال سے یا تلوار سے۔ اِس میں بادشاہوں اور دین فروش علماء کی وہ

www.drhasanrizvi.org

کوششیں بھی شامل ہیں جو وہ حقیقی محافظینِ دین کو تباہ کرنے کے لیے کرتے رہے ہیں۔ مگر خدا یہ چیلنج دے رہا ہے کہ: "اللہ طے کیے ہوئے ہے کہ وہ اپنے نور (امامت و ولایت) کو کمال تک پہنچا کر ہی رہے گا"۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اُمیہ، بنی عباس، اور تمام جابر ظالم حکومتوں کے بے انتہا ظلم کے باوجود حقیقی رہنمایانِ دین کا سلسلۂ وجود ختم نہ ہو سکا، اور آج بھی ایک عظیم ترین محافظِ دین امام مہدی علیہ السلام کی شکل میں موجود ہیں جو دینِ الٰہی کو کمال تک پہنچانے کے ضامن ہیں۔ ★ ...... (فصل الخطاب)

★ کیونکہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ: "اگر قیامت کے آنے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تب بھی خدا اُسی ایک دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ میری اولاد سے ایک شخص آئے گا جو پوری دنیا کو عدل و انصاف سے اُسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی"۔ ★ ...... (بخاری شریف)

یہی مطلب ہے خدا کے اس فرمان کا کہ: "يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ٥" (سورۃ الصف آیت ۸)

یعنی: "وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بُجھا دیں، حالانکہ اللہ تو اپنے نور کو مکمل کر کے ہی رہے گا، اگرچہ کافروں کو ناگوار ہی (کیوں نہ) ہو۔"

"نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ✵ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا"

تاریخ شاہد ہے

اس آیت کی صداقت پر ساڑھے تیرہ سو سال کی پوری تاریخ گواہ ہے۔ تمام دشمنانِ اسلام، اسلام کو جڑ سے اُکھاڑنے کی ہمیشہ سے پوری پوری کوششیں کرتے رہے ہیں۔ آج بوسینا، چیچنیا، کشمیر، عراق، فلسطین، ہندوستان میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے اسلام ہے کہ پھیلتا ہی چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ مسیحی مشنریز کو اعتراف ہے کہ "ہمارے بے دریغ فنڈز اور مستحکم نظامِ تبلیغ کے باوجود ہمارے مشن مسلمانوں کے مقابلے پر اکثر ناکام ہو جاتے ہیں۔" ...... محققین نے لکھا کہ: "اسلام کا غلبہ سارے ادیان پر عقل کی رُو سے تو آج بھی ہے اور مطلقاً ہے، جو کسی وقت اور زمانے کے ساتھ محدود نہیں۔ البتہ مادی غلبہ مخصوص و مشروط ہے۔" ★ ...... (قرطبی)

www.drhasanrizvi.org

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ ۳۳

(۳۳) وہ اللہ ہی تو ہے کہ جس نے اپنے پیغام پہنچانے والے رسولؐ کو اپنی ہدایت، اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اُسے ہر دین کے مقابلے میں غالب کر کے رہے۔ چاہے مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

آیت کے اصل مصداق ؟

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کی قسم اِس آیت کی تاویل (حقیقی اور اوّلین معنی) ابھی نازل (ظاہر) نہیں ہوئی۔ جب تک قائمِ آلِ محمدؐ امام مہدیؑ کا ظہور نہ ہوگا اُس وقت تک اِس آیت کے حقیقی معنی ظاہر نہ ہوں گے۔ جس وقت امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا تو ہر مشرک اور توحید کا منکر اُس ظہور کو بُرا سمجھے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وہ کسی پتّھر کے پیٹ میں بھی جا کر چھپے گا تو وہ پتّھر (باوازِ بلند) کہدے گا کہ اے مومن! یہ کافر میرے پیٹ میں (چھپا ہوا) ہے۔ مجھے توڑ اور اُسے قتل کر۔" ★...... (تفسیر صافی ص۲۰۷ بحوالہ تفسیرِ قمی، الاکمال)

★ اصل دین تو وہی ہے، جو سچّا ہو۔ مگر کیونکہ بہت سے باطل تصوّرات بھی خود کو دین کے نام سے پہچنواتے ہیں۔ اِس لئے اب دین کی دو ۲ قسمیں ہوگئیں۔ (۱) دینِ حق (۲) ادیانِ باطلہ۔ یعنی وہ ادیان جو باطل ہیں۔ ★...... (جلالین)

دینِ حق، دینِ اسلام ہے۔ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ دینِ حق کو کامل غلبہ عطا فرمائے گا۔ اُسی دن کے اہلِ حق منتظر ہیں جب امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے۔ ★... (تفسیر تبیان) ہم سب اُسی محافظِ دین کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ بقولِ اقبالؔ۔ ؎

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں ✻ کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

تُو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
دے کے تجھ کو نفسِ گرم کی تاثیرِ حیات
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
فتنۂ ملّت بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے ؎

؎ (اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.org

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا (۳۴) اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، یہ حقیقت ہے
مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ کہ بہت سے پادری علماء، راہب یا درویش، لوگوں کا
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ مال ناحق غلط طریقوں سے ٹھگ کر (بطورِ رشوت)
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ کھا جاتے ہیں اور پھر اُن کو اللہ کے راستے سے بھی
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا روک دیتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی کو جمع
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ کر کے رکھتے ہیں، اور اُس کو اللہ کی راہ میں خرچ
أَلِيمٍ ۝ ۳۴ نہیں کرتے، اُن کو سخت ترین تکلیف دینے والی
سزا کی خوشخبری سُنا دو۔

مال و دولت جمع کر کر کے رکھنے کی ممانعت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "اللہ نے سونے چاندی کو جمع کر کے رکھنا حرام قرار دیا ہے۔ اُسے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے"۔ صحابیٔ رسولؐ حضرت ابوذر غفاریؓ ملکِ شام میں ہر صبح بآوازِ بلند لوگوں کو یہ سُنایا کرتے تھے کہ:

"خزانے جمع کرنے والوں کی پیشانی، پہلو اور پُشت پر جہنّم کی آگ سے داغ دینے کی خوشخبری سنا دی گئی ہے، یہاں تک کہ جہنّم کی گرمی اُن کے تمام جوڑوں میں دوڑ جائے گی"۔ ★ ...... (تفسیر صافی ص۲۰۳ بحوالہ تفسیر قمی)

★ مال جمع رکھنے اور خدا کی راہ سے میں خرچ نہ کرنے سے اوّلین مراد زکوٰۃ و خمسِ واجبہ یعنی حقوقِ مال کا نہ ادا کرنا ہے۔ ہاں اگر حقوقِ مال ادا کر دیں، نیز والدین اور اقرباء کے حقوق ادا کر دیں، تو اُس کے بعد حسبِ ضرورت مال جمع کریں تو اُس میں کوئی بات بلا اختلاف قابلِ ملامت نہیں۔ ★.... (تفسیر تبیان، فتح الباری، نسائی، جصاص)

★ علماءِ سوء کی بدمعاشیاں

سلیس اُردو میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی، یہودی علماء لوگوں کو خوب ٹھگتے رہتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ لوگوں کو اُن کی مرضی کے مطابق فتوے دیتے ہیں اور نذریں، نیازیں، رشوتیں وصول کرتے ہیں اور اپنے جھوٹے فتووں سے لوگوں کو خدا کی اصل راہ سے روکے رکھتے ہیں۔ ★ ..... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ (۳۵) ایک دن آئے گا، جب اُسی جمع شدہ مال کو
فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ جہنّم کی آگ سے خوب سُلگایا (تپایا) جائے گا،
وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ اور پھر اُسی سے اُن لوگوں کے ماتھوں، پہلوؤں
لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور یہ کہا جائے گا)
تَكْنِزُوْنَ ○ ۳۵ کہ یہ وہی دولت و خزانہ ہے جو تم اپنے لیے جمع
کرتے تھے، پس اب تم اپنی جمع کی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

★ مروی ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو حضور اکرمؐ نے تین مرتبہ فرمایا: تَبًّا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
یعنی: "سونے اور چاندی سے ہلاکت۔" اصحابؓ پر یہ چیز شاق گذری۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: یا رسول اللہؐ! پھر ہم
کونسا مال جمع کریں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "زبان، ذکر کرنے والی، دل، شکر ادا کرنے والا، اور عورت، ایمان
والی، جو تمہارے دینی اُمور میں تمہاری مدد کرنے والی ہو۔ ★...... (تفسیر انوار النجف ص۵۱)

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ (۳۶) بلاشبہ مہینوں کی تعداد اللہ کے قانون کے
اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِىْ كِتٰبِ مطابق، اللہ کی کتاب میں جس دن اُس نے آسمانوں
اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور زمین کو پیدا کیا ہے، بارہ مہینے ہیں، اُن میں
مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ سے چار حُرمت والے (قابلِ احترام مہینے) ہیں
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا یہی ہے صحیح ضابطہ، قانون (دین)۔ لہٰذا اِن
فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا (چار مہینوں میں) اپنے اوپر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔
الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا اور مشرکوں سے تم سب مل کر لڑو جس طرح کہ
يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وہ سب کے سب مل کر تم سے لڑتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.org

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ۳۶ اور یہ بات خوب اچھی طرح سے جان رکھو کہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے، جو فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرتے ہوئے بُرائیوں سے بچتے رہتے ہیں۔

(آیت ۳۶) "اللہ کی کتاب" سے مراد یہاں لوحِ محفوظ بھی ہوسکتی ہے اور پچھلی آسمانی کتابیں بھی۔ (تفسیر تبیان)

چار محترم مہینے یہ چار مہینے محرّم ۔ رجب ۔ ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہمیشہ سے حرام ہیں۔ یعنی اِن مہینوں کی عزت و حُرمت اتنی زیادہ ہے کہ اِن میں جدال و قتال حرام ہے۔ اِن کی حُرمت کو ماننا دین کا لازمی تقاضا ہے۔ اِسی بات کو اِس طرح فرمایا گیا کہ "یہ صحیح دین ہے۔" ٭ ..... (فصل الخطاب ۔ جلالین)

حکم آیا ہے کہ اگر مشرکین اِس حکم کو نہ مانیں اور جنگ شروع کردیں تو پھر تم بھی مقابلہ کرو۔ اِس لیے پھر اِن مہینوں کی بےحرمتی کا الزام تم پر عائد نہ ہوگا۔ ٭ ...... (جلالین)

قمری حساب کی اہمیت شریعتِ الٰہی میں قمری حساب معتبر ہے۔ ٭ ..... (مدارک)

"کتاب اللہ" سے یہاں مراد لوحِ محفوظ بھی ہے اور خدا کا قانونِ شریعت بھی۔ دونوں کے اعتبار سے قمری سال کا حساب معتبر ہے۔ اندازِ بیان میں اِسی بات کی سخت تاکید کی گئی ہے کہ قمری حساب پر دینی رسومات کو ادا کیا جائے۔ (تفسیر کبیر)

عربوں میں حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے قمری حساب چل رہا تھا لیکن عربوں نے دیکھا کہ اِس حساب سے چلنے میں تجارت وغیرہ میں نقصان ہوتا ہے۔ اِس لیے انھوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دی اور یہودیوں، عیسائیوں سے حسابِ کبیسہ سیکھ لیا اور اپنے مہینوں میں کچھ کچھ دن کچھ کچھ عرصے کے بعد بڑھا بڑھا کر ایک مہینہ بڑھا دیا۔ اور اِس طرح حج کا زمانہ شمسی حساب سے معیّن کردیا، جو شریعت میں مداخلت کے مترادف ہے۔ ٭ ..... (ماجدی)

نتیجہ ۱ مفسرین نے آیت کے آخری الفاظ سے نتیجہ نکالا کہ مشرکوں کے سامان، اکثریت اور اسلحہ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ایمان اور تقویٰ پر قائم رہو گے تو خدا کی نصرت تمھارے ساتھ رہے گی۔ ٭ ..... (ماجدی)

نتیجہ ۲ دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ احکامِ شریعت اور عبادات میں صرف قمری حساب معتبر ہے۔ رومی، ایرانی، مصری شمسی کوئی بھی کلنڈر معتبر نہیں۔ ٭ ...... (قرطبی، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.org

حضرت آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل کی تحریر

داؤد بن کثیر سے ایک روایت ہے

وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا۔ آپؑ نے سماعہ سے فرمایا: مجھے کھجور کا ایک دانہ اٹھا کر دو۔ پس سماعہ نے کھجور آپؑ کی خدمت میں پیش کی۔ آپؑ نے اُسے کھا کر اُس کی گٹھلی کو زمین میں دفن کر دیا۔ فوراً ہی خرما کا ایک درخت تیار ہو گیا، اُس میں پھل لگ گیا، اور خوشے تیار ہو گئے۔ آپؑ نے اُس خوشے میں سے ایک دانہ توڑ کر اُسے چیرا۔ اُس میں سے ایک کاغذ نکلا۔ اُس کو کھول کر فرمایا: اِسے پڑھو۔ میں نے پڑھا تو ایک سطر پر کلمۂ توحید اور دوسری سطر پر یہی آیت: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ...... الخ لکھی ہوئی تھی، اور پھر حضرت علی علیہ السلام سے لے کر حضرت امام مہدی علیہ السلام تک تمام ائمہؑ کے نام مندرج تھے۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! تم جانتے ہو کہ یہ کب سے لکھا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: خدا اور اُس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے دو ہزار سال قبل کی تحریر ہے۔ ...... (تفسیر انوار النجف ص۴۷)

بروایت جابر جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسی ہی حدیث مروی ہے جس میں اِس بات کا اضافہ ہے کہ سال کی تاویل ہمارے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بارہ مہینوں کی تاویل بارہ امام ہیں جو مخلوقِ خدا پر حجتِ خدا اور اُس کی وحی و علم کے امین ہیں۔ چار حرمت والے ہیں جن کا نام علیؑ ہے۔ اُن کا اقرار کرنا دینِ قیّم ہے۔ پس ان کے بارے میں خدا نے ظلم و تعدّی سے منع فرمایا ہے اور اُن تمام کا اقرار راہِ ہدایت ہے۔

بارہ مہینوں کی وجہ تسمیہ

(۱)[له] محرّم کی وجہ تسمیہ یہ ہے اہلِ عرب اس مہینے کی بہت حرمت کرتے تھے قتل کا انتقام تک لیتے تھے۔ (۲) صفر: چونکہ یہاں حرمت کے مہینے ختم ہو جاتے تھے۔ اپنے گھر سے نکل کھڑے ہوتے۔ صفر کے معنی بھی یہی ہیں۔ (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الثانی۔ اِن مہینوں زمین سرسبز و شاداب رہتی ہے اس لیے ان کا نام یہ رکھا گیا (۵) جمادی الاول۔ (۶) جمادی الثانی۔ پانیوں کی خشکی اور جمود کی وجہ سے اِن کے نام یہ تجویز ہوئے (۷) رجب۔ یہ حرمت کا مہینہ ہے اس ماہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ جاتے تھے۔ رجب کے معنی ہیں "بیکار"۔ (۸) شعبان کے معنی شاخ پھوٹنا (نیکی کی شاخ پھوٹتی ہے) (۹) رمضان۔ یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اِس کے معنی گرمی ہے۔ (۱۰) شوّال (چھوڑ دینا) عرب اس ماہ میں اپنے مکان چھوڑ دیتے تھے (۱۱) ذوالقعدۃ۔ معنی بیٹھنا حرمت کا ہے جنگ کرنا۔ (۱۲) ذوالحجہ۔ حج کا مہینہ

له (انوار النجف ص۴۵-۴۶۔ ملخص)

www.drhasanrizvi.org

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۳۷

(۳۷) مہینوں میں رد و بدل کرنا کفر میں مزید کفر کا اضافہ کرنا ہے۔ جس سے وہی لوگ گمراہ ہوتے ہیں جو حقیقتوں کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کسی سال تو کسی مہینے کو (جنگ کیلئے) حلال کر دیتے ہیں، اور کسی سال اُسی مہینے کو حرام کر دیتے ہیں، تاکہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد کو بھی پورا کر دیں اور اللہ کا حرام کیا ہوا (مہینہ جنگ کیلئے) حلال بھی کر لیں۔ اُن کے بُرے اعمال اُن کے لیے خوبصورت اور اچھے بنا دیے گئے ہیں (یعنی اُن کو اپنے بُرے اعمال بہت اچھے لگتے ہیں) اور اللہ منکرینِ حق کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

ع ۱۱

مہینوں کی حرمت میں ہیر پھیر

اِس آیت کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ بنی کنانہ کا ایک شخص حج کے موقع پر جسے عرب "موسم" کہتے تھے، کھڑے ہو کر یہ اعلان کر دیا کرتا تھا کہ اِس سال میں، ماہِ صفر کو میں محرم قرار دیتا ہوں۔ اور جب دوسرا سال حج کا آتا تو یہ کہہ دیتا کہ اِس سال میں نے ماہِ صفر کو تو نہ قرار دیدیا ہے۔ اِس لیے اِس ماہ میں لڑائی جائز ہے۔ اور محرّم کو محترم قرار دیتا ہوں۔ اِسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ..... (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی صفحہ ۲۰۸)

★ کافروں نے ایک گمراہی یہ بھی نکالی تھی کہ آپس میں لڑتے، اگر اس دوران محرّم آجاتا تو اُس کو ہٹا دیتے۔ کہتے کہ اب کے برس صفر پہلے آگیا، محرّم پیچھے آوے گا۔ اِس طرح وہ ماہِ محرّم میں لڑتے، اِس حیلے سے۔ ★.. (موضح القرآن)

★ اب آپ کتنی آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ مسلمان جو بنی اُمیہ کی خاطر فرزندِ رسولؐ کو بھوکا پیاسا محرّم میں قتل کر رہے تھے، جاہلیت کے وارث تھے یا اسلام کے؟ (مؤلف)

★ کیونکہ عرب کے لوگوں کا گذر بسر ہی لوٹ مار پر تھا اس لیے تین مہینے مسلسل محترم ہونے کی وجہ سے وہ اپنے روزگار سے محروم ہو جاتے تھے اِس لیے وہ محرّم" کی جگہ صفر" کا اعلان کر کے محرّم میں لوٹ مار کرنے لگے۔ اور پھر صفر میں محرّم منا لیتے۔ گویا اس عمل کا سبب معاشی تھا۔ ★....... (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.org

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ (۳۸) اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ ۳۸

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، آخر تمھیں ہو کیا گیا ہے کہ جب بھی تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کو کہا گیا تو تم زمین سے چپک کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے بدلے میں اِس (فانی) دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ پس دنیا کی زندگی کا ساز و سامان آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔

جنگِ تبوک اور مسلمانوں کی حالتِ زار

یہ تبوک کی جنگ کے لیے چلتے وقت کچھ مسلمانوں کے رویّے کا بیان ہے۔ ★... (تفسیر تبیان)

کیونکہ اس جنگ پر چلنے کا حکم بڑی سخت گرمی کے موسم میں ہوا تھا۔ اور پھر مقابلہ بھی سلطنتِ روما سے تھا اِس لئے مسلمان بڑی مشکل سے جنگ پر آمادہ ہوئے تھے۔ اب یہ کہنا کہ بس صرف تین آدمی تھے جو آخر تک نہیں گئے اور نادم ہوئے، تو یہ غلط ہے۔ اِس لیے کہ اُن کی توبہ کی قبولیت کا ذکر تو صراحت سے دوسری آیت میں موجود ہے۔ مگر تین عدد کا کردار ایسا تھوڑی ہو سکتا ہے کہ اُس پر سارے مسلمانوں کو لتاڑا جائے اور اُن سے ایسی سخت اور تلخ باتیں کی جائیں۔ صاف ظاہر ہے کہ کچھ مفسرین کچھ چھپانا چاہتے ہیں اور کچھ منظورِ نظر لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں۔ ورنہ آیت کا لب و لہجہ صاف بتا رہا ہے کہ اُس وقت مسلمانوں کے ذوقِ اطاعت میں بڑی کمی تھی۔ اِس لیے نوا کو تلخ تر اور حُدی کو تیز تر کرنا پڑا۔ ★..... (فصل الخطاب)

نتیجہ ۱ فقہاء نے آیت سے نتیجہ نکالا کہ جب عام جہاد کے لیے امامِ برحق یا اُس کا نائب پکارے تو ہر شخص پر جو بلا عذر ہو، جہاد کے لیے نکلنا واجب ہے۔ ★..... (جصاص)

نتیجہ ۲ دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ اُمّت کے لیے اصلی اور قوی ترین محرّکِ عمل، اجرِ آخرت ہے۔ جبکہ روشن خیال ہر قسم کی ترغیب دیتے ہیں، مگر اجرِ آخرت کا نام لینا گناہ سمجھتے ہیں۔

★..... (بیضاوی۔ ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ۳۹

(۳۹) اگر تم (اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے) نہ نکلو گے تو وہ تمھیں بڑی ہی سخت تکلیف دینے والی سزا دے گا اور تمھاری جگہ کسی اور گروہ کو (حق کی خدمت کے لیے) کھڑا کردیگا اور تم خدا کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے کیونکہ اللہ تو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

تبوک سے گریزاں تین پہلوان

غرض ایسی سخت تنبیہوں پر بادلِ ناخواستہ تمام لوگ تبوک کی جنگ کے لیے روانہ ہوگئے۔ مگر تین پہلوان پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئے جن کے متعلق بعد میں آیتیں اُتریں۔ *...... (فصل الخطاب)

فقہاء نے اِس آیت سے نتیجہ نکالا کہ: جب تک جہاد کے لیے امام (برحق) (یا اُس کا حقیقی نائب) عام بُلاوا نہ دے، اُس وقت تک جہاد فرضِ کفایہ ہے۔ یعنی اگر کچھ لوگ اُسے ادا کردیں تو باقی لوگوں پر وہ فرض نہ رہے گا۔ لیکن جب امام (برحق یا مجتہد جامع الشرائط) جہاد کے لیے عام بلاوا دے تو ہر شخص کو جہاد کے لیے نکلنا فرض ہو جائے گا سوا معذور لوگوں کے۔

اور خدا کا یہ فرمانا کہ "اگر تم نہ اُٹھو گے ..... تو خدا تمھاری جگہ کسی اور گروہ کو اُٹھائے گا۔"

یعنی: خدا کا کام کچھ تم پر منحصر نہیں کہ تم کرو گے تو ہوگا اور نہ کرو گے تو نہ ہوگا۔ یہ تو خدا کا سب سے بڑا تم پر احسان ہے کہ وہ اپنے دین کی خدمت تم سے لے رہا ہے۔ اگر تم دینِ خدا کی خدمت نہ کرو گے تو خدا تم سے اپنی توفیقات سلب کرلے گا اور کسی اور قوم کو یہ توفیق بخش دے گا، اِس طرح نامراد رہ جاؤ گے۔ *..... (تفہیم)

آیتِ مجیدہ میں خداوندِ کریم مسلمانوں کو اِس نکتہ کی طرف متوجہ فرما رہا ہے کہ "عیش پرستی چھوڑ دو اور میدانِ جہاد کی طرف قدم بڑھاؤ۔ ورنہ تم اگر سُست ہوگئے اور میدانِ عمل میں آگے بڑھنے سے گریز کرنے لگے تو اِس جمود کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم لوگ ذلّت وخواری بلکہ عذابِ شدید میں مبتلا ہو جاؤ گے اور دوسری قومیں تمھاری جگہ سنبھال لیں گی۔

www.drhasanrizvi.org

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۴۰

(۴۰) اگر تم نے اُس (نبیؐ) کی مدد نہ کی (تو کیا ہوا) اللہ نے خود اُن کی مدد کی، اُس وقت جب کافروں نے اُن کو نکال دیا تھا۔ جب وہ صرف دو میں کے ایک تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے اور جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کر، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے اپنی طرف کا سکون و اطمینان اُس پر اُتارا اور اُس (نبیؐ) کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر بھی نہ آتے تھے اور کافروں کی بات کو نیچا کر دکھایا۔ اور اللہ کی بات تو سب سے اونچی ہی رہتی ہے کیونکہ اللہ بڑا ہی زبردست، طاقتور اور بڑی گہری حکمتوں اور دانائیوں کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

غارِ ثور میں یارِ غار کا واقعہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ آنحضرتؐ نے اپنے غار کے ساتھی حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: "سکون اختیار کرو اور غم نہ کرو۔ کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" حضرت ابوبکرؓ کی کیفیت غار کے اندر یہ تھی کہ اُنھیں کسی طرح سکون نہ آتا تھا۔ جب آنحضرتؐ نے اُن کا یہ حال دیکھا تو فرمایا: "کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو انصاری اصحاب (مدینہ) کو اُن کی مجلسوں میں بیٹھا باتیں کرتا دکھاؤں، اور جعفر طیارؓ اور اُن کے ساتھیوں کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے دکھا دوں"؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: "جی ہاں"۔ پس جناب رسولِ خداؐ نے اپنا ہاتھ اُن کے چہرے پر پھیرا تو اُنھوں نے دیکھا کہ انصار اپنی محفلوں میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور حضرت جعفر طیارؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سمندر میں سفر کر رہے ہیں۔ ✦ ..... (کافی)

www.drhasanrizvi.org

★ حضرت ابوبکر نے جب مشرکین کو آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ حضورؐ! اگر اِن میں سے کسی نے صرف نظریں جُھکائیں تو اپنے پیروں کے نیچے ہمیں ضرور دیکھ لیں گے۔ ★...... (جلالین)

بس اُس وقت خدا نے رسولؐ کی حفاظت فرمائی۔ رسولؐ پر سکون و اطمینان اُتارا، کیونکہ شروع سے ساری ضمیریں رسولؐ کی طرف پلٹ رہی ہیں تو درمیانی ضمیر کیسے کسی اور کی طرف پلٹ سکتی ہے۔ ؟ ★...... (تفسیر تبیان)

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ : سرزنش اور تہدید کے طور پر فرما رہا ہے کہ "اگر تم جہاد میں میرے رسولؐ کی نصرت نہ کرو گے تو خدا تمھارا محتاج نہیں، وہ مختلف طریقوں سے اپنے نبیؐ کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ اور مقامات کے علاوہ خدا نے اپنے حبیبؐ کی اُس وقت مدد کی جب کہ تمام لوگ اُس کو چھوڑ چکے تھے اور کفارِ قریش قتل کے درپے تھے۔ اور اِس جگہ نصرتِ خداوندی کی صورت یہ تھی کہ جب رسالت مآبؐ اپنے ساتھی یعنی ابوبکرؓ کے ہمراہ غار میں داخل ہوئے اور کفار نے اُن کا تعاقب کیا تو خدا نے غار کے دروازے یعنی دہانے پر فوراً ایک درخت اُگا دیا اور عنکبوت یعنی مکڑی کو حکم دیا کہ جالا تن دے اور کبوتر کے ایک جوڑے نے وہاں بحکمِ خدا اپنا گھونسلا بنا لیا۔ ★...... (تفسیر مظہری)

★ زہری سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ غار میں داخل ہوئے تو باذنِ خدا غار کے دروازے پر کبوتر نے انڈے دیے اور مکڑی نے جالا تن دیا۔ جب سراقہ بن مالک تعاقب میں وہاں آپہنچا تو کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا دیکھ کر بولا کہ اگر اس غار میں کوئی داخل ہوتا تو انڈے ٹوٹ جاتے اور جالا ختم ہو جاتا پس مایوس ہو کر واپس پلٹ گیا۔ ★.... (تفسیر مجمع البیان)

★ دوسری روایت میں ہے ابوکرز خزاعی نے آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے نشانِ قدم پہچان لیے تھے۔

★ جناب جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ اپنی ناقہ عضباء پر سوار ہو کر ہجرت کی شب روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت ابوبکر ملے اور ساتھ جانے کی درخواست کی لیکن حضورؐ نے منع فرمایا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اب اگر میں واپس چلا جاؤں گا تو یہ راز فاش ہو جائے گا کیونکہ کفار مجھ سے حلفیہ پوچھیں گے تو میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔" اس لیے آپؐ اُن کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ ★.... (تفسیر برہان)

www.drhasanrizvi.org

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوۡا (۴۱) نکلو چاہے ہلکے ہو یا بوجھل، اور اپنے
بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ مالوں اور جانوں سے جہاد کرو (کیونکہ یہی)
اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جان لو۔
تَعۡلَمُوۡنَ ۝ ۴۱

ہلکے ہو یا بوجھل کے معنی

"نکلو! چاہے ہلکے ہو یا بوجھل۔" یعنی خواہ تم جوان ہو یا بوڑھے (جوانی میں انسان حرکت کرتے ہوئے خود کو ہلکا محسوس کرتا ہے اور بوڑھاپے میں بھاری) خواہ مالدار ہو یا فقیر، طبیعت جہاد کو ہلکا یا آسان محسوس کر رہی ہو یا مشکل اور بھاری محسوس کر رہی ہو۔ سواری ہو یا پیدل، موٹے ہو یا پتلے، پیشہ کرتے ہو یا بے کار ہو۔ اہل و عیال والے ہو یا چھڑے اور اکیلے۔

غرض آیت ان تمام مفاہیم کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اور یہ آیت منسوخ بھی نہیں ہوئی
* . . . . (تفسیر تبیان)

★ ابنِ جریر نے لکھا کہ: "ہلکے" سے مراد وہ شخص ہے جسے قوت، صحت، جوان عمری، خوشحالی کی بنا پر آسانیاں میسّر ہوں۔ اور "(بوجھل) بھاری" سے مراد وہ سب لوگ ہیں جو دشواریوں میں مبتلا رہوں۔
* . . . . . . (ابنِ جریر، ابنِ کثیر)

★ اور "جہاد" سے مراد: دین کے سلسلے میں بھرپور کوششیں کرنا ہے، یہ جہاد کے عام معنی ہیں۔ اور جہاد کے محدود اصطلاحی معنی اللہ کی راہ میں قتال کرنا ہوتے ہیں۔
* . . . . . (ماجدی)

★ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ: مال اور نفس سے جہاد کے وجوب کا حکم ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ دنیا میں اپنے طور کوئی انسان باوقار و پُرسکون زندگی گذارنے کا اہل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ جہاد کا اپنے آپ کو عادی نہ بنائے۔ سُست و کاہل انسان پوری انسانیت کے لیے ایک بدنما داغ ہے۔
* . . . . . . (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.org

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾

(۴۲) اگر کوئی فائدہ فوری ملنے والا ہوتا اور سفر ہلکا آسان اور معمولی ہوتا تو وہ (منافق) آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑتے۔ مگر یہ راستہ اُن پر سخت پُر مشقت محسوس ہوا (لہٰذا اب) بہت جلد یہ لوگ خدا کی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم چل سکتے تو آپؐ کے ساتھ ضرور نکلتے۔ وہ خود اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں

یہ دراصل اخلاص کا امتحان تھا

یاد رہے کہ یہ سفرِ تبوک دور دراز کا سفر تھا۔ یعنی مدینے سے شام جانا تھا جو اُس زمانے کے لحاظ سے دور کی مسافت تھی۔

٭......(تفسیر علی ابن ابراہیم)

٭ اور اِس آیت میں اُن منافقوں کا ذکر ہو رہا ہے جنھوں نے غزوۂ تبوک میں جانے سے اِنکار کر دیا تھا۔ تبوک کی مسافت مدینے سے ۱۲ منزلوں کی تھی۔

عرفار نے نتیجہ نکالا کہ اِس آیت میں سالک کے لیے اپنے اخلاص کے امتحان لینے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اگر کسی دینی کام میں نفعِ دنیوی نہ ہو، تو اُس کے انجام دینے میں اُس کا نفس کیا رنگ دکھاتا ہے؟ نفعِ دنیوی اور لذیذ اعمال ہی انجام دیتے رہنا دلیلِ اخلاص نہیں۔ کیونکہ اکثر نفس ہمیں جھوٹے دعووں سے دھوکا دیتا رہتا ہے اور مشکل و ناپسند طاعتوں سے بچتے رہنے کے لیے طرح طرح کے باطل عذر تراشتا رہتا ہے۔

٭......(تھانوی)

؎ "عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے"

٭.........(اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.org

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ○ ۴۳

(۴۳) اللہ آپؐ کو معاف کرے، آپؐ نے انھیں (واپس جانے کی) اجازت کیوں دے دی (انتظار کیوں نہ کیا)، یہاں تک کہ آپؐ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ کون لوگ (اپنے دعووں میں) سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں؟

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون الرشید کے سامنے عصمتِ انبیاء کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "یہ آیت اُن ہی آیتوں میں سے ہے جو (عربی محاوروں کے مطابق) اِس انداز پر نازل کی گئی کہ " اِيَّاكَ اعنانی واسمعی یا جارة" (مقصد تو میرا اُس سے کہنا ہے مگر اے پڑوسن تو سنتی رہ)

ظاہر میں خدائے تعالیٰ نے جناب رسولِ خداؐ کو مخاطب فرمایا ہے مگر مراد اُمّت کو سنانا ہے۔

* . . . (عیون الاخبار الرضاؑ)

جہاں تک رسولِ اکرمؐ کی ذات کا تعلق ہے تو آپؐ کو تو قرآن کی رُو سے اجازت دینے کا حق حاصل تھا کیونکہ خدا نے فرمایا تھا: "اگر وہ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے جنگ میں نہ جانے کی اجازت مانگیں، تو جسے آپؐ چاہیں اجازت دے دیجیے۔" (القرآن)

یہ اور بات ہے کہ اِس موقع پر خدا کی نظر میں اجازت نہ دینا زیادہ مناسب تھا (تاکہ نفاق کھُل جاتا)

* ...... (تفسیر تبیان)

رسولِ اکرمؐ کی شرافت

غرض آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ کچھ منافقین نے جھوٹے عذر پیش کرکے جہاد پر نہ جانے کی اجازت مانگی۔ جناب رسولِ خداؐ نے اپنی شرافت اور نرمی کی وجہ سے سب کچھ جاننے کے باوجود اجازت دیدی۔ اِس پر خدا نے فرمایا کہ ایسی نرمی نہ فرمائیں۔ اِس طرح اُن منافقوں کو اپنی منافقت چھپانے کا موقع مل جائے گا۔ اگر آپؐ اُنھیں اجازت نہ دیتے اور پھر بھی یہ جہاد پر نہ نکلتے تو اُن کی منافقت کا پردہ چاک ہو جاتا۔

* ...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ۝ ۴۴

(۴۴) (کیونکہ) جو لوگ واقعی اللہ اور آخرت کے دن کو مانتے ہیں وہ تو آپؐ سے کبھی بھی اس بات کی اجازت نہ مانگتے کہ انھیں چھٹی دیکر اُن کو مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے سے معاف رکھا جائے۔ اور اللہ تو فرائضِ الٰہیہ کے ادا کرنے والے (یعنی متقیوں) کو بڑی اچھی طرح سے جانتا ہے

مومن جہاد سے گریز نہیں کرتا

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ سچے مومنین کی یہ عادت نہیں ہوتی کہ وہ آپؐ سے جہاد پر جانے کی اجازت طلب کریں۔ جو خالص مومن ہیں وہ تو بڑے شوق سے جہاد میں جانے کے لیے تیار رہتے ہیں، جہاد پر جانے کی اجازت نہیں طلب کرتے۔ تاکہ کسی طرح پیچھے رہنے کا کوئی بہانہ ہاتھ آجائے۔ .... (تفسیر صافی ص ۲۰۹)

ایسے موقعوں پر اجازت مانگنے کا مطلب گریز اور فرار ہوتا ہے

یہاں جس اجازت مانگنے کی نفی ہورہی ہے وہ ایسی اجازت ہے جو بلا عذر ہو۔ اگر واقعاً آدمی جہاد پر جانے سے معذور ہو تو اُس وقت اجازت مانگنا جائز ہے۔ .... (ماجدی)

عرفا نے نتیجہ نکالا کہ مومن جب خیرہ کو سُنتا ہے تو بلا تامل اُس کی طرف دوڑ پڑتا ہے یہ ایمان کا شوق ہے جو ایمان کی جان ہے۔ .... (تھانوی)

سه

شوق ترا اگر نہ ہو تیری نماز کا امام
ایسی نماز بھی حجاب ایسا قیام بھی حجاب

...... (اقبال)

www.drhasanrizvi.org

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ
فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ ۴۵

(۴۵) ایسی اجازت اور چھٹی تو صرف وہی لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن کو نہیں مانتے اور جن کے دلوں میں شک ہے۔ اور وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول یا متردد ہو رہے ہیں (کبھی مان لیتے ہیں اور کبھی نہیں مانتے)

لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ
عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ
فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا
مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ ۴۶

(۴۶) اگر وہ (جہاد کیلئے) نکلنے کی نیت رکھتے تو اس کیلئے سامان تیار کرتے، لیکن اللہ کو اُن کا اُٹھ کر نکلنا پسند ہی نہ تھا، اس لیئے اُن سے کہدیا گیا کہ تم (گھر) بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

شک کا انجام

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا کہ:
"جو شخص شک میں مبتلا رہے گا، آگے جانے والے اُس سے اور آگے بڑھ جائیں گے اور بعد میں آنے والے اُس کو آلیں گے۔ (یعنی وہ ترقی نہ کر سکے گا) اور شیطان کی ٹاپیں اُس کو روند ڈالیں گی۔
* ....(تفسیر صافی ص ۲۰۹ بحوالہ الخصال)

محققین نے اس آیت سے نتیجہ نکالا کہ ایمان کی کسوٹی، معیار اور پہچان صرف زبانی دعوے نہیں۔ سچے اور جھوٹے مومن کی اصل پہچان ہی یہ ہے کہ سچا مومن وہ ہوتا ہے جو دین کے لیے اپنی ساری طاقت اور تمام وسائل قربان کرنے کو تیار رہتا ہے۔ اور جو جان اور مال کی بازی نہ لگا سکے وہ مومن نہیں ہوتا۔ * ......(تفہیم)

نیت اور ارادے کی اہمیت

(آیت ۴۶) "عُدَّةً" سے مراد نیت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کی نیت جہاد کرنے کی ہوتی تو وہ جہاد کے لیے ضرور نکلتے۔ یا۔ پھر عُدَّةً سے جہاد کے لیے نکلنے کی آمادگی مراد ہے۔ اور خدا کو اُن کے واسطے یہ آمادگی اس لیے ناپسند تھی کہ خدا کو علم تھا، اگر یہ (منافق)

www.drhasanrizvi.org

جہاد کے لیے نکلیں گے تو مسلمانوں میں اِدھر اُدھر کی لگا بجھا کر دشمنی پھیلا دیں گے۔
(تفسیر صافی ۲۰۹ ، الخصال) ....

★ عام مفسرین نے اِن الفاظ کو، کہ "لیکن اللہ کو اُن کا نکلنا پسند ہی نہ تھا" تقدیرِ الٰہی کے معنی میں لیا ہے۔ یعنی خدا نے اُن کی تقدیر یہی معیّن کی تھی۔ مگر یہ مطلب غلط ہے۔ اِس لیے کہ پھر اِس میں اُن کا کیا قصور؟
(فصل الخطاب) ....

★ شیخ الطائفہ نے اِس کا مطلب یہ لکھا کہ یہ منافق لوگ اگر رسولؐ کے ساتھ واقعتاً جہاد کے لیے جانے کا ارادہ رکھتے ہوتے تو سفر کا سامان بھی تیار کرتے، لیکن اُن کی تو نیّت ہی جانے کی نہ تھی۔ اب اگر رسولؐ اُن کو رُکنے کی اجازت نہ دیتے تو یہ مسلمانوں کے ساتھ جا کر ایک دوسرے کو لڑانے کی کوشش کرتے اور اُن میں بددلی پھیلاتے۔ اِس لیے اللہ نے اُن کے جانے کو ناپسند فرمایا۔ .... (تفسیر تبیان)

★ معلوم ہوا کہ خدا کی توفیقات ہمارے طرزِ فکر و عمل پر منحصر ہوتی ہیں۔ .... (فصل الخطاب)

★ مومن کو خدا کی اطاعت کی توفیق اِس لیے مل جاتی ہے کہ وہ اطاعت کی نیّت باندھے رہتا ہے۔

مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات ...... (اقبالؒ)

نتیجہ: عرفا نے نتیجہ نکالا کہ اخلاص اور جہاد کے لیے توفیقاتِ الٰہی کا ہونا شرط ہے۔ مگر خدا کی توفیقات انسان کے اپنے ارادے، کوششوں، اور ابتدائی تیاریوں کے بعد ہی شاملِ حال ہوتی ہیں۔ ابتدا بہر حال ہماری طرف سے ہونا ضروری ہے۔

پیچھے رہ جانے والوں سے مراد

یہاں پیچھے رہ جانے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی عُذر یا مجبوری کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔ ایسے ہی لوگوں کی مذمت کی جا رہی ہے۔ .... (روح المعانی)

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر ...... (اقبالؒ)

www.drhasanrizvi.org

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا (۴۷) اور اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو سوائے
خَبَالًا وَّلَاْ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ خرابیوں کے اور کچھ نہ بڑھاتے اور تمہارے
يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ درمیان فتنہ و فساد کیلئے گھوڑے دوڑاتے اور
لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ تم میں ایسے جاسوس موجود ہیں جو اُن کی باتوں
کو خوب کان لگا کر سُنتے ہیں اور اللہ (ایسے) ظالموں کو خوب (اچھی طرح) جانتا ہے۔

چغلخور اور جاسوس

"سَمّٰعُوْنَ" سے مراد کافروں کے چغلخور اور جاسوس ہیں۔ جو تمہاری باتیں سُن کر اُن تک پہنچاتے ہیں۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو منافقوں کی باتیں کان لگا کر سن لیتے ہیں اور اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ اور اُن کی اطاعت کرتے ہیں۔ اِس طرح اِس سے مراد ضعیف الایمان لوگ ہیں۔
* ..... (تفسیر صافی ص ۲۰۹)

★ غرض، اگر منافق مجبوراً مومنین کے ساتھ شامل ہو کر بادلِ ناخواستہ نکلتے تو اُس سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ ہوتا صرف خرابیوں میں اضافہ ہوتا۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے درمیان گھوڑے دوڑاتے، تاکہ کسی طرح فتنہ و فساد برپا ہو جائے اور مسلمان آپس میں اُلجھ پڑیں۔ اِس لیے منافقوں کے نہ نکلنے پر مسلمانوں کو افسوس نہ کرنا چاہیئے۔ * ..... (جلالین)

★ مسلمانوں کے درمیان گھوڑے دوڑانے کا مطلب جھگڑے کرانا ہی ہو سکتا ہے اور میدانِ جہاد سے فرار بھی ہو سکتا ہے۔
* ..... (تفسیر علی بن ابراہیم)

★ مگر پہلے معنی زیادہ مناسب ہیں۔ * ..... (فصل الخطاب)

★ پھر اب آخر میں یہ بھی سمجھایا جا رہا ہے کہ جو ساتھی جنگ پر جا رہے ہیں وہ بھی سب کے سب قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ اُن میں بھی ایسے ہیں جو منافقوں کی باتوں میں آچکے ہیں اور اُن کا آلۂ کار بن رہے ہیں۔ * ..... (جلالین)

★ غرض اِس آیت نے پچھلی آیت کی خوب اچھی طرح سے وضاحت کر دی۔ * ..... (تفسیر تبیان)

★ "سَمّٰعُوْنَ" کے معنی اصطلاح میں جاسوس یا ٹوہ لینے والے کے ہیں۔ یہاں مراد کافروں کے جاسوس ہیں جو مسلمانوں کا حال معلوم کر کے کافروں کو بتاتے ہیں۔
* ..... (تفسیر کبیر بقول مجاہد و ابن زید و معاذ بقول مجاہد)

www.drhasanrizvi.org

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ ۴۸

(۴۸) وہ تو پہلے بھی فتنہ و فساد کی کوشش کر چکے ہیں اور آپؐ کے معاملات کو درہم برہم کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ حق سامنے آگیا اور اُن کی مرضی کے خلاف اللہ کی بات غالب ہو کر رہی۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ ۴۹

(۴۹) اور اُن میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے تو چھٹی دے دیجیے اور مجھے گناہ میں نہ ڈالیے۔ سُن لو کہ وہ تو گناہ میں پڑ ہی چکے ہیں، اور جہنّم نے اُن کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔

(آیت ۴۸) شیخ الطائفہ نے اِس آیت کے تحت جنگِ اُحد کا واقعہ لکھا ہے کہ کس طرح عبداللہ بن اُبی منافق اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عین جنگ کے موقع پر رسولِ خداؐ سے الگ ہو کر مدینہ واپس آگیا اور اِس طرح دوسرے مسلمانوں کی ہمتوں کو اُس نے توڑنے کی کوشش کی اور اُن میں پھوٹ بھی ڈالنی چاہی۔ ★..... (تفسیر تبیان)

دوسرے مفسّرین اِس کو عام بات قرار دیتے ہیں اور اس کی جنگِ اُحد کے حوالے سے تفسیر نہیں کرتے۔ اُن کے نزدیک یہ عام منافقوں کی اُن کوششوں کا ذکر ہے جو وہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے کرتے رہتے تھے۔ ★..... (جلالین)

جہاد سے گریز کا انوکھا بہانہ (آیت ۴۹) جدّ بن قیس نے جنگِ تبوک پر نہ جانے کا بڑا دلچسپ اور انوکھا شاعرانہ بہانہ بنایا۔ کہنے لگا، مجھ پر تو جنسی خواہشات کا غلبہ ہے اور وہاں تو روم کی حسین عورتیں دکھائی دیں گی میرا حال تو بے حال ہو جائیگا اور ضبطِ نفس نہ کر سکوں گا، اور اِس طرح گمراہی میں پڑ جاؤنگا، اِس لیے مجھے جہاد پر لیجا کر گمراہی میں نہ ڈالیے۔

★ ..... (جلالین - فتح الرحمٰن)

★ اِسی بدمعاش نے یہ بھی کہا تھا کہ اِس گرمی میں سفر نہیں کرنا چاہیئے اگر تم رسولؐ کے ساتھ گئے تو زندہ واپس نہیں آسکتے۔ ★..... (تفسیر علی بن ابراہیم)

★ بعض مفسّرین نے یہاں گمراہی سے مراد حکم کی اطاعت نہ کرنا، لکھا ہے کیونکہ حکمِ رسولؐ کی نافرمانی بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ (تبیان)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ تقویٰ کی نمائش سے انسان جہنّم سے دور نہیں ہوتا، بلکہ جہنّم اُس کو پوری طرح گھیر لیا کرتی ہے۔ ★..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ ۵۰

(۵۰) اگر آپؐ کو کوئی فائدہ ہوتا ہے تو انھیں رنج پہنچتا ہے اور جب آپؐ پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: "ہم نے تو اپنا انتظام پہلے ہی سے کر لیا ہے۔" اور پھر منھ پھیر کر بڑے ہی خوش خوش پلٹتے ہیں۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ۵۱

(۵۱) (اُن سے) کہدیجیئے کہ: ہم تک ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر وہی کہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ وہی ہمارا مالک، آقا، سرپرست ہے۔ اور حق کو ماننے والے ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

دو پرستاروں کا فرق (آیت ۵۱) دُنیا پرست اور خدا پرست انسان کا سب سے بڑا بنیادی فرق یہی ہوتا ہے کہ (۱) دنیا پرست جو کچھ بھی کرتا ہے، اپنے نفس کی خوشی کیلیئے کرتا ہے، جبکہ خدا پرست، خدا کی خوشی کیلیئے سب کچھ کرتا ہے۔ (۲) دنیا پرست، دنیاوی نعمتیں ملنے پر بھول جاتا ہے جبکہ خدا پرست اور زیادہ سرِ اطاعت جھکا دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کے احسانات کا وزن محسوس کرتا ہے۔ (۳) دنیا پرست کا سہارا مادی اسباب پر ہوتا ہے جبکہ خدا پرست کا سہارا خدا کی عطا اور توکل پر رہتا ہے۔ (۴) دنیا پرست کا دل ناساز گار حالات میں بیٹھنے لگتا ہے لیکن خدا پرست نقصانات اُٹھا کر بھی خدا کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ (ماجدی)

★ حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "یقین سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں جو بندے کو دی جائے۔" ★ - - - (تحف العقول)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرنا اہلِ ایمان کا طریقہ اور ایمان کی علامت ہے۔ سکونِ قلب کیلیئے یہ بڑا آسان، مؤثر اور آزمودہ نسخہ ہے۔ بد نصیب اس سے منھ پھیر لیتا ہے۔

جب اِس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا ⁂ تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

★ - - - (اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.org

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝ ۵۲

(۵۲) فرما دیجیے کہ تم ہمارے لیے دو بھلائیوں (یعنی فتح یا شہادت) میں سے ایک کے سوا اور کس چیز کا انتظار کر سکتے ہو؟ اور ہمیں تمہارے لیے اس بات کا انتظار ہے کہ خدا تمھیں اپنی سزا دے۔ چاہے خود اپنے پاس سے (دے) یا ہمارے ہاتھوں سے دلوائے۔ اچھا تو اب تم انتظار کرو اور یقین رکھو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں (۵۲)

مسلمانوں کے لیے دو بھلائیاں

یہاں دو بھلائیوں سے مراد مالِ غنیمت اور جنت ہے۔
* . . . . (تفسیر صافی ص ۲۰۹ بحوالہ تفسیر قمی)

★ امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایماندار مسلمان بھی اسی طرح دو نیکیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے، یا تو (۱) اللہ کی طرف سے اُس کا بلاوا آجائے، کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ بہت ہی اچھا و عمدہ ہے، اور بہت کافی ہے۔ (۲) یا پھر اللہ کی طرف سے رزق ملے۔ اس طرح وہ یکایک عیال والا، اولاد والا اور مال والا ہو جاتا ہے۔ مگر اُس کا دین اور اُس کی شرافت اُس کے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔" * . . . . (نہج البلاغہ)

★ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ صبر، یقین، عدل اور جہاد۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے چار چار شعبے ہیں۔ صبر کے چار شعبے یا شاخیں ہیں۔ اشتیاق، خوف، زہد، اور انتظار۔

(۱) اشتیاق کے معنی "جنت کا مشتاق ہونا۔" جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ خواہشوں کو بھلا دے گا۔

(۲) خوف کے معنی "دوزخ کا خوف"۔ جو دوزخ سے خوف کھائے گا، وہ حرام چیزوں سے پرہیز کرے گا۔

(۳) زہد کے معنی "دُنیا سے بے رُخی، بے اعتنائی"۔ جو دنیا سے بے رُخی کریگا وہ مصائب کو آسان سمجھے گا۔

(۴) انتظار کے معنی "موت کا انتظار"۔ جسے موت کا انتظار ہوگا، وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔... الخ[1]

[1] (نہج البلاغہ اردو ترجمہ ص ۸۱۳ از مفتی جعفر حسین)

www.drhasanrizvi.org

مثل تو یہ مشہور ہے کہ جنگ میں تخت ہے یا تختہ ۔ فارسی میں کہتے ہیں "جنگ دو سر دارد" جنگ کے دو سرے ہوتے ہیں ۔ یعنی فتح یا شکست ۔ زندگی یا موت ۔ مگر مومن کے لیے دونوں میں بھلائی ہی بھلائی ہے ۔ ظاہراً جیتا تو غازی کہلایا اور قتل ہوا تو شہادت کے مرتبے پر فائز ہوگیا ۔ دونوں صورتوں میں خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے ۔

★ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"مسلمان جو بددیانتی سے پاک ہو، دو اچھائیوں میں سے ایک اچھائی کا منتظر رہتا ہے ۔ یا اللہ کی طرف سے بلاوا آئے ، تو اس صورت میں خدا کے پاس اُس کے لیے نعمتیں ہی نعمتیں ہیں جو بہترین ہیں ۔ یا پھر اُسے دُنیا کی نعمتوں کے ملنے کی آس لگی رہتی ہے ۔ اِس صورت میں اُس کے لیے مال بھی ہے اور اولاد بھی اور عزتِ نفس بھی"۔

★ .... (نہج البلاغہ)

نتیجہ: محققین نے نتیجہ نکالا کہ مسلمان کی کامیابی کا معیار یہ نہیں ہے کہ کتنے ملک فتح کیے یا کتنا مال بنایا ؟ بلکہ مسلمان کی کامیابی کا واحد معیار بس یہ ہے کہ اُس نے حق کی سربلندی کے لیے کتنی کوششیں کیں ؟ اور اِس مقصد کے لیے کتنی قربانیاں دیں ؟ اگر یہ کام کر دیا تو مومن کامیاب رہا ، چاہے دنیا والوں کے نزدیک اُس کی کوششوں کا نتیجہ صفر ہی کیوں نہ رہے ۔ ★ .... (تفہیم)

★ غرض آیت کا آخری مطلب یہ ہے کہ اے کافر ! تم جن دو باتوں کو ہمارے لیے فرض کر سکتے ہو وہ ، یا ہماری شکست ہے یا فتح ۔ ہمارے لیے دونوں میں خیر ہی خیر ہے ۔ فتح کا خیر ہونا تو منافع دنیوی اور اجرِ اُخروی کے اعتبار سے بالکل واضح ہے ، لیکن ہمارے لیے ظاہری شکست بھی عینِ رحمت ہے ۔ کیونکہ اُس میں شہادت ہے ، رفعِ درجات ہیں اور گناہوں کی معافیاں ہیں ۔ (ماجدی)

عرفانی نقطۂ نظر سے یوں سمجھیے کہ جنابِ رسولِ خدا ؐ کو اِس آیت میں دو جواب تعلیم دیے جا رہے ہیں ۔

(۱) پہلے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ مالک و حاکم ہے اِس لیے اُس کو ہر چیز پر تصرّف کا اختیار ہے ۔ اِس لیے ہم راضی ہیں ۔ اور دوسرے (۲) جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ حکیم ہے ۔ اگر ہم پر کوئی مصیبت آپڑے تو اُس میں ہمارا ضرور کوئی نہ کوئی فائدہ ہے خواہ دُنیوی یا اُخروی ۔ (تھانوی)

★ حاصلِ کلام یہ ہے کہ : حضور اکرم ؐ نے فرمایا : "مومن کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور فائدہ ملتا ہے تو سرتاپا شکر بن جاتا ہے ۔ اِس طرح مومن دونوں حالتوں میں فائدے میں رہتا ہے ۔" (الحدیث)

www.drhasanrizvi.org

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا (۵۳) آپ فرما دیجیے کہ تم اپنے مال چاہے
لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ راضی خوشی سے خیرات کرو یا ناگواری کے
قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ ۵۳ ساتھ خیرات کرو، وہ تم سے ہرگز قبول نہ کیے
جائیں گے، کیونکہ تم بُرے کام کرنے والے، نافرمان لوگ ہو

خدا کے نافرمان لوگوں کے نیک کام بھی خدا ہرگز قبول نہیں کرتا

اُسی جدّ بن قیس نے، جس نے اپنی شہوانی کمزوری ظاہر کرنے کی بنا پر جنگ پر جانے کی معذوری پیش کی تھی، بعد میں یہ بھی کہا تھا کہ میں (مسلمانوں کی) مال سے مدد کرنے کو تیار ہوں۔ اُسی کا یہ جواب ہے کہ "بے اعتقاد کا مال قبول نہیں۔" ★ ..... (موضح القرآن)

★ اصل بات یہ ہے کہ بعض منافق ایسے ہوتے ہیں کہ جو خود کو خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتے، مگر جہاد سے بالکل الگ رہ کر مسلمانوں کی نگاہوں میں ذلیل بھی ہونا نہیں چاہتے اور اپنے نفاق کا ظاہر ہونا بھی نہیں چاہتے۔ اِس لیے وہ جنگی خدمت انجام دینے کے بجائے صرف مال دے کر جان چھڑانا چاہتے ہیں (ایسا مال خدا کو نامقبول) ★ ..... (تفہیم)

نتیجہ: محققین نے نتیجہ نکالا کہ اللہ کے نزدیک کسی عمل کے قبول ہونے کی پہلی شرط ایمان ہے منافقوں کا عمل کیسے قبول ہو، جبکہ اُن کا مقصد خدا کی رضا، قرب یا ثوابِ آخرت نہیں ہوتا۔ آیت میں ہمارے اُن رؤساء کے لیے بھی بڑی عبرت ہے جو ایمان اور اجرِ آخرت سے غافل رہ کر بڑے بڑے چندے اِس لیے دیتے ہیں کہ نام کمائیں اور پھر اُنہی چندوں پر تکیہ کیے رہتے ہیں، کہ اُن کی وجہ سے نجات پائیں گے۔ (مگر ایسے تمام چندے یا کارِ خیر جو خدا یا آخرت کے نام سے لوگوں میں مقبول و معروف ہونے کی غرض سے انجام دیے جاتے ہیں اُن کا اجر خدا کے ذمّے نہیں ہوتا کیونکہ وہ کام خدا کی رضا کے لیے نہیں کیا گیا، بلکہ عوام میں نام پیدا کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ اِس لیے اُس کا اجر و ثواب عوام نے اُسے ادا کر دیا کہ وہ بڑا سخی ہے۔ کارِ خیر میں پیش پیش رہتا ہے۔ لہٰذا جو ثواب یہ چاہتا تھا وہ مل گیا۔ اب خدا سے کیا ملے گا۔) ★ ..... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ (۵۴) اور اُن کے خیرات کیے ہوئے مال کے
نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ قبول نہ ہونے کی وجہ اِس کے سوا کچھ اور
وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا نہیں کہ اُنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ
وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ کا (حکم ماننے سے) انکار کیا اور (اِسی لیے وہ)
هُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ ۵۴ نماز کے لیے بھی نہیں آتے مگر سستی اور
بے رغبتی کے ساتھ، اور خیرات نہیں کرتے مگر اِس حالت میں کہ وہ اُنھیں ناپسند ہو۔

بے ذوق وشوق نماز وخیرات

منافقوں کی منافقت کے شواہد بیان کیے جا رہے ہیں کہ اُن میں ذوقِ اطاعت وعبادت نہیں ہوتا۔ اِسی لیے نماز میں سستی سے اور خیرات کی طرف سے بے رغبتی رکھتے ہیں۔ کوئی نیک کام شوق ذوق سے نہیں کرتے۔ پھر اگر نیکی کرتے ہیں تو صرف دکھاوے کے لیے۔ وہ بھی بادلِ ناخواستہ، یہ سمجھتے ہوئے کہ ہمارا وقت، محنت اور مال بیکار جا رہا ہے۔ *...... (جلالین۔ فصل الخطاب)

شوق ترا اگر نہ ہو تیری نماز کا امام
تیرا قیام بھی حجاب، تیرا سجود بھی حجاب *..... (اقبال)

محققین نے نتائج اخذ کیے کہ (۱) کفر کے ہوتے ہوئے کوئی اچھا عمل خدا کے قابلِ قبول نہیں ہوتا ہے (۲) عملِ صالح کا دل پر بوجھ ہونا ایمان کے نہ ہونے کی علامت ہے۔ (۳) اطاعت سے دل کو تازگی حاصل ہوتی ہے (۴) جب نماز میں سستی نفاق کی علامت ہے تو ترکِ نماز کس درجے کی منافقت ہوگی؟ *...... (ماجدی)

نماز میں سستی اِس لیے ہوتی ہے کہ جو نمازی عبادت کی لذت اور مشاہدۂ جمالِ محبوب سے ناآشنا ہوں، وہ کس طرح نماز سے لطف اُٹھا سکتے ہیں؟

غرض جسے خدا کی معرفت نہ ہوگی وہ خدا کے حکم پر سستی سے اُٹھے گا، اور جسے خدا کی عظمت، رحمت اور عطاؤں کی معرفت ہوگی، وہ خدا کے حکم پر راحت اور شوق سے اُٹھے گا۔ *........ (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ۝ ۵۵

(۵۵) پس آپ کو اُن کے مال اور اولاد تعجب میں نہ ڈال دیں (کیونکہ) اللہ بس یہ چاہتا ہے کہ انھیں اِن ہی چیزوں کے ذریعے دنیا کی زندگی ہی میں سزا دے، اور اُن کی جانیں نکلیں تو وہ بھی سختی سے، اِس حالت میں کہ وہ اُس وقت بھی حقیقتوں کے ماننے سے اِنکاری کر رہے ہوں۔

کثرتِ مال اور اولاد کی حقیقت

یہاں ظاہراً خطاب رسولِ خداؐ سے ہے مگر مراد تمام مومنین ہیں۔ یا۔ جو اِس آیت کو سُننے والا ہے وہی اِس کا مخاطب ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں، منافقوں اور بدمعاشوں کے پاس جو مال اور اولاد کی کثرت ہے، یہ اُن کے حق میں بھلائی یا خیر وخوبی نہیں، بلکہ اصل میں اُن کیلئے وبال ہے۔ (کیونکہ مال ودولت کی وجہ سے اُن میں تکبر اور ظلم کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور نتیجتاً وہ گناہوں میں گرفتار ہو کر خدا کے سامنے پہنچ جاتے ہیں۔) ★ ...... (تفسیر صافی ص ۲۰۹ بحوالہ تفسیر مجمع البیان و تفسیر کبیر)

ایمان کی اہمیت

محققین نے نتیجہ نکالا کہ اگر ایمان کی بصیرت نہ ہو تو دنیا کی نعمتیں نتیجتاً انسان کیلئے وبال بن جاتی ہیں۔ جن چیزوں کو وہ اپنے لیے نعمتیں سمجھتا ہے، وہی نعمتیں زحمتیں بن جاتی ہیں۔

؎ کھا کر جو تیر دیکھا کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

دنیا کی تعریف کرتے ہوئے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

" فِي حَلَالِهَا حِسَابٌ وَفِي حَرَامِهَا عِقَابٌ " یعنی: "اِس کے حلال میں حساب دینا ہے۔ اور اِس کے حرام کی سزا بھگتنی ہے۔"

اور یہ بات ایمان کی بصیرت ہی کی وجہ سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

★ کافروں کی ایک سزا تو یہ ہے کہ اُن کی جان مشکل سے کھینچ کھینچ کر نکالی جاتی ہے۔ (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.org

اور کافروں کی دوسری دنیا کی سزا مال و دولت اور اولاد کی کثرت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ ظلم اور گناہ کرتا ہے اور اس طرح خوب اچھی طرح سے آخرت کے شدید عذاب کا مستحق بن کر مرتا ہے۔ (جلالین)

کافر کی موت

حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا: "کافر کی جان اس طرح نکلتی ہے جیسے کسی ریشمی کپڑے کو کانٹوں کے اوپر ڈال کر کھینچا جاتا ہے۔ اور مومن کی روح اس طرح نکلتی ہے جیسے پھول میں سے خوشبو نکلتی ہے۔" ★ (الحدیث)

★ اور خدا کا فرمانا کہ "وہ (منافق) ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے رہتے ہیں" اُن کے ڈرنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُن کو یہ خوف رہتا ہے کہ اُن کے دلوں کے اندر کا چھپا ہوا کفر اور اسلام دشمنی کہیں ظاہر نہ ہو جائے۔ اس لیئے تمہاری دوستی کی جھوٹی قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ یہ ہے منافق کی حالت کی تصویر ★ (تفسیر تبیان)

★ کافر اور منافق کا مال و اولاد اُس کے لیے خدا کا عذاب ہوتا ہے، اس لیئے کہ وہ اُن نعمتوں میں کھو کر ایمان اور عملِ صالح کی توفیقات سے محروم رہ جاتا ہے۔ اس طرح اُس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا ★ (اقبال)

آیت کا پیغام

اس آیت میں اہلِ ایمان کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ:

(۱) وہ اہلِ دنیا کے مال اور زینت پر رشک نہ کریں، ورنہ اس کے باعث آخرت کے اجر کو سمجھنے کے قابل نہ رہیں گے۔ (۲) دنیا میں مال و اولاد عذاب بھی بن جاتے ہیں۔ اول تو اہلِ دنیا کو اُن کے حاصل کرنے کیلئے کیسی کیسی جسمانی، روحانی تکلیفیں اُٹھانا پڑتی ہیں۔ پھر اگر ذرا سا نقصان ہو گیا تو غم کا پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور اگر موت سر پر آ کھڑی ہوئی تو اُن تمام چیزوں کو چھوڑ جانا بے حد ناگوار ہوتا ہے۔ اور پھر اس مالِ دنیا کے پیچھے وہ جو گناہ کرتے ہیں اُس کا عذاب آخرت تو بے انتہا ہے۔ ★ (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ ۵۶

(۵۶) وہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تم ہی میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ ہرگز تم میں سے نہیں ہیں۔ دراصل وہ تو تم سے ڈرنے والے لوگ ہیں۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ ۵۷

(۵۷) اگر وہ کوئی پناہ کی جگہ، یا کوئی غار، یا کوئی گھس بیٹھنے کی جگہ پالیں تو وہ دوڑتے ہوئے اُسی میں جا چھپیں۔

منافق کی ذہنیت

(آیت ۵۷) مدینے کے منافق دولتمند تھے۔ اس لیئے بڑے تجربہ کار دنیا پرست اور مصلحت پرست تھے۔ مدینے کی اکثریت نے اسلام قبول کرلیا تو ان منافقوں کو بڑی فکر لاحق ہوئی، کہ اگر مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہیں تو سارا کاروبار تباہ ہوجائے گا، اور اگر مسلمانوں کا ساتھ دیتے ہیں تو سارے عرب، بلکہ ساری دنیا سے لڑائی لڑنی پڑے گی۔ پھر اگر اسلام قبول کرلیں تو تمام اخلاقی پابندیاں بھی برداشت کرنی پڑیں گی، اور جانی و مالی قربانیاں بھی دینی ہوں گی، اور اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو معاشی مفادات پر ضرب پڑتی ہے۔ لہٰذا انھوں نے مصلحت اس میں سمجھی کہ بظاہر تو مسلمان ہوجاؤ تاکہ وہ سارے فوائد حاصل ہوجائیں جو حکمراں جماعت کے رُکن کو حاصل ہوتے ہیں۔ مگر دل سے ایمان قبول نہ کرو تاکہ اخلاقی بندشوں سے بھی آزاد رہیں اور کسی قسم کی کوئی قربانی دینے یا جہاد کرنے سے بھی جان چھٹی رہے۔

"رند کے رند رہے ہاتھ سے جنّت نہ گئی" اس لیئے ایسے منافق سُستی، کاہلی اور بزدلی سے دکھاوے کی نمازیں پڑھتے اور زکوٰۃ جرمانہ سمجھ کر ادا کرتے اور اگر اعلانِ جہاد ہوجاتا تو اُس سے بچنے کے لیے اسی قدر بے چین ہوجاتے کہ اگر چیونٹی کا سوراخ ہی مل جائے تو اُس میں گھس کر کسی طرح جان بچالیں۔

* .... (تفہیم)

؎ کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل کہتا ہے تو اُسے کہ مسلماں کی موت مر

* ...... (اقبال)

www.drhasanrizvi.org

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ ۵۸

(۵۸) اور اُن ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جو صدقات کی تقسیم میں تم پر اعتراض کرتا ہے۔ اب اگر اُس مال میں سے اُنھیں بھی کچھ مل جائے تو وہ تم سے راضی اور خوش رہیں گے اور اگر اُس میں سے کچھ بھی نہ دیا گیا تو وہ ایکدم اُسی وقت ناراض ہو کر بگڑنے لگتے ہیں۔

رسولِ خداؐ کے خلاف منافقوں کا فتوٰی

عرب میں یہ پہلا موقع تھا کہ ملک کے تمام مالدار باشندوں پر جو اپنی ضرورت سے زائد مال رکھتے تھے زکوٰۃ (اور خمس کی رقم) لی جانے لگی تھی۔ وہ بھی ۲½ فیصدی سے لے کر ۲۰ فیصدی کی مختلف شرحوں کے مطابق۔ اِس طرح رسولِ اکرمؐ کے پاس پورے ملک سے مال سمٹ کر آنے لگا اور آپؐ کے ہاتھ سے تقسیم ہونے لگا۔ اتنا مال عربوں نے کبھی کسی ایک آدمی کے پاس آتا اور اُس کے ہاتھ سے تقسیم ہوتا نہیں دیکھا تھا۔ یہ دیکھ کر منافقوں کے منہ میں پانی بھر بھر آتا تھا۔ ادھر رسولِ اکرمؐ اپنے اوپر کچھ خرچ نہیں کرتے تھے (سوا خمس سے کچھ رقم کے)، اور سارے کا سارا مال مستحقین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

منافقوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ اُنھیں کچھ نہیں ملتا۔ اِس جلن کی وجہ سے وہ رسولِ اکرمؐ پر طرح طرح کے اعتراضات والزامات لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ مال انصاف کے ساتھ تقسیم نہیں ہوتا۔ (کیونکہ اُس میں سے ہمیں نہیں ملتا۔) ★ ..... (تفہیم)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ خرقوص ابن زہیر جو بعد میں خوارج کا بانی بنا، حاضر ہوا اور کہنے لگا: "یا رسول اللہؐ! انصاف کیجیے"۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "وائے ہو تجھ پر، اگر میں انصاف نہ کروں گا، تو کون ایسا ہے جو انصاف کرے گا؟" اِسی بات پر یہ آیت نازل ہوئی۔
★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.org

جب صدقات کا مال آتا تو مالدار لوگ بھی اِس خیال سے رسولِ خدا کے پاس آجاتے کہ یہ مال رسولِ خدا ہم میں تقسیم کریں گے جبکہ جناب رسولِ خدا وہ مال غریبوں، فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتے۔ تو امیر و مالدار لوگ آنکھیں مار مار کر رسولِ خدا کی طرف اشارے کرتے اور جناب رسولِ خدا پر عیب لگاتے، اور کہتے کہ: ہم تو وہ ہیں جو لڑائیوں میں جمے رہتے ہیں، اِن کا ساتھ دیتے ہیں، اِن کے کام بناتے ہیں، اور یہ ہیں کہ مالِ صدقات اِن (غرباء و فقراء و مساکین) کو دیتے ہیں جو خود بھی اپنے کام نہیں آسکتے، اور نہ اُن کا کوئی کام ہی بنا سکتے ہیں۔ * . . . . (تفسیر قمی)

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ اگر ناراض ہوتے ہیں تو ہوں۔ یہ لوگ راضی ہوتے ہیں تو اپنی ذات کے لیے راضی ہوتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں تو بھی اپنی ذات کے لیے۔ نہ دین کے لیے راضی ہوتے ہیں نہ ناراض ہوتے ہیں۔ اِس لیے اِن کے ناراض ہونے کی اہمیت ہی کیا ہے؟

* . . . . . . (تفسیر صافی صفحہ ۲۱۰)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دو تہائی سے زیادہ آدمی اِس آیت کے مصداق ہیں۔"

* . . . . (الکافی)

آیت کا مفہوم :-

★ "وَمِنْهُمْ مَّنْ" یعنی ان منافقوں میں سے ایسے ہیں کہ صدقات کی تقسیم میں آنحضرتؐ کی عدالت کو چیلنج کرتے ہیں کہ آپؐ نے عادلانہ تقسیم نہیں کی۔ اصل ان کے نزدیک معیار یہ ہے کہ: اگر اِن کو حصّہ دیا جائے تو وہ راضی ہیں لیکن اگر صحیح مستحقین میں صدقات کی تقسیم ہو، اور ان کو حصّہ نہ دیا جائے تو پھر وہ ناراض ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ یہ بات صرف اُس زمانے کے ساتھ مختص نہیں ہے، بلکہ آجکل بھی یہی حالت ہے کہ اگر کہیں کوئی شخص زکوٰۃ یا خُمس کی رقوم کو مستحقین میں تقسیم کرے تو جن لوگوں کو حصّہ مل جائے، وہ تو کسی حد تک راضی ہو جاتے ہیں لیکن جو محروم رہ جائیں، وہ اُس پر ہر قسم کی لعن طعن کرتے اور کیچڑ اُچھالتے ہیں۔

* . . . . . . (تفسیر انوار النجف)

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ (۵۹) اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اُس پر راضی رہتے
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اُنھیں دیا ہے
اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اور کہتے کہ بس اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور
رَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۵۹ وہ عنقریب اپنے فضل وکرم سے ہمیں اور
بہت کچھ عطا فرمائے گا' اور اُس کا رسولؐ بھی۔ ہم تو اللہ ہی سے لَو لگائے اُسی پر نظر جمائے ہوئے ہیں۔

رسولِ خدا بھی عطا کر سکتے ہیں

محققین نے لکھا کہ اِس آیت میں ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ عطا کی نسبت اللہ کے ساتھ ساتھ پیغمبرؐ کی طرف بھی دی گئی ہے۔ فرمایا: "(۱) اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اُس پر راضی رہتے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اُنھیں دیا ہے۔ (۲) وہ عنقریب اپنے فضل وکرم سے ہمیں اور بہت کچھ دے گا' اور اُس کا رسولؐ بھی۔" اِس سے ثابت ہوا کہ خدا بھی عطا کرتا ہے اور رسولؐ بھی۔ یعنی جو خدا کی عطا ہے وہ رسولؐ کی عطا ہے اور جو رسولؐ کی عطا ہے وہ خدا کی عطا ہے۔ اب اِس کے بعد بھی ایک گروہ کا اِس بات پر شرک شرک کے فتوے لگانا کتنا احمقانہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان رسولؐ سے یا وصیِّ رسولؐ سے بحیثیت وسیلہ عطا کا سوال کرے یا مدد طلب کرے تو وہ شرک ہے (معاذ اللہ) (فصل الخطاب)

ع "ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ"...... (اقبال)

ع غالب ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست ✧ مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں ......(غالب)

ع بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست ✧ اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است ......(اقبال)

ع ہاں غازیو! یہ دن ہے جدال وقتال کا ✧ یاں آج خون بہے گا محمدؐ کی آل کا
چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہراؑ کے لال کا ✧ گزری شبِ فراق' دن آیا وصال کا
...ہم وہ ہیں غم کریں گے مُلک جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اِس دن کے واسطے

اِس بند میں .... میر انیس نے امام حسینؑ کے خطبۂ صبحِ عاشورا کو نظم کیا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ (۶۰) یہ صدقات (اور زکوٰۃ کا مال) تو حقیقتاً
الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا فقیروں، غریبوں اور مسکینوں کے لیے ہے اور
وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي اُن لوگوں کیلئے ہے جو زکوٰۃ کا کام کرتے ہیں اور
الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ غیر مسلموں یا نومسلموں کی تالیفِ قلوب کے
اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً لیے، نیز غلاموں (اور کنیزوں) کی گردنوں کو
مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۶۰ غلامی سے چھڑانے، اور قرضداروں کے قرضے
ادا کرنے، اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے اور مسافروں کی امداد کے لیے ہے۔ یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا، گہری حکمتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے

تقسیمِ صدقات کا اصول

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تقسیمِ صدقات کے بارے سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: "فقراء سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور اپنے اہل و عیال کے اخراجات برداشت کرنا اُن کے ذمے ہے۔ (مگر آمدنی اخراجات سے کم ہے) خدا نے ایسے لوگوں کے بارے فرمایا ہے: "صدقات اُن محتاجوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں (کاموں میں) اِس طرح گھر چکے ہیں کہ وہ زمین پر چل پھر کر (کاروبار نہیں) کر سکتے۔ جاہل لوگ اُن کی عفت اور حیا کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محتاج نہیں۔ مگر تم اُن کو اُن کی پیشانیوں سے پہچان سکتے ہو۔ (مگر) وہ لوگ، لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے"۔ (القرآن)

اُن میں خاص طور پر مجاہدین، علماءِ دین اور ایماندار محنتی لوگ شامل ہیں۔

اور "مسکین" سے مراد مصیبت زدہ لوگ ہیں۔ جیسے: اندھے، لنگڑے، کوڑھی (بیمار) اور ہر قسم کے پریشان مصیبت کے مارے مرد، عورت، اور بچے۔ اور "صدقات وصول کرنے والوں" سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات جمع کرنے اور رکھنے میں اور اُس وقت تک اُس مال کی حفاظت کرنے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں جب تک

www.drhasanrizvi.org

وہ مال مستحقین میں تقسیم نہ ہو جائے، اور۔۔۔۔ "مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوْبُ" یعنی "جن کے دلوں کی تالیف منظور ہے"۔ سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے خدا کو ایک مان لیا ہے مگر ابھی تک خدا کی معرفت اُن کے دلوں میں نہیں آئی ہے، اور وہ نہ یہ بات ابھی تک اچھی طرح سمجھے ہیں کہ محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ جناب رسولِ خداؐ ایسے لوگوں کا دل رکھتے تھے، تاکہ اُن کو معرفت حاصل ہو جائے۔ اللہ نے صدقات میں اُن کا بھی حصّہ مقرّر کر دیا، تاکہ وہ دینِ خدا کی طرف راغب ہوں۔

اور "غلاموں کی گردنیں چھڑانے" سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے ذمّے مختلف قسم کے کفّارے ہوں۔ مثلاً: بھول چوک سے قتل کر دینے کا کفّارہ، ظہار کا کفّارہ، حالتِ احرام میں شکار کرنے کا کفّارہ، قسم کا کفّارہ اِن کے ادا کرنے کا سامان اُن کے پاس نہ ہو، اور وہ مومن بھی ہوں۔ اللہ نے اُن کے لیے بھی صدقات میں سے ایک حصّہ معیّن فرمایا ہے۔ تاکہ اُن کے کفّارے بآسانی ادا ہو جائیں۔

اور "الْغٰرِمِيْنَ" یعنی "مقروض"۔ ایسے لوگ ہیں جن کے ذمّے ایسا قرض ہو جو اُنھوں نے فضول خرچی پر صَرف نہ کیا ہو، بلکہ اطاعت میں صرف کیا ہو۔ پس امام کے ذمّے واجب ہے کہ اُن کا ایسا قرضہ ادا کر دے اور صدقات کے مال میں سے اُن کو اتنا دیتا رہے کہ اُن کے خرچ کے لیے کافی ہو۔

اور "خدا کی راہ میں (جہاد کرنے والوں) سے مراد ایسے لوگ ہیں جو جہاد پر جائیں، مگر اُن کے پاس خرچ کے لیے کچھ نہ ہو۔ یا ایسے مسلمان جن کے پاس حج کرنے کا، یا، کوئی بھی نیک کام کرنے کا سامان نہ ہو۔ تو امام پر (واجب) فرض ہے کہ صدقات میں سے اُن کو اتنا دے کہ حج کرنے یا جہاد کرنے کی اُن کو قوّت پہنچ جائے۔

اور "مسافروں" سے مراد وہ مسافر ہیں جو اطاعتِ خدا اور عبادت (یا جائز تجارت) کے لیے گھر سے نکلے ہوں۔ پھر اُن پر کوئی اُفتاد پڑ جائے اور اُن کا مال جاتا رہے۔ تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے اُنھیں اِتنا دے کہ وہ اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔

غرض صدقات آٹھ حصّوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ پس امام ہر شخص کو اِنہی آٹھ حصّوں میں سے اُس کی

www.drhasanrizvi.org

ضرورت کے مطابق اُسے دے۔ اِس کا انتظام امام کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور وہی اُن مصلحتوں کو جانتا ہے جن کے مطابق عمل درآمد کیا جاسکے۔" ٭ .... (تفسیرِ صافی ص۲۱ بحوالہ تفسیرِ قمیؒ)

٭ زکوٰۃ کی رقم کافروں کو دینے کی قرآن میں ممانعت نہیں ہے لیکن سنّتِ رسولؐ یہی ہے کہ آپؐ صرف مسلمان غریبوں ہی کو زکوٰۃ دیا کرتے تھے اور ساداتِ آلِ رسولؐ پر غیر سیّد کی زکوٰۃ کی رقم لینا حرام ہے۔ ٭...... (جلالین)

٭ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت کے برابر مال نہیں کما سکتا۔ اور نہ پہچانا جاتا ہے کہ وہ امداد کا محتاج ہے، اور نہ کھڑے ہوکر لوگوں سے بھیک مانگتا ہے۔"

سیّد پر زکوٰۃ حرام ہے

اِس پر مزید یہ کہ حضورِ اکرمؐ نے اولادِ رسولؐ پر زکوٰۃ کو حرام قرار دیا تھا۔ خود حضورؐ بھی زکوٰۃ کا کوئی مال اپنے اوپر خرچ نہ کرتے تھے۔ آپؐ خود اور آپؐ کے خاندان والے زکوٰۃ کا کام بلامعاوضہ انجام دیتے تھے۔ البتہ بنی ہاشمؑ (سادات) بنی ہاشم کی زکوٰۃ لے سکتے ہیں (وہ بھی فقہِ جعفری کے مطابق) اہلِ سنّت میں صرف امام ابو یوسف یہ سمجھتے ہیں کہ سیّد کی زکوٰۃ سیّد لے سکتے ہیں، لیکن اکثر سنّی فقہا اس کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ ٭...... (تفہیم)

مؤلفۃ القلوب

یعنی ایسے غیر مسلم جن کے مسلمان ہونے کی اُمید ہو، یا اُن کے شر سے بچنا مقصود ہو، اُن کی مالی امداد اِس لیے کی جاتی ہے کہ اُنھیں اسلام سے محبت ہو۔ لیکن اس کو حضرت عمر نے منسوخ کردیا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جسے قرآن نے منصوص کیا ہو اُسے حضرت عمر کیسے منسوخ کرسکتے ہیں؟ خبرِ واحد پر قرآن کے کسی قانون پر خطِ نسخ نہیں پھیرا جاسکتا۔ ٭.... (اسلامی معاشیات از فاضل گیلانی بحوالہ تفسیرِ ماجدی)

قرضداروں سے ہمدردی

دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے مقروضوں کے ساتھ عملی ہمدردی کا حکم دیا۔ جبکہ یہ دنیا کا وہ مظلوم گروہ ہے جس کے ساتھ نیکی تو بڑی بات ہے، اُن پر ظلم کرنے والوں کی تمام حکومتوں نے ہمیشہ سرپرستی کی ہے۔ ہر حکومت کی فوجی طاقت مقروضوں کو دباتی ہی رہی ہے۔ اُن سے سود در سود بھی وصول کیا جاتا ہے، چاہے اُن کی ساری جائیداد اور گھر کا سامان تک نیلام کیوں نہ ہوجائے۔

٭.... (اسلامی معاشیات از فاضل گیلانی)

www.drhasanrizvi.org

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ (۶۱) اور اُن میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ
وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ کے رسولؐ کو دُکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ
خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ شخص صرف کان ہی کان ہے۔ آپؐ کہیئے کہ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ وہ تمھاری ہی بھلائی کیلئے ایسے ہیں۔ وہ اللہ کو
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ بھی مانتے ہیں اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین
رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ۶۱ بھی کر لیتے ہیں کیونکہ وہ اُن لوگوں کیلئے جو تم
میں ایماندار ہیں سرتا پا رحمت ہی رحمت ہیں۔ اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسولؐ کو دُکھ دیکر تکلیف
پہنچاتے ہیں تو اُن کیلئے سخت تکلیف دینے والی سزا ہے۔

رسولؐ کا ہر کسی کی بات کو سُن لینا

جناب رسولِ خداؐ کا حُسنِ خُلق یہ تھا کہ آپؐ ہر ایک کی بات غور سے سُن لیتے تھے اور اُس پر چُپ بھی رہتے تھے۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ گویا آپؐ نے اُس کی بات پر یقین فرما لیا۔ اِس پر منافقین کہنے لگے کہ یہ تو بس کان ہی کان ہیں یعنی ہر ایک کی سن لینا اُن کا کام ہے۔ اِس پر ارشاد ہوا کہ یہ بات تو تمھارے لیے بڑی اچھی ہے۔ اِس پر شکایت کیسی؟ ★ ..... (فصل الخطاب)

★ حضورؐ کی سیرت یہ تھی کہ آپؐ ہر کسی کو سنتے اور پوری طرح بات کہنے کا موقع عطا فرماتے۔ کسی کی بات کو کاٹتے نہ تھے منافق اِس بات پر حضورؐ کو (معاذ اللہ) کانوں کا کچا سمجھتے۔ منافقوں کو ہر وقت یہ خوف ستاتا رہتا تھا کہ کہیں کوئی اُنکی سازشوں اور مخالفانہ گفتگو کو رسولؐ کو نہ سنا دے۔ اِس لیے وہ جل جل کر کہا کرتے تھے کہ ہم جیسے شرفاء اور معززینِ شہر کے برخلاف ہر کنگلے فقیرٹے کی باتیں سن لیتے ہیں۔ اِس پر خدا نے جواب یوں دیا کہ "رسولؐ فساد کی باتیں نہیں قبول کرتے، وہ تو صرف اُنہی باتوں کو قبول کرتے ہیں کہ جن میں تمھارے لیے خیر یا بھلائی ہو۔

دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ حضورؐ کا ہر کسی کی بات کا سُن لینا تمھارے لیے بھلائی کا سبب ہے۔ اِس لیے کہ اگر حضورؐ ضبط و تحمّل سے کام نہ لیتے اور ایمان کے جھوٹے دعووں اور نمائشی باتوں کو سننا گوارا نہ کرتے تو

www.drhasanrizvi.org

تمھارے جھوٹے عذر، بہانوں اور دعووں کو صبر و ضبط سے سُننے کے بجائے تمھاری خبر لے لیتے اور تمھیں مدینے میں رہنا دشوار ہو جاتا۔ اِس لیے رسولِ خدا کی یہ صفت تمھارے حق میں اچھی ہے، بُری نہیں۔"

تیسرا جواب یہ دیا گیا کہ "رسول ہر کسی کی بات سُن تو ضرور لیتے ہیں، مگر یقین صرف اُنہی لوگوں کی باتوں پر کرتے ہیں جو سچے مومن ہیں۔ تمھاری بدمعاشیاں اُن لوگوں نے رسول ؐ کو بتائی ہیں جو صالح اہلِ ایمان یا سچے مومن ہیں۔ * .... (تفہیم)

* یوں سمجھیے کہ کسی بات کو دو طرح سے سنا جاتا ہے۔ ایک تو خوش خُلق اور کریم النفسی کی وجہ کر اگر کوئی آدمی کوئی بات کہہ رہا ہے اور وہ کوئی بُری لغو بات بھی نہیں ہے تو شرافت انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ، اُس کو سُنا جائے۔ ورنہ کہنے والے کی توہین بھی ہوگی اور دل آزاری بھی۔

اور دوسرا سُننا کان لگا کر اور سچا سمجھ کر سُننا ہوتا ہے۔

حضورِ اکرم ؐ کان دے کر (لگا کر) سچا سمجھ کر صرف مومنینِ مخلصین کی باتیں سُنتے تھے۔
* ..... (تھانوی۔ کشاف۔ جصاص)

اور منافقین کی باتیں صرف شفقت اور خوش خُلقی کی بنا پر سُنا کرتے تھے۔ جس پر منافق یہ سمجھتے تھے کہ حضور ؐ ہر کسی کی بات سن لیتے ہیں اور مان لیتے ہیں۔ حالانکہ حضور ؐ منافقین پر صرف ظاہری ایمان لانے کی وجہ سے شفقت فرماتے تھے اور یہ آپ ؐ کا کمالِ مہربانی اور منافقوں پر انتہائی کرم تھا۔ اِس لیے فرمایا گیا کہ:

" رسول ؐ کی ہر صفت تمھارے لیے خیر ہی خیر ہے۔ شفقت ہی شفقت ہے۔" * ..... (کشاف۔ تھانوی)

..یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

ایک رہبر اور قائد کے لیے ضروری ہے کہ ہر کسی کو اپنے سامنے بولنے کا موقع دے۔ تاکہ ہر شخص یہ سمجھے کہ وہ حاکم کے رُو برو اپنی بات کر سکتا ہے، ہر مظلوم یہ سمجھے کہ وہ ظالم کے خلاف شکایت کرنے کا حق رکھتا ہے، ہر طالبِ حق کو اپنی پیاس بجھانے کا موقع مل جائے۔ اور ہر شریر کی شرارت بھی معلوم ہو جائے کہ کون کتنے پانی میں ہے۔ عالم اور خیر خواہ اپنے مشوروں سے نواز سکے اور جاہل اپنے شکوک و شبہات دور کر سکے۔ اِس لیے ہر قائد اور ہادی کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ * ..... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.org

يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ لِيُرۡضُوۡكُمۡ وَاللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَحَقُّ اَنۡ يُّرۡضُوۡهُ اِنۡ كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ○ ٦٢

(٦٢) وہ تمہارے سامنے تو اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں، تاکہ تمہیں خوش کردیں، حالانکہ اللہ اور اُس کا رسولؐ اِس بات کے کہیں زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اُن کو خوش کریں، اگر وہ واقعی انکو مانتے ہیں۔

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّهٗ مَنۡ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيۡهَا ؕ ذٰلِكَ الۡخِزۡىُ الۡعَظِيۡمُ ○ ٦٣

(٦٣) کیا اُن کو معلوم نہیں کہ جو بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرے گا تو لازمی طور پر اُس کے لیے جہنّم کی آگ ہوگی جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا (اور) یہ بہت ہی بڑی ذلّت و رسوائی ہے۔

(آیت ۶۲) خدا کا فرمانا کہ " حالانکہ اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ مستحق ہیں کہ اُسے خوش کریں " "یُرۡضُوۡهُ" (اُسے خوش کریں۔) خوش کرنے کی ضمیر (اشارہ) رسولؐ کی طرف بھی ہوسکتا ہے کیونکہ رسولؐ کا لفظ مرجع قریب ہے۔ اور اس کا اشارہ اللہ کی طرف بھی ہوسکتا ہے، جو مرجع بعید ہے۔ ایک ہی ضمیر سے اللہ اور رسولؐ دونوں کی طرف اشارہ کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ رسولؐ کی رضا، اللہ کی رضا ہے، اور یہ کمالِ قُرب ہے اللہ کے رسولؐ کا اللہ سے۔ ★ . . . . . (کشّاف)

بدترین مسلمان ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے

(آیت ۶۳) یاد رہے کہ اِس آیت میں کفّار و مشرکین کا ذکر نہیں ہو رہا ہے، بلکہ اُن مسلمانوں کا ذکر ہو رہا ہے جو خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا یہاں منافقین کو تنبیہ ہو رہی ہے۔ ★ . . . . . (تفسیر تبیان)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ صرف کفّار و مشرکین ہی ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں نہیں رہیں گے بلکہ کچھ بدترین مسلمان بھی ایسے ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے اور وہ خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرنے والے ہوں گے۔ ★ . . . . (فصل الخطاب)

؎ "انسان اسطرح اُتر آئے عناد پر ⁂ لعنت خدا کی حشر تلک ابنِ زیاد پر"

" اُن کو معلوم نہیں " فرما کر بات کو شروع کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اتنے دنوں سے یہ منافق رسولؐ سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں مگر اتنی سی بات بھی یہ نہ سمجھے کہ جو شخص خدا اور رسولؐ کی مخالفت کریگا اُس کا حشر ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں پڑا رہنا ہوگا۔
★ . . . . . (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.org

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ ۶۴

(۶۴) یہ منافقین ڈر رہے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسا سورہ نہ اُتر آئے جو اُن کو وہ سب کچھ بتا دے جو اُن (منافقوں) کے دلوں میں ہے آپ اُن سے فرما دیں کہ اچھا اُڑاؤ مذاق اور یقیناً اللہ بھی اُن تمام باتوں کو (تمہارے دلوں سے) باہر نکال کر بتا دے گا جس کے بتائے جانے سے تم ڈرتے ہو

شانِ نزول :-

خدا کا منافقوں کو خطاب کر کے یہ فرمانا کہ: "حقیقت یہ ہے کہ اللہ اُس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو۔" اِس کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب رسولِ خداؐ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو منافق آپس میں یہ کہتے تھے کہ "محمدؐ کو دیکھو کہ وہ رومیوں سے لڑنے کو بھی اوروں سے لڑنا سمجھتے ہیں۔ رومیوں کے مقابلے پر تو ایک بھی زندہ پلٹ کر نہیں آئے گا۔" پھر اُن میں سے کوئی کہتا تھا کہ: "ارے کہیں ایسا نہ ہو کہ جو کچھ ہم باتیں کر رہے ہیں۔ یا۔ جو کچھ ہم تمنا کر رہے ہیں اُس کی خدا، محمدؐ کو خبر نہ دیدے اور اس کے بارے میں آیتیں نازل کر دے۔" یہ سب باتیں وہ کر ہی رہے تھے کہ: حضورِ اکرمؐ نے حضرت عمارِ یاسرؓ کو حکم دیا کہ تم اُن کے پاس جاؤ۔ عمارؓ گئے اور پوچھا کہ تم لوگ کیا بکواس کر رہے تھے؟ اُنھوں نے کہا: "کچھ نہیں، ہم تو بس یونہی مذاق کر رہے تھے۔" بس اُسی وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

...... (تفسیر صافی ص۲۱۱ بحوالہ تفسیر قمی)

★ اصل میں منافق اگرچہ رسولؐ کو دل سے سچا تو نہیں مانتے تھے، مگر اُن کو بارہا اِس بات کا تجربہ ہو چکا تھا کہ آپؐ کے پاس ضرور کوئی ایسا فوق الفطری ذریعہ ہے جو آپؐ کو پوشیدہ باتوں کی خبر دے دیتا ہے، اِسی لیے ہماری شورشوں کی خبر آپؐ کو ہو جاتی ہے۔ ★...... (تفہیم)

★ مگر اُن کا یہ ڈرنا بھی مذاقاً یا تفریحاً تھا، حقیقی نہ تھا۔ اِسی لیے خدا نے فرمایا کہ یہ تمہارا اسخری کا خوف حقیقت بن کر رہے گا۔ (اور ایسا ہی ہوا کہ وہ خود مذاق بن کر رہے) ★.... (فصل الخطاب)

★ ایک مطلب یہ بھی لکھا گیا ہے کہ: یہ خبر امر کے معنی میں ہے۔ یعنی: اُس کو ظاہر کر دو جسے منافق چھپا رہے ہیں۔

★.... (مدارک ۔ جصاص)

www.drhasanrizvi.org

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ۶۵

(۶۵) اور اگر اُن سے پوچھا جائے (کہ تم کیا کیا باتیں کرتے ہو) تو وہ کہیں گے کہ ہم تو صرف بحث و مباحثہ، ہنسی مذاق، کھیل تفریح کر رہے تھے۔ اُن سے آپؐ کہیے اچھا تو تم اللہ اور اُس کی باتوں، نشانیوں، احکامات اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے تھے۔؟

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ ۶۶ ۸ ع ۱۴

(۶۶) اب بہانے نہ بناؤ۔ حقیقتاً تم مسلمان ہو جانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کر دیا، تو دوسرے گروہ کو (جو اپنے نفاق اور مخالفت پر قائم رہا) ضرور سزا دیکر رہیں گے۔ کیونکہ وہ لوگ مجرم تھے

مذاق اُڑانے کی مذمت (آیت ۶۵) بعض لوگ کسی بات کی اہمیت کو مذاق میں اُڑانا چاہتے ہیں حالانکہ اگر کسی چیز کی عظمت کو انسان جانتا ہوتا ہے تو بطور مذاق بھی اُس کیلئے کوئی گستاخی نہیں کرتا۔ ★...... (فصل الخطاب)

منافق اپنی محفلوں میں رسولِ اکرمؐ کا بہت مذاق اُڑاتے تھے۔ مثلاً تبوک ہی کے موقع پر ایک منافق نے کہا "اجی کیا رومیوں کو بھی تم نے عربوں کی طرح سمجھ رکھا ہے؟ کل دیکھ لینا تمام مسلمان سورما رسیوں میں بندھے ہوں گے" دوسرا بولا: "مزا آئے جب اوپر سے سَو سَو کوڑے بھی لگائے جائیں"۔ تیسرے نے کہا: "آپؐ کو دیکھیے کہ روم و شام کے قلعے فتح کرنے چلے ہیں۔" ★........ (تفہیم)

توبہ کا اثر (آیت ۶۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ "خدا کا ارشاد فرمانا: "تم بہانے نہ بناؤ" یہ خطاب اُن لوگوں سے ہے جو پہلے سچے مومن تھے، پھر شک میں پڑ گئے اور ایمان لانے کے بعد منافق ہو گئے۔ وہ گنتی میں چار آدمی تھے۔" اور خدا کا فرمانا کہ: "اگر ہم تم میں سے ایک

www.drhasanrizvi.org

گروہ کو معاف بھی کردیں۔" یہ بات اُنہی چار آدمیوں میں سے ایک کے متعلق ہے۔ اُس کا نام مخشر بن حمیر تھا۔ جس نے اپنی غلطی کا اعتراف کرکے توبہ کرلی تھی اور کہا: "یارسول اللہؐ! مجھے تو سلمٰی نے ہلاک کیا تھا۔"

پس جناب رسولِ خداؐ نے اُس کا نام عبداللہ ابنِ عبدالرحمٰن رکھا۔ اُس نے دعا کی، کہ "اے اللہ! مجھے ایسی جگہ شہید کرنا جہاں کا کسی کو پتہ ہی نہ چلے کہ میں کیا ہوگیا۔" چنانچہ وہ جنگِ یمامہ میں درجۂ شہادت پر اس طرح فائز ہوا کہ کسی کو کچھ پتہ ہی نہ لگا۔ غرض جس کا قصور معاف ہوا وہ یہی تھا۔ ★.... (تفسیر صافی ص۲۱۱ بحوالہ تفسیر قمی)

★ خدا کا فرمانا کہ: "ہم ایک گروہ کو معاف کردیں گے اور دوسروں کو سزا دیں گے۔" مطلب یہ ہے کہ معاف اُن کو کریں گے، جنھوں نے سچے دل سے توبہ کی اور سزا اُن کو دیں گے جو آخر تک منافقت اور مخالفت پر ڈٹے رہے۔ اِسی لیے آخر میں فرمایا: "بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ" "(اِس بنا پر کہ وہ گنہگار مجرم تھے۔)"

★..... (فتح الرحمٰن - جلالین - تفسیر تبیان)

دین سے مذاق کا مطلب

کم عقل مسخرے تو معاف کیے جاسکتے ہیں لیکن جن چالاک، مکار لوگوں کے تمسخر کا مقصد اہلِ ایمان کی ہتک پست کرنا ہو، اُن کی مسخرگی قابلِ معافی نہیں ہوتی۔ ایسی مسخرگی جو مومنین کی ہتک پست کرے، یا، اُن کو گمراہ کرے، یا، دین کو ذلیل کرے، مسخرگی نہیں، بلکہ جُرم ہے۔ ★..... (تفہیم)

نتیجہ: فقہاء نے لکھا کہ "خواہ[1] خدا کا مذاق اڑایا جائے، یا، اُس کے احکام کا، یا، اُس کے رسولؐ، یا، اولیاءِ خدا کا، یا، تینوں کا یہ استہزاء باللہ، استہزاء بآیاتِ اللہ اور استہزاء برسولِ اللہ ہیں۔[2] فقہاء نے دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ: "کلمۂ کفر خواہ اگر صرف لطیفہ گوئی اور خوش طبعی کے طور پر تفریحاً بھی ادا کیا جائے تو بھی وہ سنجیدگی کے ساتھ کلمۂ کفر ادا کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ قرآن نے منافقوں کے اِس عذر کو بالکل مسترد کردیا اور اُن پر حکمِ کفر باقی رکھا۔

★..... (جصاص)

★ امامِ رازی نے اِس کو عقلاً ثابت کیا کہ: "مذاق اللہ سے تو براہِ راست ہو ہی نہیں سکتا۔ لامحالہ یا تو احکامِ شرعی کا مذاق اُڑایا جائے گا، یا اسماءِ الٰہی اور قدرت و حکمتِ الٰہی کا۔ تو یہ کام کافر ہی کرسکتا ہے۔ ★.... (تفسیر کبیر)

(۳) فقہاء نے تیسرا نتیجہ یہ بھی نکالا کہ استہزاء سے کفر ظاہر ہوتا ہے، ورنہ کفر تو پہلے ہی سے ہوتا ہے جس کا نتیجہ استہزاء ہوتا ہے۔ اِس لیے دین کا استہزاء کرنے والے کافر ہی ہوتے ہیں۔ ★..... (مدارک)

www.drhasanrizvi.org

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ
وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا
اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ۶۷

وقف لازم

(۶۷) منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ وہ سب برائی کی ترغیب دیتے ہیں اور اچھائی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو (نیک خیرات سے) بند رکھتے ہیں۔ (کیونکہ) وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی اُنھیں بھلا دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ منافق لوگ بڑے سخت نافرمان اور بدکار ہیں۔

خدا کو بھولنے کا مطلب اور اُس کا نتیجہ

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ:

خدا کا ارشاد فرمانا کہ "وہ اللہ کو بھول گئے"، اِس کے معنی ہیں کہ اُنھوں نے دنیا میں خدا کو یاد نہ رکھا یعنی خدا کی اطاعت کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اِس پر خدا نے فرمانا "پس خدا نے بھی اُن کو چھوڑ دیا" یعنی خدا ثواب میں اُن کا کوئی حصہ مقرر نہ فرمائے گا۔ اِس طرح وہ حقیقی خیر و خوبی سے یکسر محروم رہ جائیں گے۔" ★...... (تفسیر صافی ص۲۱۱ بحوالہ التوحید اور تفسیر عیاشی)

منافقین کی علامتیں

محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ★ (تفسیر تبیان)

(۲) کیونکہ وہ اللہ کو بھول گئے اِس لیے خدا بھی اُن کو بھلاوے میں ڈال دے گا۔ یعنی اپنی مہربانی اور ثواب عطا کرتے وقت اُن کو محروم رکھے گا۔ ★........ (جلالین) (۲) "منافقین اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں" یعنی خدا کی راہ میں خیرات کرنے سے اپنے ہاتھ روکے رہتے ہیں۔ ★ (تفسیر تبیان) ......(۳) تمام منافقوں (کافروں مشرکوں) کی مشترک ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ اُن سب کو برائی سے دلچسپی اور بھلائی سے نفرت ہوتی ہے۔ اِسی لیے اُن کی ساری حمایتیں، سفارشیں، محبتیں، ہمت افزائیاں ہر برے آدمی اور ہر برے کام کے ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔ خود بھی دل و جان سے ہر برے کام میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اُس میں شامل ہونے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں۔ ★...... (تفہیم)

★ "ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ" کی ترکیب "فسق" پر زور دینے کیلئے ہے یعنی بڑے سخت فاسق بدکار لوگ ہیں۔ ★.... (مدارک)

www.drhasanrizvi.org

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ (۶۸) (اسی لیے) اللہ نے اُن منافق مردوں اور
وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا عورتوں اور کافروں کے لیے جہنّم کی آگ کا وعدہ
هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ کرلیا ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہی
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ ۶۸ آگ اُن کیلیے کافی ہے اور موزوں بھی، اور اللہ نے
اُن پر لعنت کی، اور اُن کیلیے ہمیشہ قائم رہنے والی سزا ہے۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ (۶۹) اُنہی لوگوں کیطرح جو تم سے پہلے تم سے زیادہ
مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ طاقتور بھی تھے، اور مال و اولاد بھی تم سے کہیں
فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ زیادہ رکھتے تھے۔ پس اُنھوں نے دنیا میں اپنے
بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ حصّے کے مزے لوٹ لیے اور تم نے بھی اپنے حصّے کے
مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ مزے اُسی طرح لوٹے جیسے کہ اُنھوں نے لوٹے تھے، اور
كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ تم بھی ویسے ہی مُہمل کاموں اور بحثوں میں پڑ رہے
اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَ جیسے وہ اُن کاموں میں پڑے رہے تھے۔ یہ وہی لوگ ہیں
اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۶۹ جنکے تمام کام دُنیا اور آخرت میں برباد ہوگئے اور یہی
لوگ سخت نقصان اُٹھانے والے ہیں

دنیا پرستی کی مذمّت اور انجام (آیت ۶۹) اِس آیت میں اللہ نے گذرے ہوئے لوگوں کی مذمّت کی ہے۔

اِس بنا پر کہ وہ فنا ہو جانے والی چیزوں سے نفع اُٹھانے کے پیچھے پڑے رہتے اور آخرت کی فکر اور انجام کا خیال اُنھوں نے بالکل چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ وہ دنیا میں بُری طرح منہمک رہتے تھے، اور حقیقی باقی رہنے والی چیزوں کے حاصل کرنے کی کوششیں نہ کرتے تھے۔ یہ مذمّت بطور تمہید بیان کرنے کے بعد اُن مخاطبین کی بھی مذمّت فرمائی گئی ہے جو ایسے گذشتہ لوگوں کے قدم بہ قدم چل رہے ہیں۔ . . . . . (تفسیر صافی صـ ۲۱۱)

www.drhasanrizvi.org

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ (۷۰)

کیا انھیں اُن سے پہلے کے لوگوں کی خبر نہیں پہنچی؟ (مثلاً) نوحؑ کی قوم، عاد، ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم (کی تاریخ) اور مدین والے اور وہ بستیاں جن کو اُلٹ دیا گیا تھا۔ ان کے رسولؑ اُن کے پاس واضح نشانیاں (رہنمایات و معجزات) لیکر آئے تھے۔ پس اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم و ستم کرے۔ مگر (حقیقتاً) وہ خود اپنے اوپر ظلم ڈھانے والے تھے۔

بُرے کاموں کا بُرا انجام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "اُلٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والوں سے مراد قومِ لوطؑ کی بستیاں ہیں جو اُلٹ دی گئی تھیں۔ ٭...... (الکافی)

★ قومِ لوطؑ کی بستیوں کو اُلٹی ہوئی بستیاں اِس لیے کہا گیا کہ اُن بستیوں کے رہنے والوں کے بُرے کاموں کا انجام یہی ہوا کہ اُن کی بستیوں کو خدا نے عذاب کے ذریعے سے اُلٹ دیا تھا۔ ٭..... (تفسیر تبیان ۔ جلالین)

★ مطلب یہ ہے کہ دیکھو اور سوچو کہ حضرت نوحؑ کی قوم کیوں، اور کس طرح طوفان کے ذریعے غرق کی گئی۔ قومِ عاد آندھی کے عذاب میں کیوں گرفتار ہوئی۔ قومِ ثمود زلزلے سے کیوں کر تباہ و برباد کر دی گئی۔ نمرود اور اُس کے ساتھی کیوں مچھروں کے ذریعے ہلاک کیے گئے؟ اصحابِ مدینؑ اور حضرت شعیبؑ کی قوم سائباں والے دن آگ کے ذریعے کیوں اور کس طرح تباہ کی گئی۔ قومِ لوطؑ کا ایسا بُرا حشر کیوں ہوا؟ اُن کے شہر کسطرح اور کیونکر اُلٹ دیے گئے۔ اُن کے مکانات کا اوپر کا حصّہ نیچے اور نیچے کا حصّہ اوپر کیوں کر دیا گیا؟ عرض یہ باتیں غور طلب اور عبرتناک ہیں۔ ٭...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۱۱)

★ آیت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اُن قوموں کی تباہی اور بربادی اِس وجہ سے نہیں ہوئی کہ اُن کی اللہ سے کوئی دشمنی تھی، بلکہ وہ اِس لیے تباہ ہوئے کہ انھوں نے اپنے لیے وہ طرزِ زندگی پسند کیا جو اُن کو لازمی طور پر تباہی کی طرف لے جانے والا تھا۔ ہم نے تو اُن کو سوچنے سمجھنے کی پوری پوری صلاحیت اور سنبھلنے کا موقع دیا تھا، لیکن انھوں نے فائدہ نہ اُٹھایا۔ الخ ٭..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓىٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (۷۱)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں سب کے سب ایکدوسرے کے حامی اور رفیق ہیں (کیونکہ) وہ نیک باتوں کی ترغیب دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں، نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کریگا۔ یقیناً اللہ بڑی زبردست طاقت رکھنے والا اور بڑی گہری حکمتوں اور مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

مومنین و مومنات کی علامتیں

جس طرح پچھلی آیتوں میں منافق مرد اور منافق عورتوں کے صفات بیان کیے گئے تھے۔ اب اُن کے بالمقابل صاحبانِ ایمان مرد اور عورتوں کے اوصاف اور نتائج بیان کیے جارہے ہیں۔ پہلا وصف یہ بتایا کہ مومن مرد اور مومن عورتوں کو آپس میں ایکدوسرے کے ہمدم اور ہمقدم ہونا چاہیے اور متحد رہنا چاہیے۔ ایکدوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ یہی اُن کی ایمانی وحدت کا تقاضا ہے۔ * ...... (تفسیر تبیان)

* مسلمان ہونے کا نام تو مومن، منافق دونوں پر صادق آتا ہے۔ مگر مومن اور منافق کے مزاج، اخلاق، افکار، طبیعت، فکر، ہر چیز میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اِسی لیے منافقانہ خصائل رکھنے والے الگ گروہ بن جاتے ہیں۔ منافقانہ خصائل والے برائیوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ خدا سے غافل رہتے ہیں نیکی سے دور رہتے ہیں۔ اِس لیے عملاً اہلِ ایمان سے بھی بےتعلق رہتے ہیں۔ دوسری جانب سچے مومن مرد یا عورتیں ایک الگ گروہ بن جاتے ہیں۔ اُن سب میں نیکیوں بھلائیوں سے دلچسپی ہوتی ہے۔ برائیوں، ظلم و جور و جبر سے نفرت کرتے ہیں۔ خدا کی یاد اُن کے لیے غذا ہوتی ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے اُن کے دل اور ہاتھ کھلے رہتے ہیں۔ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کو وہ زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ اِسی مشترک اخلاق، مزاج اور طرزِ زندگی نے انھیں ایک دوسرے کا جوڑا بنا کر منافقین

www.drhasanrizvi.org

کے گروہ سے الگ کر دیا ہے۔ * .... (تفہیم)

اِس سے پہلی اوپر کی آیت میں تو یہ بتایا گیا تھا کہ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک گروہ ہیں۔ اور اب اُس کے مقابل ارشاد ہوا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں بھی ایک گروہ ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کے دوست، رفیق ہمدرد اور خیر خواہ ہیں۔ مومن کی صفات و خواص منافق کی صفات و خواص کے بالکل برعکس بیان ہوئے ہیں۔ اور خدا کا یہ وعدہ کہ "اللہ اُن پر ضرور رحم کرے گا"۔ یہاں حرف "س" وعدے کی تاکید کے لیے ہے۔ یعنی (سَيَرْحَمُهُمُ اللهُ) کا "س"۔ * ...... (بیضاوی، روح المعانی، ماجدی)

فقہاء نے لکھا کہ اِس آیت کی رو سے ایک مستقل گروہ کافروں اور منافقوں کا بن گیا اور دوسرا مستقل گروہ اہلِ ایمان کا بن گیا۔ اِس لیے جو محبت کا سلوک مومنین سے کیا جائے وہ کفار و منافقین سے نہ کیا جائے۔ اور اِس آیت سے فقہاء نے یہ نتیجہ نکالا کہ:

نتیجہ ۱: "کسی مومن کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مومن یا مسلمان کو اپنے قول یا عمل سے کسی قسم کا نقصان پہنچائے۔" * ..... (جصاص)

* حضورِ اکرم ؐ نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں"۔ * ..... (الحدیث)

نتیجہ ۲: صوفیاء اور عرفاء نے اِس آیت سے یہ نتیجہ نکالا کہ:

"جب آیت کی رو سے اطاعت ایمان کی علامت ہے، تو عدمِ اطاعت اور گناہ کی کثرت اور اس پر اصرار، سلبِ ایمان کی طرف لے جانے والے ہیں۔"

نتیجہ ۳: امام رازی نے لکھا کہ: "خدا نے مومنین اور مومنات کے ذکر میں بجائے "مِنْ بَعْضٍ" کے "اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ" فرمایا۔ اس سے یہ فرق معلوم ہوا کہ اہلِ کفر و نفاق ایک دوسرے کی پیروی صرف اندھی تقلید اور مناسبتِ طبع کی وجہ سے کرتے ہیں۔ جبکہ اہلِ ایمان میں جو اشتراکِ فکر و عمل پایا جاتا ہے، وہ استدلالِ عقلی اور توفیقاتِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔" * ..... (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.org

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (۷۲) جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؏ ۷۲ ع ۱۵

اللہ نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں سے اُن بہشت کے باغوں کا وعدہ فرمالیا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اُن سدابہار باغوں میں اُن کے لیے صاف ستھرے، پاک و پاکیزہ مکانات ہوں گے اور اللہ کی رضا سب سے بڑی بات ہے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔

جنّتِ عدن کے معنی اور اُس کے مستحق

"عدن" کے لغوی معنی' رہنا' بسنا ہوتا ہے۔

اِس لیے عدن کے معنی رہنے' بسنے کے باغات۔ یعنی وہ جنّتیں جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہوگا۔
*....... (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۲۵، القرآن المبین)

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "عدن' اللہ کا (بنایا ہوا) وہ مکان ہے جس کو کسی آنکھ نے نہ دیکھا، نہ سُنا اور نہ کسی انسان کے دل میں (اُس کے حُسن ولذّت کا) تصوّر آسکا اُس میں سوا تین قسم کے لوگوں کے اور کوئی نہیں رہے گا۔ (۱) النّبیّینؑ۔ (انبیا کرامؑ) (۲) الصّدّیقین' (قول وعمل کے سچے کھرے لوگ) (۳) الشّہداء (اللہ کی راہ میں جان دینے والے) خدا ان کے بارے میں فرمائے گا "خوش قسمت ہیں وہ جو اس مکان میں داخل ہوئے"۔
*..... (تفسیر صافی صفحہ ۲۱۱ سطر ۲۱۲ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "اگر کوئی شخص یہ پسند کرے کہ اُس کی زندگی میری زندگی کی طرح ہو اور اُس کی موت میری موت جیسی ہو' اور خدا اُس کو میری جنّت میں رہنے کی جگہ دے جس کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے اور جس کا نام "جنّتِ عدن" ہے' اور جسے خدا نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے بنایا اور "کُن" فرماکر پیدا کیا ہے تو اُس پر لازم ہے کہ وہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اور اُن کی اولاد (یعنی آلِ محمدؐ) سے محبت رکھے"۔ (محبت کا عملی ثبوت اُن کی پیروی کرنا ہوتا ہے)
*.......... (الخصال)

www.drhasanrizvi.org

وَعَدَ اللّٰهُ : اِس سے پہلی آیت میں منافقوں کے لیے جہنّم کا وعدہ تھا۔ اُن کے مقابلے پر مومنوں کے لیے جنّتِ عدن کا وعدہ ہے۔ اور اُن کے لیے فوزِ عظیم (یعنی بہت بڑی کامیابی اللہ کی خوشنودی کے ساتھ) ہے۔

"عدن" کا لغوی معنی ہے ٹھہرنا، قیام کرنا۔ بابِ ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ہے۔ اور معدن کا لفظ اِسی سے مشتق ہے۔ "معدنِ جوہر" یعنی جوہر کے ٹھہرنے کی جگہ۔ پس یہاں بھی اِسی مناسبت سے جنّات کو عدن کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ یعنی ایسے باغات جن میں ہمیشہ ٹھہرنا ہوگا۔ *...... (تفسیر انوار النجف ص۹۶)

مومنوں کی پہچان و علامات

ماقبل کی آیت میں مومنین کی چھ علامتیں بتائی گئی ہیں۔

(۱) ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہیں۔ اور اُن کے کمالِ خلوص کی نشانی ہے کہ ایکدوسرے پر جان دیتے ہیں۔
(۲) امر بالمعروف کرنا۔ (۳) نہی عن المنکر (۴) نماز کا قائم کرنا۔ (۵) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۶) یہ خصلت تمام خصائلِ حمیدہ اور اوصافِ فاضلہ کی جڑ ہے کہ وہ اللہ اور رسول اللہؐ کی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی نیکی ہی اُن سے متوقع ہوسکتی ہے۔ پس اُن پر خدا رحم فرمائے گا۔ *...... (تفسیر انوار النجف ص۹۵)

★ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا: مومن کی علامتیں پانچ ہیں:

(۱) شب و روز میں اِکاون (۵۱) رکعت نمازِ فریضہ و نافلہ پڑھنا۔ (۲) داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔
(۳) پیشانی کو خاک پر سجدۂ شکر میں رکھنا۔ (۴) نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے کہنا۔
(۵) زیارتِ اربعین پڑھنا۔

★ خدا کا فرمانا کہ: "اللہ کی رضامندی سب (نعمتوں) سے بڑھ کر ہے"۔

اِس پر عرفاء نے لکھا کہ: "جنّت بیشک بڑی عظیم نعمت ہے، مگر محبوبِ حقیقی کی رضامندی سے زیادہ عاشقِ صادق کے لیے کوئی چیز تصوّر تک نہیں کی جاسکتی۔ اِس سے بڑھ کر لطیف اور لذیذ کوئی چیز نہیں۔ اور خدا کی رضامندی صرف اُس کے احکام کی تعمیل اور ادائے فرائض ہی کے ذریعے حاصل ہوسکتی ہے۔" *...... (ماجدی)

★ خود جنّت میں جانے اور ہر قسم کی نعمت پانے کا سبب بھی تو یہی رضائے الٰہی ہے اور عاشقوں کا منتہائے مقصود بھی یہی ہے۔ *...... (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ (٧٣) وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کیجیے اور ان پر سختی بھی کیجیے۔ انکا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ واپس لوٹ کر جانے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد ـــــ کا ـــــ حکم

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے جہاد کیا، اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام نے منافقوں کے خلاف جہاد کیا۔ اور آپ کا جہاد، دراصل جناب رسولِ خداؐ کا جہاد تھا۔ (اس طرح خدا کا یہ حکم کہ "اے نبیؐ! کفار اور منافقین سے جہاد کرو" پورا ہو گیا۔)

★ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر صافی ص ٢١٣)

★ کیونکہ جناب رسولِ خداؐ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ کفار اور منافقین دونوں سے جہاد فرمائیں۔ مگر آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ میں کفار تو کھل کر جنگ کرنے کے لیے آئے۔ لہٰذا اُن سے آنحضرتؐ نے جہاد فرمایا لیکن منافقین کھل کر جنگ پر آپؐ کے خلاف نہیں آئے۔ اس لیے آپؐ نے بھی اُن کے خلاف تلوار سے جہاد نہیں فرمایا۔ اور آپؐ کے بعد جب حضرت علیؑ کا زمانۂ خلافتِ ظاہری آیا تو منافقین کھل کر میدانِ جنگ میں آموجود ہوئے۔ لہٰذا حضرت علیؑ نے نیابتِ رسولِ اکرمؐ میں اِسی آیت کی تاویل میں منافقین سے جنگ کر کے خدا کے حکم کی تعمیل کی۔

★ اِسی بارے میں جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! تم اُسی طرح تاویلِ قرآن پر جنگ کرو جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل پر جنگ کی۔" (الحدیث)

★ ظاہر ہے کہ کافر تنزیلِ قرآن کے مخالف تھے۔ اور تاویلِ قرآن کے دشمن وہ لوگ ہیں جو قرآن کے صحیح مفہوم کے بجائے قرآن کی آیتوں کو اپنی مرضی کا مطلب پہنا کر پیش کرتے ہیں۔ یہی منافقین ہیں۔ اُن سے جنگ کرنا حضرت علیؑ کی ذمّے داری قرار پایا جو اصل میں رسولؐ کا کام تھا جسے حضرت علیؑ نے نیابتاً پورا کیا۔

★ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.org

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۚ وَلَقَدْ (۷۴) وہ لوگ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے
قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ وہ بات نہیں کہی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ
اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ انھوں نے کفر کی بات ضرور کہی اور وہ اسلام
وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور انھوں نے وہ کچھ کرنے
رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا کا ارادہ کیا جسے وہ پورا نہ کر سکے۔ اور ان کا سارا
يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا غصہ اور ناراضگی صرف اس بات پر ہے کہ اللہ اور
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى اس کے رسولؐ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو مالدار
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى بنا دیا ہے۔ اگر اب بھی وہ توبہ کر لیں تو یہ انھیں
الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ ۷۴ کیلئے بہتر ہے۔ اور اگر وہ منھ پھیر لیں تو پھر اللہ
بھی ان کو دنیا اور آخرت میں بہت سخت تکلیف دینے والی سزا دے گا۔ اور پوری زمین پر ان
کا نہ تو کوئی دوست یا سرپرست ہوگا اور نہ کوئی حامی یا مددگار ہوگا۔

منافقوں کی بدمعاشیاں

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے کعبہ میں قسم کھائی تھی کہ جناب رسولِ خداؐ کے بعد خلافت کو بنی ہاشم میں نہ رہنے دیں گے۔ یہ ان کا کفر تھا۔ پھر یہی لوگ گھاٹی میں جا کر رسولِ خداؐ کی گھات میں بیٹھ گئے اور جناب رسولِ خداؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے کہ: "وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا" یعنی: انھوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا جسے وہ نہ کر سکے۔
(تفسیر صافی ص۲۱۲ بحوالہ تفسیر قمی)

★ خدا کا منافقوں کے لیے یہ فرمانا کہ: "اور کوئی بات ایسی نہیں جس سے وہ ناراض ہوں، سوا اس کے کہ: خدا اور اس کے پیغمبرؐ نے انھیں اپنے فضل و کرم سے مالدار بنا دیا۔" تو مالدار بنانا کوئی ناراضگی کی بات نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مطلب یہ ہوا کہ منافقوں کا خدا اور رسولؐ سے ناراض ہونا قطعاً غلط اور احمقانہ فعل ہے، اور عقلی طور پر ان کو خدا اور رسولؐ سے ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں۔ اس لیے کہ خدا اور رسولؐ نے ان کے ساتھ

www.drhasanrizvi.org

بھلائی کی ہے، کوئی بُرائی نہیں کی۔ * ..... (فصل الخطاب)

غرض یہ بڑا گہرا طنز ہے منافقوں کے کفرِ نعمت پر۔ ایسا طنزیہ انداز بیان ہر زبان میں ہوتا ہے مثلاً۔ اُردو زبان میں کہتے ہیں: "جی ہاں مجھ سے سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ میں وقت پر آپ کے کام آگیا تھا۔"

وسیلے کی اہمیت محققین نے لکھا کہ ملاحظہ فرمائیں کہ خدا نے مالدار بنانے کی نسبت اپنے ساتھ ساتھ رسولؐ کی طرف بھی دی ہے۔ حالانکہ اصل فاعل خدا ہے، رسولؐ صرف وسیلہ ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خدا کی عطاؤں کی نسبت رسولؐ کی طرف دی جاسکتی ہے۔ اِس لیے رسولؐ سے عطا کا سوال کرنا شرک نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا نے خود عطا کی نسبت رسولؐ کی طرف پھیری ہے۔ * ..... (فصل الخطاب)

★ شاہ رفیع الدین صاحب نے اِس آیت کا ترجمہ لکھا کہ:

"دولت مند کیا اُن کو اللہ نے اور رسولؐ اُس کے نے۔" * ..... (شاہ رفیع الدین)

★ شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ کیا:

"تونگر ساخت ایشاں را خدا و رسولِ او۔" * ..... (شاہ ولی اللہ)

منافقین کی ناکام سازشیں خدا کا فرمانا: "جو منصوبہ اِن منافقین نے بنایا تھا، وہ اُس میں کامیاب نہیں ہوئے۔" یہ منصوبہ جناب رسولِ خداؐ کو قتل کرنے کا تھا جب آپؐ غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ * ..... (تفسیر جلالین)

غرض اِس آیت میں اشارہ اُن سازشوں کی طرف ہے جو غزوۂ تبوک کے موقع پر منافقین نے کی تھیں۔ پہلی سازش تو یہ کی تھی کہ جب غزوۂ تبوک سے واپسی پر مسلمانوں کا لشکر ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں پہاڑوں کے درمیان سے راستہ گذر رہا تھا۔ منافقین نے طے کیا کہ اِس موقع پر رسولِ اکرمؐ کو کسی کھڈے میں پھینک دیں گے۔ لیکن حضورِ اکرمؐ کو جبرائیلؑ نے اِس منصوبے کی خبر پہنچادی۔ آپؐ نے پورے لشکر کو حکم دیا کہ وہ وادی کے راستے سے نکل جائیں اور خود صرف عمارؓ یاسر اور حذیفہ بن یمانی کو لے کر گھاٹی کے

www.drhasanrizvi.org

اندر سے ہو کر چلے۔ دشمن منافق ڈھاٹے باندھے ہوئے پیچھے آئے۔ یہ دیکھ کر حذیفہ اُن کی طرف لپکے۔ مگر منافق اُن سے ڈر کر بھاگ نکلے۔

دوسری سازش منافقوں نے یہ کی تھی کہ جونہی مسلمانوں کو رومیوں کے مقابلے میں شکست ہوگی ہم مدینے میں عبداللہ ابن اُبی منافقوں کے سرغنہ کے سر پر شاہی تاج رکھدیں گے۔ مگر منافق اپنی دونوں سازشوں میں ناکام رہے۔ اسی لیے خدا نے فرمایا: "انھوں نے وہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا جسے وہ کر نہ سکے۔

"اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا (دعا) نے کام کیا"

رسولِ اکرمؐ کا احسان

جناب رسولِ اکرمؐ کے آنے سے پہلے مدینہ ایک چھوٹا سا معمولی شہر تھا۔ یہاں کی آبادی بھی غریب تھی۔ جب حضورِ اکرمؐ تشریف لائے تو آپؐ نے آٹھ نو سال کے اندر مدینے کو سارے عرب کا دارالسلطنت بنا دیا۔ یہی مدینے والے غریب لوگ اسلام کی برکت سے عرب کے سردار، غازی، شہید اور بڑے بڑے تاجر بن گئے۔ اللہ انھیں شرم دلا رہا ہے کہ تم ہمارے نبیؐ پر غصہ کرتے ہو، وہ بھی اس بات پر کہ اُن کی وجہ سے تم پر ہر قسم کی نعمتوں کی بارشیں برسائی گئی ہیں۔

* .... (تفہیم)

★ جب اسلام کا بول بالا ہوا تو اسلامی حروب میں حضورؐ کے قدم جگہ بہ جگہ فتح و نصرت نے چوم لیے تو کفار سے اس قدر مالِ غنیمت لوگوں کو دستیاب ہوا کہ غنی ہو گئے اور فاقہ مستی کے بعد یکدم دولتمند اور غنی ہو جانا اللہ کا فضل و کرم اور اُس کے رسولؐ کا فیض تھا۔ پس اُن کو چاہیے تھا کہ خدا کی اس نعمت پر اُس کا شکر ادا کرتے۔ اور اُس کے رسولؐ کی غلامی کو اپنا سرمایۂ زندگی تصور کرتے لیکن اُنھوں نے اپنی نااہلیت کا ثبوت دیا۔ اور یکبارگی غنی ہونے میں وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور اُلٹا اپنے محسن کے درپے ایذا و قتل ہو گئے۔ پس گویا اُنھوں نے اپنے اوپر خدا اور رسولؐ کے انعامات و احسانات کا شکر ادا کرنے کی بجائے، انتقام لیا جو انتہائی خست اور کمینگی ہے۔ * .... (انوار النجف ۹)

www.drhasanrizvi.org

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ ۷۵

(۷۵) اور اُن میں ایسے بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ اگر اُس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں (مال) عطا فرمایا تو ہم خیرات بھی کریں گے اور نیکوں میں سے ہو جائیں گے۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ ۷۶

(۷۶) مگر جب اللہ نے اُنھیں اپنے فضل و کرم سے دولت دے دی تو اُنھوں نے اُس دولت کے ساتھ کنجوسی کی۔ اور اپنے عہد سے ایسے پھر گئے کہ گویا اُنھیں اُس کی کوئی پرواہ تک نہیں۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○ ۷۷

(۷۷) بس اللہ نے بھی اُن کے دلوں میں نفاق کو قیامت تک کیلئے جما دیا کہ جب وہ اللہ سے ملیں گے (تو اسی حال میں ملیں گے) اُس بدعہدی کی وجہ سے جو اُنھوں نے اللہ کے ساتھ کی، اور اُس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بولتے رہے۔

(آیت ۷۶) فقہاء نے اِس آیت سے نتیجہ نکالا کہ نذر ماننے والے پر اُس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ★... (جصاص)

یعنی مال ملنے سے پہلے ایمان اُن میں برائے نام تھا، اور فکرِ آخرت نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی اب جو مال ملا تو ایسے ڈوبے کہ اطاعت اور فرائض الٰہیہ سے بالکل منہ پھیر لیا۔ ★... (تفسیر روح المعانی)

مال کی محبت کا بُرا انجام (آیت ۷۵) مفسرین نے لکھا کہ یہ آیت ایک شخص ثعلبہ بن حاطب انصاری کے بارے میں اُتری ہے، جو بڑا زاہد عابد تھا۔ مگر فاقوں سے تنگ آکر اُس نے جناب رسولِ خدا سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے مال عطا فرمائے تو میں اُس کے تمام حقوق ادا کروں گا، اور

www.drhasanrizvi.org

رشتے داروں کا خیال رکھوں گا، کسی بات میں کمی نہ کروں گا۔

چنانچہ اُس کے سخت اصرار پر جناب رسولِ خدا نے دُعا کی تو وہ دولت مند ہو گیا۔ جب اُس کے پاس بکریوں کے رکھنے کی جگہ نہ رہی تو مدینے سے باہر صحرا میں رہنے لگا۔ اب اُسے اتنی فرصت نہ رہی کہ نماز کے لیے حاضر ہوتا۔ یہاں تک کہ نمازِ جمعہ میں بھی حاضر نہ ہوتا۔ کچھ دنوں کے بعد جب جناب رسولِ خدا نے زکوٰۃ لینے کے لیے دو آدمیوں کو اُس کے پاس بھیجا اور اُن دونوں آدمیوں نے حضورِ اکرم کا خط اُسے دیا اور زکوٰۃ ادا کرنے کے حکم والی آیت بھی اُس کے سامنے پڑھی تو وہ بولا: "کیا رسول ہم سے جزیہ مانگتے ہیں؟" یہ جواب سُن کر وہ لوگ پلٹ آئے۔ اِسی بات پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب اُس نے آیت سُنی تو گھبرایا ہوا آیا اور عرض کی کہ آپ کو اختیار ہے، جتنا چاہے مالِ زکوٰۃ لے لیں۔ حضورِ اکرم نے فرمایا: "تو نے زکوٰۃ کو جزیہ کہا۔ اب میں تیری زکوٰۃ نہ لوں گا"۔

اِس کے بعد ثعلبہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اُن کے پاس آیا اور زکوٰۃ لینے کی درخواست کی۔ اُنھوں نے انکار کر دیا۔ پھر وہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اُن کے پاس آیا اور زکوٰۃ دینی چاہی۔ اُنھوں نے بھی انکار کر دیا۔ مگر حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اُس سے زکوٰۃ لے لی۔

★ محققین نے لکھا کہ اگرچہ آیت کے صیغے جمع کے ہیں مگر تمام مفسرین نے لکھا کہ یہ آیت ایک شخص ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں اُتری ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ ممکن ہے کہ صیغے جمع کے ہوں مگر اُس کا اوّلین مصداق صرف ایک شخص ہو۔ اِسی طرح آیۂ ولایت میں جمع کے صیغے ہیں مگر وہ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں اُتری ہے اور وہی اُس کے اوّلین مصداق ہیں۔ ★ ..... (فصل الخطاب)

★ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ، کیونکہ اُن لوگوں نے اپنے اختیار اور ارادے سے گمراہی اختیار کر لی، اِس لیے خدا بھی اُن کی گمراہی کو ہدایت سے نہ بدلے گا، بلکہ اُنھیں بدستور اِسی حال میں پڑا رہنے دے گا۔ ★ ..... (ماجدی)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ جس طرح خدا کی اطاعتوں سے ایمان کی روشنی اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے، اِسی طرح گناہوں سے کفر کی تاریکی میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

★ ..... (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِرَّہُمۡ وَ نَجۡوٰىہُمۡ وَ اَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ۚ (۷۸) کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ کو اُن کے تمام چھپے ہوئے راز اور سرگوشیاں تک معلوم ہیں اور خدا تمام پوشیدہ باتوں کا پوری طرح جاننے والا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ اِلَّا جُہۡدَہُمۡ فَیَسۡخَرُوۡنَ مِنۡہُمۡ ؕ سَخِرَ اللّٰہُ مِنۡہُمۡ ۫ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۷۹﴾ (۷۹) جو ایسے ایمانداروں پر طعنے کستے ہوئے اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں جو اپنی خوشی اور رغبت سے خیرات کرتے ہیں اور اپنی محنت مزدوری کے سوا اور کچھ نہیں رکھتے۔ پس اللہ خود اُن کا مذاق اُڑانے والوں کا مذاق اُڑائے گا۔ اور اُن کے لیے بڑی ہی سخت تکلیف دینے والی سزا ہے۔

منافق صدقات دینے والے مومنین کا مذاق اُڑاتے تھے

(آیت ۷۹) شانِ نزول اس آیت کا یہ ہے کہ سالم بن عمیر انصاری ایک صاع کھجوریں لایا اور عرض کی "یا رسول اللہ! آج رات بھر میں اُجرت پر کام کرتا رہا۔ اور دو صاع خرمے میں نے کمائے۔ ایک صاع خرمے میں نے رکھ لیے ہیں اور ایک صاع خرمے خدا کو قرض دینا چاہتا ہوں۔ جنابِ رسولِ خدا نے حکم دیا کہ ان ایک صاع بھر خرموں کو صدقات میں شامل کرو۔ اس پر منافقین خوب ہنسے اور کہنے لگے: "اگر اللہ اس ایک صاع کھجوروں سے بے نیاز ہوتا تو خوب ہوتا بھلا اتنی سی کھجوروں کا خدا کیا کرے گا؟ یہ تو صرف اس دینے والے نے یہ چاہا ہے کہ آئندہ صدقات میں سے اسے بھی کچھ ملا کرے۔" اس پر آیت اُتری۔ (تفسیر صافی صہ ۲۱۲۔ بحوالہ تفسیر قمی)

نتیجہ :

* معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک خیرات یا عملِ خیر کی مقدار (کم یا زیادہ) نہیں دیکھی جاتی، بلکہ عمل کرنے والے کی نیت، قربانی، تقویٰ اور کوششوں کو دیکھا جاتا ہے۔ خدا اُن کی کوششوں اور قربانیوں کی بڑی قدر کرتا ہے۔ اس لیے کہ وہ سب سے بڑا قدردان ہے۔
* خدا کا فرمانا کہ: "جن لوگوں کو اپنی محنت کے سوا کچھ میسّر نہیں آتا" یعنی انھیں محنت مزدوری کر کے جو کچھ

www.drhasanrizvi.org

بھی تھوڑا یا بہت میسر آتا ہے اُس میں سے وہ صدقہ کر دیتے ہیں۔"

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "سب سے بہتر صدقہ مفلس کا صدقہ ہے جتنا بھی اُسے میسر ہو۔" (الحدیث)
★..... (تفسیر صافی ص۲۱۲)

(کیونکہ مفلس کا صدقہ بڑی محنت اور قربانی کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے خدا ایسی قربانیوں کا بڑا قدردان ہے۔)

★ خدا کا فرمانا: "اللہ انھیں (یعنی منافقوں کو غریبوں کا) مذاق اُڑانے کی سخت سزا دے گا۔"

اِس سلسلے میں حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"اللہ اُن سے اِس طرح ہنسنے اور مذاق اُڑانے کا پورا پورا بدلہ لے گا۔" (کیونکہ ایسا مذاق غریبوں اور قربانی دینے والوں کا دل دُکھانے کے مترادف ہے اور اُن کی قربانیوں کو حقیر سمجھنا ہے۔)
★..... (تفسیر صافی ص۲۱۲ بحوالہ عیون الاخبار الرضاؑ)

★ حضورِ اکرمؐ کے پاس عبدالرحمٰن بن عوف صدقے کے لیے ایک تھیلی روپوں (درہموں) کی بھر کر لائے اور عتبہ بن زید حارثی ایک صاع کھجور لیکر آئے۔ اور عرض کی کہ: حضورؐ! میں نے باغ میں مزدوری کی ہے۔ اور مجھے دو صاع کھجوریں ملی تھیں پس ایک صاع بچوں کیلئے گھر میں رکھ لی ہیں اور دوسرا صاع حضورؐ کے پیشِ خدمت ہے۔ یہ سُنکر منافقوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نام و نمود چاہتا ہے۔ لہٰذا ریا کی خاطر اس نے تھیلی پیش کی ہے۔ اور خدا کھجور کے ایک صاع سے بے نیاز ہے۔ پس زیادہ دینے والے کو ریا کا طعنہ دیا اور تھوڑا دینے والے کو حقیر سمجھا۔

اِس آیت میں خدا منافقوں کی اسی حرکت کا ذکر فرما رہا ہے۔ ★..... (تفسیر مجمع البیان)

★ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب حضورِ اکرمؐ نے چندے کی اپیل کی تو مالدار منافقین ہاتھ روکے بیٹھے رہے اب جو اہلِ ایمان بڑھ چڑھ کر چندے دینے لگے تو منافقوں نے جل کر فقرے کسنے شروع کیے۔ اگر کوئی مالدار مسلمان بڑی رقم دیتا تو اُس پر ریاکاری کا الزام لگاتے۔ اور اگر کوئی غریب مسلمان اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر کوئی چھوٹی سی رقم پیش کرتا تو اُس پر آوازے کستے کہ لو یہ چندہ! چہ پدّی چہ پدّی کا شوربہ۔ لیجیے! یہ ٹڈی کی ٹانگ بھی آگئی۔ اب اِس سے روم کے قلعے فتح ہوں گے۔ ★..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.org

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ (۸۰) اب آپؐ چاہے اُن کیلئے خدا سے معافی
اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً طلب کریں یا نہ کریں، اگر آپؐ ستّر مرتبہ بھی
فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اُن کیلئے معافی مانگیں گے تو بھی خدا اُنھیں
بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَ تو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ اِس لئے کہ اُنھوں نے
اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۸۰ ع خدا اور اُس کے رسولؐ کا اِنکار کیا۔ اور اللہ ایسے ١٠ ع ١٧
فاسق و بدکار لوگوں کو منزلِ مقصود تک پہنچایا ہی نہیں کرتا۔

کافر اور گنہگار کا فرق

نتیجہ ۱: محققین نے لکھا کہ خداوندِ عالم کا رسولؐ کو یہ حکم دینا کہ کافروں کے لیے معافی کی دعا نہ فرمائیں، یہ بتاتا ہے کہ مسلمان گنہگاروں کے لیے رسولؐ کا خدا سے معافی طلب کرنا مسلمانوں کو ضرور فائدہ پہنچاتا ہے۔ ٭.... (فصل الخطاب)

نتیجہ ۲: دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ گنہگار اور کافر میں فرق ہے۔

اسی لیے شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا: "یہاں سے فرق نکلتا ہے، بے اعتقاد کا اور گنہگار کا۔

گناہ ایسا کونسا ہے کہ پیغمبرؐ کی بخشائی سے نہ بخشا جائے۔ مگر بے اعتقاد (کافر) کو پیغمبرؐ کا ستّر مرتبہ استغفار کرنا بھی فائدہ نہ کرے۔.... مثلاً اگر آدمی سے بدی ہو، یا، نماز روزہ نہ ہو، اور وہ شرمندہ ہے تو وہ گنہگار ہے۔ اور جو کوئی بُرے کام کو عیب ہی نہ جانے اور فرض کو کرنا نہ کرنا برابر سمجھے، اور کرنے والوں پر طعن کرے، تو وہ بے اعتقاد ہے۔" ٭.... (موضح القرآن)

اعتراض اور اُس کا جواب

سوال یہ ہے کہ: رسولؐ نے منافق کے لیے استغفار کی دعا کیوں کی؟ اور منافق کی نمازِ جنازہ کیوں پڑھائی؟

جواب یہ ہے کہ: شریعت کے احکام ظاہر کے مطابق ہوتے ہیں۔ جب خدا نے منافقوں کے نفاق کو ظاہر کر دیا تو اب اُن پر کفر کا حکم صادر ہوگیا، اس سے پہلے رسولؐ ظاہر پر عمل کرنے کے پابند تھے۔ اب جبکہ خدا نے اُن کا نفاق ظاہر کر دیا تو اب استغفار کرنا اور نمازِ جنازہ پڑھنے کی ممانعت ہوگئی۔ ٭.... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

★ عبداللہ بن اُبی کا بیٹا جس کا نام عبداللہ تھا، مخلص مومنوں میں سے تھا۔ جب اُس کا باپ بیمار ہوا تو یہ خدمتِ جنابِ رسولِ خدا میں حاضر ہوا اور عرض کی: حضور! میرے باپ کے لیے دعا کیجیے۔

اِس پر یہ آیت اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۔۔ الخ اُتری کہ آپ اِن کے لیے دعا کریں یا نہ کریں، دونوں صورتیں برابر ہیں۔ بلکہ اگر ستر مرتبہ بھی دعا کریں تو خدا اُن کو نہیں بخشے گا۔

اور ستر مرتبہ کا لفظ کثرت ظاہر کرنے کی تعبیر ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ میں نے ہزاروں مرتبہ تم کو اس بات کی تنبیہ کی ہے لیکن تم نے ایک مرتبہ بھی نہیں سنا۔

اِس قسم کی تعبیروں سے وہ عدد خاص طور پر مقصود نہیں ہوا کرتا۔ پس اِس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اے میرے حبیبؐ! آپؐ خواہ کتنی ہی بار اِن کے لیے دعاءِ مغفرت کریں، اُس کا کوئی فائدہ اُن کو نہ ہوگا، کیونکہ وہ کافر تھے۔ اور خدا اُن کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ ★ ۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف ۱۰)

نتیجہ :۔ محققین نے نتیجے نکالے کہ :

(۱) مجتہد کو چاہیے کہ آیاتِ عذاب میں تاویل اور وعدہ ہائے انعام میں توسیع کرتا رہے۔ (ماجدی)

(۲) کفر اور نفاق ایسی بُری چیزیں ہیں کہ اِن کے ہوتے ہوئے پیغمبرِ اکرمؐ کی سفارش بھی بے اثر رہتی ہے۔

★ ۔۔۔۔ (جصاص)

(۳) فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ : کافر کے لیے استغفار اور نمازِ جنازہ پڑھنا درست نہیں۔

(۴) جب کافر کو اُس کے کفر کی وجہ سے رسولؐ کا استغفار فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو مومن کو رسولِ خدا کا استغفار اُس کے ایمان کی وجہ سے ضرور فائدہ پہنچائے گا۔ (انشاءاللہ)

★ ۔۔۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

(نوٹ :)

★ فاسقین: یعنی بدکاروں سے یہاں مراد محض گناہگار نہیں بلکہ یہاں ایمان سے خارج ہونا مراد ہے ایسے لوگ خدا کی رحمت اور مغفرت سے قطعی طور پر محروم رہیں گے۔

★ ۔۔۔۔۔ (مدارک)

www.drhasanrizvi.org

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ ۸۱

(۸۱) جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ رسولِ خدا کے پیچھے اپنے گھروں میں رہنے پر خوش ہوئے (کیونکہ) اُنھیں یہ بات ناپسند تھی کہ وہ اپنے مال اور جان کے ذریعے سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اُنھوں نے (لوگوں سے) کہا کہ اتنی گرمی میں سفر نہ کرو۔ اُن سے کہدو کہ جہنّم کی آگ اِس سے بھی کہیں زیادہ گرم ہے، کاش وہ سمجھ سے کام لیتے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ۸۲

(۸۲) اب اُن کو چاہیے کہ کم ہنسیں اور زیادہ روئیں، اُن بُرائیوں کی سزا میں جو وہ کماتے رہے ہیں۔

(آیت ۸۱) فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ : غزوۂ تبوک پر جاتے ہوئے جن منافقوں نے حضورؐ سے چھٹّی مانگ لی تھی اور آپؐ نے اُن کو پیچھے چھوڑا تھا، اُن کے بارے میں فرماتا ہے کہ "وہ اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہیں۔
* . . . . . (تفسیر انوار النجف ص۲۱)

خِلٰفَ کے معنی "بعد" کے ہیں۔ جس سے مُخَلَّفُوْنَ بنا ہے۔ یعنی "پیچھے رہ جانے والے"۔
* . . . . (کشاف ۔ روح ، تفسیر کبیر)

عرفاء نے لکھا کہ اُن اہلِ باطل کا حال بھی اِنہی سے مشابہ ہے جو سلوک کی تکلیفوں کو بڑی شدّومدّ سے بیان کرتے ہیں اور اس طرح سالکین اور طالبین کو راہِ سلوک سے روکتے ہیں۔
(مرشد تھانوی)

(آیت ۸۲) خدا کا فرمانا: "پس (اے منافقو!) کم ہنسو اور زیادہ رویا کرو۔"

یہ آیت منافقوں کی دنیا اور آخرت دونوں کی حالت کی خبر دے رہی ہے یعنی منافق دنیا کی چند دنوں کی زندگی میں خوب ہنس لیں گے، مگر آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روتے رہیں گے۔

www.drhasanrizvi.org

امر کے صیغے اِس لیے استعمال کیے گئے ہیں تاکہ منافقین سمجھ لیں کہ ایسا حتماً اور لازماً ہونا ہے۔

نیز ہنسنے اور رونے سے یہاں مراد خوشی اور غم ہیں۔ ★ ..... (تفسیر صافی ص۲۱۳)

★ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں کا ظالموں کی دنیا میں کوئی خوشی خوشی نہیں، اِس لیے کہ اگر یہ اپنے اور اُس خوشی کے انجام کو جان لیں تو اُن کی ساری ہنسی خوشی فوراً رخصت ہو جائے۔ ایسی خوشی بھلا خوشی کیسے کہی جا سکتی ہے جس کا انجام دائمی نہ ہو۔

★ بعض اوقات صحیح باتوں کے لیے غلط دلیل پیش کی جاتی ہے۔ مثلاً:

"حضرتِ امام حسین علیہ السلام اور آلِ رسولؐ کے مصائب سُن کر رونے پر یہ آیت پڑھی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ آیت کفّار و منافقین اور ظالمین کے بارے میں ہے جو دین کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اِس لیے کہ اِس میں بداعمالی کی سزا بتائی جا رہی ہے۔ اِس سے بھلا اہلِ ایمان کے رونے کا کیا تعلق؟ وہ بھی آلِ محمدؐ کے غم پر رونے والوں کا۔ (کجا می نمائی و کجا می زنی۔ یہ انتہائی غلط بے تکا استدلال ہے کہ اِس آیت کو عزادارانِ حسین و آلِ محمدؐ کے خلاف استعمال کیا جائے۔) ★ ..... (فصل الخطاب)

★ اسی آیت کے ایک معنی یہ بھی بتائے گئے ہیں کہ کافروں منافقوں اور ظالموں کی ہنسی کا زمانہ بہت ہی کم ہے۔ یعنی اِس دنیا کی مختصر سی چند روزہ عمر میں وہ جتنا چاہیں ہنس لیں۔ پھر تو اُن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رونا ہی رونا ہے۔ ★ .... (تفسیر تبیان)

(نوٹ:) ★ آلِ محمدؐ کے غم پر رونے والے حکمِ خدا کی تعمیل کرتے ہوئے روتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے قرآن میں آیتِ مودّت کے ذریعے آلِ محمدؐ کی محبت کا حکم دیا ہے۔ گویا عزادارانِ حسینؑ، آلِ محمدؐ کی تکلیفوں پر روتے ہیں جو عبادت ہے جبکہ منافقوں کو اُن کی بداعمالیوں اور گناہوں پر رونے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اِن دو قسم کے رونے والوں میں اگر کوئی تعلق ہے تو ضد کا تعلق ہے، یکسانیت کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ ★ .. (مؤلف)

★ بعض جاہل صوفیاء اِس خبر کو امر سمجھ کر اپنے مرشدوں سے شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں رونا نہیں آتا، حالانکہ رونا اختیاری اُمور میں سے نہیں ہے۔ ★ ..... (تھانوی)

www.drhasanrizvi.org

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِىَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِىَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝ ۸۳

(۸۳) اب اگر اللہ تمھیں اُن کے کسی گروہ کے درمیان واپس لے جائے اور وہ آپؐ سے جہاد کیلئے نکلنے کی اجازت مانگیں تو آپؐ صاف صاف کہدیں کہ: "اب تم میرے ساتھ کبھی نہیں نکل سکتے، اور نہ میرے ساتھ رہ کر تم کسی دشمن سے جنگ کر سکتے ہو۔ حقیقت میں تم نے تو پہلے بھی (گھر) بیٹھے رہنے ہی کو پسند کیا تھا، تو اب پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (اپنے گھر) بیٹھے رہو۔

منافقوں کی ذہنیت

یہ حکم بتاتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے اُن کے نام غازیوں کے رجسٹر سے نکال دیے گئے تھے۔

* . . . . (تفسیر صافی ص ۲۱۳)

کیونکہ جنگِ تبوک پر جاتے وقت موسم بہت سخت گرم تھا اور مقابلہ بھی سلطنتِ روم سے تھا، اِس لیے اُن لوگوں نے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اب اگر کوئی ایسی مہم پیش آئی جو آسان ہوگی اور اُس میں مالِ غنیمت ملنے کی بھی اُمید ہوئی تو یہ تبوک میں نہ جانے والے آ آکر اپنی خدمات پیش کریں گے۔

خدا حکم دے رہا ہے کہ اُن کو ہرگز ساتھ لے کر نہ جائیے گا۔ کیونکہ وہ لوگ سخت موقع پر جہاد سے کنارہ کشی کر چکے۔ اِس لیے اب اُنھیں جہاد کی سعادت عطا نہیں کی جائے گی۔

* . . . . (فصل الخطاب ۔ فتح الرحمٰن)

آیت کا پیغام :-

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ: ارشاد ہے کہ اگر آپ غزوۂ تبوک سے باخیر و عافیت واپس جائیں اور ان منافقوں سے پھر ملنا جلنا ہو تو اب اُن سے سابقہ برتاؤ ترک کر دیں۔ اور اگر دوبارہ جہاد کیلئے دشمنوں کے مقابلے میں خروج کی نوبت آئے اور یہ منافق اپنی نصرت کی پیش کش کریں تو قبول نہ فرمائیں۔ اور اِن کو واشگاف الفاظ میں دو ٹوک کہدیں کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ نکلو کیونکہ تمھیں ساتھ لے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس تم گھر بیٹھے ہی بھلے ہو۔

* . . . . (تفسیر انوار النجف ص ۱۰۳)

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ (۸۴) اور اگر اُن میں سے کوئی مرجائے تو اُس مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ کی نمازِ جنازہ بھی ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا، کیونکہ ان لوگوں وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ۸۴ نے اللہ اور اس کے رسولؐ کا اِنکار کیا ہے۔

(یعنی اُن کے حکم کو ماننے سے انکار کیا ہے) اور وہ اِس حالت میں مَرے ہیں کہ وہ (فاسق) یعنی بُرے کام کرنے والے تھے

قبر پر کھڑے ہونے اور زیارتِ قبور کا جواز

جنابِ رسولِ خداؐ جب کسی میّت کے جنازے کی نماز پڑھتے تھے تو ایک ساعت (کچھ دیر) اُس کی قبر پر کھڑے رہتے تھے اور اُس کے لیے دعا کرتے رہتے تھے بعد میں خدا نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور اُن کی قبر پر کھڑے ہو کر اُن کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت فرمادی۔ اور اس کے دو سبب بتلائے:

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ

(۱) "اُنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو (دل سے) ماننے سے انکار کیا۔

(۲) اور وہ اِس حالت میں مَرے کہ وہ خدا کے نافرمان تھے۔" (الآیۃ)

★ ..... (تفسیر صافی ص ۲۱۳ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

★ عام روایت تو یہ ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے مشہور منافق اُبی ابنِ کعب کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی، اِس پر یہ آیت اُتری۔ ★ .... (تفسیر جلالین)

★ لیکن اگر ایسا ہوتا تو قرآن کے مزاج کے مطابق آیت: "عفا اللہ عنک" (یعنی اللہ آپ کو معاف کرے) کے الفاظ سے شروع ہوتی۔ اِس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ آیت مستقل ہدایت کے طور پر اُتری ہے کہ اے رسولؐ! آپ کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائیے گا۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ یہ ایسے منافقوں کے بارے میں حکم ہے جنکی

www.drhasanrizvi.org

منافقت اِس درجے تک پہنچ گئی ہو کہ اُن پر کافروں کے احکامات جاری ہو گئے۔ ورنہ تمام منافقوں کے لیے تو قرآن کا واضح حکم یہ ہے کہ:

"لا تعلمھم نحن نعلمھم" (آپؐ اُنھیں نہیں جانتے، ہم اُنھیں جانتے ہیں)

★ محققین نے اِن الفاظ سے کہ "آپؐ منافقوں کی قبر پر کھڑے نہ ہوا کریں" یہ نتیجہ نکالا کہ مومنین کی قبروں پر جاکر کھڑے ہونا، اُن کی زیارت کرنا اور اُن کے لیے دعاء مانگنا اچھا کام ہے۔

★ ...... (فصل الخطاب)

★ مفسرین نے یہ واقعہ لکھا کہ: تبوک سے واپسی پر منافقوں کے سردار عبداللہ ابنِ اُبی کا انتقال ہوگیا۔ اُس کے بیٹے نے جو مخلص مسلمان تھا، حضورِ اکرمؐ سے اُن کا کُرتہ باپ کے کفن کے لیے مانگا۔ حضورؐ نے اُس کا دل رکھنے کے لیے کُرتہ عنایت فرمایا۔ پھر اُس نے درخواست کی کہ: حضورؐ خود اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ آپؐ نے اپنی شفقت اور رحمت کی وجہ سے' دوست اور دشمن دونوں پر مہربانی فرمائی تھی' اس لیے آپؐ نماز پڑھنے کے لیے تیار ہو گئے، مگر خدا نے اِس حکم کے ذریعے آپؐ کو نماز پڑھانے سے روک دیا، تاکہ منافقوں کی ہمت افزائی نہ ہو۔

★ .... (تفہیم)

★ قبر پر کھڑے ہونے سے مراد: مُردے کی تعظیم کے لیے یا اہتمام دفن کے لیے کھڑا ہونا ہے۔ یا دفن کے بعد بغرض زیارتِ قبر کھڑا ہونا ہے۔ یا عبرت حاصل کرنے کے لیے کھڑا ہونا مراد ہو سکتا ہے یعنی موت کو یاد کرنے کے لیے۔ اِن تمام مقاصد کے لیے قبر پر کھڑا ہونا درست ہے۔

★ .... (تھانوی)

★ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ قبر پر حاضر ہو کر دعاء کرنے کا نفع اُس سے زیادہ ہے جتنا بغیر قبر پر آئے دعاء کی جائے۔ حضورِ اکرمؐ مسلمانوں کی قبر پر کھڑے ہوا کرتے تھے اور دعاء فرمایا کرتے تھے۔

★ .... (جصاص، ابوداؤد بقول حضرت عثمان)

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ ہر مسلمان کی میت پر نمازِ جنازہ پڑھنا ضروری ہے اور کفار کی میت پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

★ .... (تفسیر کبیر)

★ کافر کی نمازِ جنازہ اُس کے پاس ایمان نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

★ .... (مدارک)

www.drhasanrizvi.org

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ
وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا
وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ
كٰفِرُوْنَ ۝ ۸۵

(۸۵) اور اُن کے مال اور اولاد (کی کثرت) کہیں تم کو حیران و ششدر کر کے دھوکے میں نہ ڈالے، کیونکہ اللہ نے تو یہ طے کرلیا ہے کہ اُن کو اِس دُنیا ہی میں اُن کے مال اور اولاد کے ذریعے سزا دے اور اُن کی جانیں اِس حالت میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ
اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ
وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ ۸۶

(۸۶) اور جب کبھی سورہ (یہ کہتا ہوا) اُترتا ہے کہ اللہ کو مانو اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو اُن (منافقوں) میں کے طاقتور اور دولتمند لوگ آپؐ سے درخواست کرتے ہیں کہ اُنھیں گھر جانے کی اجازت دے دی جائے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو گھر میں بیٹھنے والوں کے ساتھ چھوڑ دیجیے۔

اولاد اور مال کے ذریعے عذاب

(آیت ۸۵) اولاد کے ذریعے عذاب اِس طرح ہوتا ہے کہ بچپن میں تو اُن کی بیماریوں کی ...... مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں اور بڑے ہوجانے پر اُن کی نافرمانی کا رنج برداشت کرنا پڑتا ہے۔

اور مال کے ذریعے خدا کا عذاب اِس طرح ہوتا ہے کہ منافق ہونے کی وجہ سے مالدار کو خمس و زکوٰۃ ادا کرنا اور اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا بہت ناگوار اور گراں گذرتا ہے۔ (اور ایسے لوگ کفر کی موت مرتے ہیں جن پر آخرت کا عذاب شدید ہوگا۔)

(آیت ۸۶) سورے سے مراد اصطلاحی سورۃ مراد نہیں، بلکہ لفظی معنی مراد ہیں۔ یعنی قرآن مجید کا چھوٹا بڑا کوئی سا حصّہ خواہ وہ پوری سورت ہو یا اُس کا کوئی جزو ہو۔ *..... (مدارک۔ جلالین) ..... اسی طرح لفظِ قرآن سے کبھی مراد پورا قرآن بھی ہوتا ہے اور قرآن کا کوئی جزو بھی قرآن کہلاتا ہے۔ اسی طرح الکتاب سے کُل اور جزوِ کتاب دونوں مراد لیے جاتے ہیں۔ *..... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

رَضُوا بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ (۸۷) (غرض) اُن لوگوں نے اِس بات کو پسند کیا
وَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا کہ وہ گھر میں بیٹھنے والی عورتوں کے ساتھ رہیں۔
یَفْقَهُوْنَ ۝ ۸۷ (اسی لیے) اُن کے دلوں پر نشانی (مُہر) لگادی گئی
پس اب اُن کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آئے گا۔

منافقوں کی پہچان اور مذمت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ: "مَعَ الْخَوَالِفِ" (یعنی: پیچھے رہ جانے والوں سے) سے مراد "مَعَ النِّسَآءِ" یعنی: عورتوں کے ساتھ رہ جانے والے ہیں۔ ★ . . . . (تفسیر عیاشی)

"اَلْخَوَالِفُ": خَالِفَہ کی جمع ہے۔ یعنی وہ عورتیں جو گھر میں ہی بیٹھی رہیں۔ اور یہ لفظ مردوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ جس طرح خَالِفٌ وخَالِفَۃٌ۔ اور مذکر کے لیے فاعل کا صیغہ صرف دو مقامات پر فَوَاعِلُ کے وزن پر آیا ہے۔ ایک فارس کی جمع فوارس اور دوسرے ھالك کی جمع ھوالك۔ بہرکیف اِس جگہ خَوَالِف سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اسلام نے معذور قرار دے کر گھر میں بیٹھے رہنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ مثلاً: بچے، بوڑھے، عورتیں اور بیمار لوگ۔ ★ . . . (تفسیر انوار النجف ص ۱۰۳)

★ یہاں منافقین کے کردار کو اِس طرح پیش کیا جارہا ہے جیسے کوئی حاکم بڑے زور زور سے کسی پر گرجتا برستا ہے، ڈانٹتا ڈپٹتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ تم بدمعاش ہمیشہ یہی کرتے ہو۔ تمہاری تو عادت ہی یہ ہے، جب تم کو کوئی حکم دیا جاتا ہے، تم حیلے بہانے بنانے لگتے ہو۔

دراصل اِن آیتوں کے تیور سخت، کرخت آواز بنا کر پڑھنے سے سمجھ میں آتے ہیں۔ ★ . . . (فصل الخطاب)

★ اور خدا کا فرمانا: "جب کوئی سورہ اُترتا ہے"۔۔ یعنی جب قرآن کا کوئی حصہ اُترتا ہے۔ ★ . . . (جلالین)

★ غرض یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ اچھے خاصے ہٹے کٹے، صاحبِ مقدرت لوگ ایمان کا دعوے

www.drhasanrizvi.org

رکھنے کے باوجود کام کا وقت آنے پر میدان میں نکلنے کے بجائے گھروں میں گُھس بیٹھیں اور عورتوں میں جا شامل ہوں۔ کیونکہ جان بوجھ کر اُنھوں نے اپنے لیے فرار کا ہی راستہ اختیار کیا۔ اس لیے قانونِ فطرت کے مطابق ان سے وہ پاکیزہ احساسات چھین لیے گئے جن کی وجہ سے آدمی ایسے ذلیل اطوار اور انداز اختیار کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ ★ ...... (تفہیم)

★ عورتیں کیونکہ جہاد پر نہیں جاتیں اور گھر میں بیٹھی رہتی ہیں اس لیے اُن کو بھی "اَلْخَوَالِفِ" یعنی پیچھے رہ جانے والیاں کہا جاتا ہے۔ یعنی گھر میں رہ جانے والی عورتیں۔
★ ..... (ابن جریر۔ بقول ابن عباسؓ، قتادہ، مجاہد، ابن زید .... بحر۔ جلالین۔)

★ شریعتِ اسلامی نے مرد کے جو فرائض معیّن کیے ہیں اُن میں ایک فریضہ جہاد بھی ہے۔ جو صرف مردوں سے مخصوص ہے۔ عورتوں پر یہ فریضہ عائد نہیں کیا۔
اس لیے آیت میں جہاد سے جی چرانے والوں پر طنز ہے کہ: مرد ہو کر عورت بنے جا رہے ہیں۔ اس طرح ایسے لوگوں کی سخت مذمّت کی گئی ہے۔
★ .... (ماجدی۔ بحر)

★ ایسے لوگوں کو "لَا یَفْقَهُوْنَ" یعنی "بے سمجھ لوگ" کہا گیا ہے۔
یعنی جہاد سے جی چرانے والے لوگ جہاد کی حکمتوں، فضیلتوں اور مصلحتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ ★ ...... (تفسیر کبیر)

سے
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر
★ ..... (اقبال)

www.drhasanrizvi.org

لٰکِنِ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (۸۸) لیکن رسول اور اُن ایمان لانے والوں
مَعَهٗ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ نے جو اُن کے ساتھ ہیں، اپنے مالوں اور اپنی
اَنۡفُسِهِمۡ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ لَهُمُ جانوں کے ذریعے سے جہاد کیا۔ (اس لیے) اب
الۡخَيۡرٰتُ‌ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۸۸ ہر ہر طرح کی بھلائیاں اُنہی کے لیے ہیں اور
یہی وہ لوگ ہیں جو ہر طرح کی بہتری حاصل کرنے والے ہیں

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ (۸۹) اللہ نے اُن کیلئے جنّت کے ایسے ایسے گھنے باغات
مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں
فِيۡهَا‌ ؕ ذٰ لِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۝۸۹ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ یہ ہے بہت ع ۱۱
ہی بڑی، عظیم الشّان کامیابی

بھلائیوں سے مراد

(آیت ۸۸) یہاں خیرات (یعنی خوبیوں، اچھائیوں بھلائیوں) سے مراد دونوں جہانوں کا نفع ہے۔ اس سے دنیا میں خدا کی نصرت اور مالِ غنیمت اور آخرت میں جنّت اور جنّت کی نعمتیں مراد ہیں۔
(تفسیر صافی صفحہ ۲۱۴، روح المعانی، مدارک)

نتیجہ: محققین نے لکھا کہ: اس آیت میں خدا نے مومنین کے لیے "مَعَهٗ" یعنی "رسول کے ساتھی" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ رسول کی معیّت کا تعلق صرف عالمِ مشاہدہ سے نہیں ہے۔ یعنی آپ کی معیّت صرف اُن لوگوں کو حاصل نہیں ہے جو آپ کے زمانے میں موجود تھے، بلکہ ہر صاحبِ ایمان جو اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے اُسے رسولِ اکرم کی معیّت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایمان اور عمل میں اُن کا ہم صفات بن جاتا ہے۔
(فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.org

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ۹۰

(۹۰) اور صحرا کے باشندے (بدوی) عربوں میں سے بہت سے لوگ آئے کہ انھیں بھی چھٹی دیکر پیچھے رہنے کی اجازت دی جائے (اس طرح سے) وہ لوگ (گھر) بیٹھے رہے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے جھوٹ بولتے ہیں۔ تو جن لوگوں نے بھی حق بات ماننے سے انکار (کفر کو اختیار) کیا، تو عنقریب اُن کو سخت تکلیف دینے والی سزا پہنچے گی۔

منافق کا انجام

منافق وہ ہوتا ہے کہ جو ایمان کے تقاضوں کے مقابلے میں اپنے مفادات اور دُنیوی دلچسپیوں کو زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ اصل میں یہ کفر و انکار ہی ہے۔ اس لیے خدا کے ہاں ایسے لوگوں کے ساتھ اُس سے بھی بدتر سلوک ہوگا جو کافروں، مشرکوں سے کیا جائے گا، چاہے دنیا میں ایسے لوگ کافر، باغی، مشرک نہ قرار دیے جائیں اور دنیا میں اُن کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک ہی کیوں نہ کیا جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ منافقت کی بہت سی صورتیں اور حالتیں ایسی ہیں جو شریعتِ ظاہری میں کفر کے فتوے سے بچ جاتی ہیں، مگر مفتی کے فتوے سے بچ نکلنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ خداوندِ عالم کے فیصلے میں بھی وہ منافقت کی سزا سے بچ نکلے گا۔ ★..... (تفہیم)

عرب و اَعْراب کے معنی ۔ عرب " کہتے ہیں نسلِ حضرت اسماعیلؑ کو۔ اور اَعْراب، اسی لفظ کی جمع ہے لیکن اَب 'اعراب' " کا لفظ صرف دیہاتی عربوں کے لیے مخصوص ہوگیا ہے۔ ★..... (راغب۔ تاج)

★ خدا کا فرمانا کہ: "جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی تکذیب کی تھی وہ بیٹھے رہے"۔ یعنی ایسے بیباک کافر نکلے کہ اُنھوں نے ظاہر داری تک نہ برتی اور جھوٹا عذر و معذرت کرنے بھی نہ آئے۔ یہ کِذب اُن کے دعوٰی ایمان میں تھا۔ یعنی اُن کا ایمان کا دعوٰی خالص جھوٹ تھا۔

★...... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى (۹۱) (لیکن) کمزوروں، بیماروں اور جن کے
الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا پاس خرچ نہ ہو، اُن کے اوپر نہ تو کوئی
يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ الزام ہے (اور نہ اُن کے نہ جانے پر کوئی حرج ہے)
اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى جبکہ وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے وفادار
الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ اور خیر خواہ ہیں۔ ایسے نیک کام کرنے والوں
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پر کوئی الزام یا اعتراض نہیں۔ (کیونکہ)

اللہ تو بہت ہی درگذر کرنے والا، معاف کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

نیک کام پر آمادگی کی اہمیت

غزوۂ تبوک پر جاتے ہوئے سات آدمی جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے۔ اُن میں سے ایک زید بن حارثہ نے عرض کی:

"یا رسول اللہؐ! میرے پاس مال دینے کے لیے کچھ نہیں جو پیش کروں۔ صرف ایک عزت ہے، وہ راہِ خدا میں حاضر ہے۔" جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "تیرا صدقہ قبول ہے"۔ باقی لوگوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! ہمارے پاس کچھ نہیں کہ ہم آپؐ کے ساتھ جہاد کے لیے چل سکیں۔ اِس پر یہ آیتیں ۹۱ اور ۹۲ اُتریں۔

اِن رونے والوں نے جوتے تک مانگے تھے اور وہ یہ تک کہہ رہے تھے کہ اگر ہمیں جوتے ہی مل جائیں تو ہم جہاد پر چلنے کے لیے تیار ہیں۔ * ..... (تفسیر صافی ص ۲۱۴ بحوالہ تفسیر قمیؒ)

* غرض خدا صرف ظاہر کو نہیں دیکھتا وہ تو ہر شخص کے دل کو دیکھتا ہے۔ قرآن میں ارشاد فرمایا کہ:

"وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ" (یعنی قیامت کے دن) "جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے اُس کو نکالا جائے گا"۔

اگر خدا یہ دیکھے گا کہ کسی کی جہاد پر نہ جانے کی وجہ ایک وفادار بندے کی سی معذوری ہے، وہ غدار، باغی یا منافقت کی معذوری نہیں تو وہ اُس کو معاف کر دے گا۔ اِس لیے کہ مومنِ مخلص کی معذوری، منافق باغی کی معذوری سے الگ چیز ہوتی ہے۔ مومنِ مخلص اگر جہاد پر جانے یا کسی نیک کام انجام دینے سے معذور

www.drhasanrizvi.org

بھی ہو تب بھی جب وہ جہاد کی دعوت سُنتا ہے تو اُس کا دل تڑپنے لگتا ہے کہ کاش! میں بھی جہاد میں جانے کے قابل ہوتا اور دینِ خدا کی کچھ خدمت کر سکتا۔ وہ خون کے آنسو روتا ہے۔

لیکن اس کے برعکس جب معذور منافق جہاد کی پکار سُنتا ہے تو اُس کا دل خوشی سے اُچھلنے لگتا ہے کہ چلو لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں تو اپنی معذوری کی وجہ سے بچ گیا۔ اچھے موقع پر بیمار پڑا کہ جہاد سے جان چھٹی ورنہ مجھے خواہ مخواہ جہاد پر جانے کی مصیبت بھگتنی پڑتی۔ پھر وہ دوسروں کو بھی جہاد پر جانے سے روکنے اور بیماریوں کا بہانہ بنانے کی ترغیب دیتا ہے۔

اس کے برعکس مومنِ مخلص اگر معذور ہوتا ہے تو وہ خود اپنے دل میں تڑپتا بھی ہے اور ساتھ دوسروں کو جہاد پر جانے کی ترغیب بھی دیتا ہے، جوش دلاتا ہے۔ دوسروں سے کہتا ہے کہ تم جہاد پر جاؤ اور میری فکر نہ کرو، میری وجہ سے اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرو۔ دینِ خدا کی خدمت کرو، اُس کے کام آؤ۔

دوسرا فرق اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ جب فوجیں جہاد کے لیے چلی جاتی ہیں، معذور منافق تو شہر کے رہنے والے مردوں اور عورتوں میں بد دلی پھیلاتا ہے۔ بُری بُری خبریں اُڑاتا ہے۔ جبکہ مومن معذور اپنی حد تک پوری کوشش کرتا ہے کہ گھر کا محاذ (Home front) مضبوط رکھے۔ زیادہ سے زیادہ عورتوں اور بچوں کی خدمت کرے۔

اس طرح اگرچہ دیکھنے میں تو مومنِ مخلص اور منافق دونوں معذور ہونے کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے، مگر دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ جسے ہم سے کہیں بہتر خدا جانتا ہے۔ اس لیے دو ایک جیسی چیزیں ہمیشہ حقیقت میں ایک جیسی نہیں ہوا کرتیں۔

پرواز ہے دونوں کی اِسی ایک فضا میں — کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن — مُلّاں کی اذاں اور مُجاہد کی اذاں اور

(اقبال) ...★

www.drhasanrizvi.org

★ غرض اِس آیت میں اُن دیہاتی عربوں (بدّوؤں) کی طرف سے صفائی پیش ہوگئی، جو جہاد میں شریک نہ ہونے کا حقیقی اور سچّا عذر رکھتے تھے۔ (بہانہ نہیں تراشتے تھے۔)
★ . . . . (ماجدی)

★ نتیجہ ۱: محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "اگر کوئی شخص کسی معقول عذر کی وجہ سے کسی اچھے عمل کے انجام دینے سے قاصر رہے، جبکہ نیّت یہ رکھتا ہو کہ اُس کو انجام دے گا۔ یا۔ یہ نیّت رکھتا ہو کہ جب بھی قدرت (طاقت اور وسعت) ہوگی اُس عمل کو انجام دے گا، تو ایسا شخص اُس اچھے عمل کی برکتوں سے محروم نہیں رہتا۔" ("اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"۔ یقیناً اعمال کا دار و مدار انسان کی نیّتوں پر موقوف ہے۔) ★ . . . . . (مرشد تھانوی)

★ نتیجہ ۲: محققین نے دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ: "خداوندِ عالم خواہ مخواہ کسی شخص پر بھی گرفت یا سختی نہیں کرتا۔ ایسا کرنے کا خدا کے ہاں کوئی امکان نہیں۔ (کیونکہ وہ عادلِ حقیقی ہے) ورنہ خدا کا ارشاد ہے: "وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ" (ماجدی)
(نحل ۱۶ آیت ۶۱)
یعنی: (اگر خدا لوگوں کے ظلم و ستم پر اُن کا مواخذہ کرنے لگے تو روئے زمین پر کسی چلنے والے کو باقی نہ چھوڑے۔)

امیر المومنین حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے اپنے پالنے والے مالک کی بارگاہ میں بڑی عاجزی سے دعاء مانگی:

"رَبِّ عَامِلْنَا بِفَضْلِكَ وَلَا تُعَامِلْنَا بِعَدْلِكَ يَا كَرِيْمُ، يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ★"

یعنی: (اے میرے پالنے والے مالک! تو ہم پر اپنا فضل و کرم کرنا، اور ہمیں اپنے عدل کی ترازو میں نہ تولنا (کیونکہ ہم تیرے عدل کے معیار پر پورے نہیں اُتر سکتے۔)
اے کرم کرنے والے! اے رحم کرنے والے! اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے!)
★

www.drhasanrizvi.org

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ
لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ
اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ
تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا
يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۹۲

(۹۲) اور اِسی طرح، نہ اُن لوگوں پر کوئی الزام ہے کہ جب وہ آپؐ کے پاس اِس غرض سے آئیں کہ آپؐ اُن کیلئے (جہاد پر جانے کیلئے) سواریوں کا انتظام فرما دیں، اور آپؐ اُن سے کہیں کہ میرے پاس تمہیں جہاد پر لے جانے کیلئے کوئی چیز نہیں ہے تو وہ (مجبوراً گھر) واپس ہوں اس حالت میں کہ اُن کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہوں اس غم میں کہ اُن کے پاس (خدا کی راہ میں) خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی تو نہیں ہے۔

نیّت کی اہمیّت

غرض ایسے لوگ جو دین کی خدمت انجام دینے کے لیے بیتاب ہوں لیکن کسی حقیقی مجبوری کی وجہ سے یا وسائل نہ ہونے کی وجہ سے عملاً دین کی خدمت نہ کر سکیں، تو اُن کے دل کو اتنا ہی صدمہ پہنچتا ہے جتنا ایک دُنیا پرست کو کسی نفع کے محروم ہو جانے سے ہوا کرتا ہے۔ اِسی لیے ایسے لوگوں کا شمار خدا کے ہاں دین کی خدمت انجام دینے والوں یا مجاہدین ہی میں ہوتا ہے۔ اگرچہ اُنھوں نے عملاً کوئی خدمت انجام بھی نہ دی ہو۔ اِسی لیے غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضورِ اکرمؐ نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "مدینہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم نے کوئی وادی طے نہیں کی، اور کوئی کوچ نہیں کیا، جس میں وہ تمہارے ساتھ نہ رہے ہوں۔" صحابہؓ نے حیران ہو کر پوچھا: کیا مدینے میں رہتے ہوئے بھی؟ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "ہاں، مدینے میں رہتے ہوئے۔ کیونکہ مجبوری نے اُنھیں روک دیا تھا، ورنہ وہ خود رُکنے والے نہ تھے۔" * ...... (تفہیم)

جنگِ جمل میں کسی نے حضرت علیؑ سے عرض کی کہ: میرا بھائی بھی اِس جہاد میں شرکت کیلئے بے چین تھا، مگر بیماری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ آپؑ نے فرمایا: "مگر میں نے تو اُسے اپنے ساتھ یہاں جہاد کرتے ہوئے کئی دفعہ دیکھا ہے۔" اُس نے عرض کی: حضور میں تو خود اُسے اپنے شہر میں چھوڑ آیا ہوں۔ اِس پر حضرت علیؑ نے فرمایا: "صرف وہ نہیں، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام لوگ جو اِس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی علیؑ (آقا) کی معیت میں جہاد کرتے، میں اُن سب کو یہاں جہاد میں دیکھ رہا ہوں۔"
(مؤلف)

www.drhasanrizvi.org

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ (۹۳) البتہ الزام تو صرف اُن لوگوں پر ہے جو
يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ آپؐ سے جہاد پر جانے سے چھٹی مانگتے ہیں
رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ باوجود اس کے کہ وہ دولتمند ہیں۔ وہ اس
الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ بات کو پسند کرتے ہیں کہ گھر میں بیٹھنے والی
قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ۹۳ عورتوں کے ساتھ رہیں۔ (اس لیے) اللہ نے اُن
کے دلوں پر نشان یا مُہر لگا دی۔ پس اب یہ کچھ نہیں جان سکتے۔ (کہ اُن کا حشر کیا ہوگا)

صحیح منافق

خدا کا فرمانا کہ: "الزام تو بس اُن لوگوں پر ہے..." یعنی اُن لوگوں کو جو اغنیاء و دولت مند ہیں اور اس پر راضی ہیں کہ گھر والیوں کے ساتھ بیٹھے رہیں اور جہاد پر نہ جائیں، اُن لوگوں کو سزا دی جائے گی اور ایسے لوگوں کا جہاد پر نہ جانا جرم قرار پائے گا۔ ★........ (تفسیر تبیان)

(دسواں پارہ ختم ہوا۔)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْكَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلِ النُّورَ فِي بَصَرِي وَالْبَصِيرَةَ فِي دِينِي وَالْيَقِينَ فِي قَلْبِي وَالْإِخْلَاصَ فِي عَمَلِي وَالسَّلَامَةَ فِي نَفْسِي وَالسَّعَةَ فِي رِزْقِي وَالشُّكْرَ لَكَ أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي

آج مورخہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۷ جون ۱۹۹۶ء ۱۱ بجے شب اس پارے کی کتابت مکمل ہوئی۔
قارئین سے التماسِ دعاء کے خواہشمند عالیمرتبت ڈاکٹر محمد حسن رضوی مدظلہ و عالیجناب الحاج غلام نقی رضوی مدظلہ، نیز محترم المقام اشفاق حسین مدظلہ اور حقیر سراپا تقصیر ـــــ محمد جعفر زیدی کاتبِ ہذا القرآن